چہارم اہل انطاکیہ اور رسل عیسٰے علیہ السلام کا واقعہ لامحالہ نزول تورات کے بعد پیش آیا اور نزول تورات کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی پوری کی پوری قوم کو ہلاک نہیں فرمایا بلکہ مومنین کو مشرکین سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔ اس سے بھی واضح ہوگیا کہ یہ قصہ اہل انطاکیہ اور حواریین سے متعلق نہیں ان قصۃ انطاکیۃ من الحواریین اصحاب المسیح بعد نزول التوراۃ وقد ذکر ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ وغیر واحد من السلف ان اللہ تبارک وتعالیٰ بعد انزالہ التوراۃ لم یہلک امۃ من الامم الی اخرھم بعذاب یبعثہ علیھم بل امر المؤمنین بعد ذلک بقتال المشرکین (ایضاً) ان وجوہات سے ثابت ہوا کہ جس قریہ (بستی) کا ان آیتوں میں ذکر ہے وہ انطاکیہ کے علاوہ کوئی اور بستی ہے اور مرسلین سے رسل اللہ مراد ہیں نہ کہ رسل مسیح علیہ السلام فعلی ھذا یتعین ان ھذہ القریۃ المذکورۃ فی القراٰن قریۃ اخری غیر انطاکیۃ کما حقق ذلک غیر واحد من السلف ایضاً (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۷۰) حضرت شیخ قدس سرہ کی تحقیق بھی لعینہ یہی ہے اور ان رسولوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ صادق، صدوق اور شلوم علیہم السلام جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ، کعب الاحبار اور وہب بن منبہ سے منقول ہے امام طبری نے بھی یہی نام لکھے ہیں۔ (قرطبی، ابن کثیر وغیرہ) قیل رسل من اللہ علی الابتداء (قرطبی جلد ۱۵ ص ۱۴) اگر مفسرین سلف کی عبارتوں میں کہیں اس قریہ کا نام انطاکیہ وارد ہوا ہے تو بشرط صحت روایت ہو سکتا ہے کہ اس قریہ کا نام بھی انطاکیہ ہی ہو۔ لیکن لامحالہ یہ وہ انطاکیہ نہیں جس میں مسیح علیہ السلام نے اپنے حواری بھیجے تھے کیونکہ اس انطاکیہ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب کبھی نہیں آیا۔ نہ حضرت مسیح ؑ کے زمانے میں نہ ان سے پہلے۔ او تکون انطاکیۃ ان کان لفظھا محفوظا فی ھذہ القصۃ مدینۃ اخری غیر ھذہ المشھورۃ المعروفۃ فان ھذہ لم یعرف انھا اھلکت لا فی الملۃ النصرانیۃ ولا قبل ذلک واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ابن کثیر جلد ۳ ص ۵۷۰) ۱۰؎ اذ ارسلنا الخ پہلے ہم نے ان کے پاس دو پیغمبر بھیجے بستی والوں نے ان کو جھٹلا دیا۔ تو ہم نے ان کی تائید اور تقویت کے لئے مزید ایک پیغمبر بھیجدیا۔ تب تینوں نے ان سے کہا ہم اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے قالوا ما انتم الخ بستی والوں نے جواب میں کہا تم تو ہماری طرح بشر ہو اور بشر پیغمبر نہیں ہو سکتا اس لئے تم نہ پیغمبر ہو نہ اللہ نے تم پر وحی نازل کی ہے اور تم دعویٰ رسالت میں جھوٹے ہو مشرکین ہمیشہ اس دھوکے میں رہے ہیں کہ پیغمبر فرشتہ ہونا چاہیئے نہ کہ بشر وانما الرسول ملک وھذا شبھۃ اکثر الکفرۃ ان الرسول لابد ان یکون ملکا (جامع ص ۳۷۵) ۱۱؎ قالوا ربنا الخ مشرکین کے انکار پر پیغمبروں نے نہایت زوردار موکد بالقسم اسلوب کے ساتھ اپنا دعویٰ دہرایا کہ خدا شاہد ہے کہ ہم اللہ کے رسول ہیں اور ہمیں اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اگر تم ہماری دعوت کو قبول نہیں کرو گے تو اس سے ہمارا کوئی بھی نقصان نہیں کیونکہ ہمارا کام تو صرف دعوت توحید کو تم تک پہنچانا ہے اگر تم نہیں مانو گے تو اس کا وبال تم پر پڑے گا۔ ربنا یعلم کی تعبیر قسم کے قائم مقام ہے ربنا یعلم جار

الجزء الثالث والعشرون ۲۳

وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۲۲)

اور مجھ کو کیا ہوا کہ میں بندگی نہ کروں اس کی جس نے مجھ کو بنایا اور اسی کی طرف سب پھر جاؤگے

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ

بھلا میں پکڑوں اس کے سوائے اوروں کو پوجنا کہ اگر مجھ پر چاہے رحمٰن تکلیف

لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ (۲۳) اِنِّيْۤ اِذًا

تو کچھ کام نہ آئے مجھ کو ان کی سفارش اور نہ وہ مجھ کو چھڑائیں تو تو میں بے شک

لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۲۴) اِنِّيْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ (۲۵) قِيْلَ

بھٹکتا رہوں صریح میں یقین لایا تمہارے رب پر مجھ سے سن لو ف۱ حکم ہوا

ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ (۲۶) بِمَا غَفَرَ

چلا جا بہشت میں ف۲ بولا کسی طرح ف۳ میری قوم معلوم کر لیں کہ بخشا

لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ (۲۷) وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى

مجھ کو میرے رب نے اور کیا مجھ کو عزت والوں میں ف۴ اور اتاری نہیں ہم نے ف۵

قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ (۲۸)

اس کی قوم پر اس کے پیچھے کوئی فوج آسمان سے اور ہم فوج نہیں اتارا کرتے

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ (۲۹) يٰحَسْرَةً

بس یہی تھی ایک چنگھاڑ پھر اسی دم سب بجھ گئے کیا افسوس ہے

عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ

بندوں پر ف۶ کوئی رسول نہیں آیا ان کے پاس جس سے

يَسْتَهْزِءُوْنَ (۳۰) اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ

ٹھٹھا نہیں کرتے کیا نہیں دیکھتے ف۷ کتنی غارت کر چکے ہم ان سے پہلے

الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (۳۱) ؕ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا

جماعتیں کہ وہ ان کے پاس پھر کر نہیں آئیں گی اور ان سب میں کوئی نہیں ف۲۳

ف۱ ذکر دعوائے نبوت ۱۲ ف۲ دعوائے نبوت پر یہ بھی عقلی دلیل ۱۲ ف۳ اثبات رسالت ۱۲ ف۴ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ آگے نقل کرتے ہیں کہ قوم نے اس کو شہید کیا۔ اور بعضے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جیتا اٹھا لیا ف۲ قوم نے اس سے دشمنی کی کہ مار ڈالا اس کو بہشت میں بھی قوم کی خیر خواہی رہی کہ اگر معلوم کریں میرا حال تو سب ایمان لاویں ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ← اہل دیہ آنرا شہید ساختند ۱۲

مجاری القسم فی التوکید وکذٰلک قولھم شھد اللّٰہ وعلم اللّٰہ (مدارک ج ۴ ص ۶) ۱۲؎ قالوا انا الخ جب مشرکین سے کوئی معقول جواب نہ بن پڑا تو گھٹیا باتوں پر اتر آئے اور اللہ تعالیٰ نے بطور ابتلاء اور امتحان کچھ عرصہ کے لئے بارش روک دی تو کافر کہنے لگے یہ تمہاری نحوست کا اثر ہے (عیاذاً باللہ) کہ بارش نہیں ہوتی اس لئے تم اپنی تبلیغ بند کر دو۔ اگر تم اس سے باز نہ آؤ گے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور دردناک سزا دیں گے ۱۳؎ قالوا طائرکم الخ پیغمبروں نے جواب دیا شؤم و نحوست خود تمہارے اندر موجود ہے بارش کے بند ہونے کی وجہ تمہارا کفر و شرک اور طغیان وعصیان ہے۔ ائن ذکرتم۔ جزا محذوف ہے ای تطیرتم وجواب الشرط مضمر تقدیرہ تطیرتم (مدارک) کیا ہم نے تمہیں نصیحت کی ہے، اللہ کی توحید کی طرف بلایا ہے اور شرک سے روکا ہے اس لئے تم نے اس قسم کی لایعنی باتوں سے ہمارا مقابلہ شروع کر دیا ہے اور ہمیں دھمکیاں دینے لگے ہو اور اپنے اعمال بد کی شامت کو ہماری طرف منسوب کرنے لگے ہو۔ نہایت بے انصاف اور حد سے تجاوز کرنے والے لوگ ہو۔ ای من اجل انا ذکرناکم وامرناکم بتوحید اللہ واخلاص العبادۃ لہ قابلتمونا بھذا الکلام وتوعدتمونا وتھددتمونا (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۶۷) ۱۴؎ وجاء رجل الخ رجل سے حبیب بن مری نجار مراد ہے جو اسی بستی کے ایک کنارے رہتا تھا یہ نہایت نیک، فیاض اور سلیم الفطرت انسان تھا۔ اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو قبول کر چکا تھا۔ (قرطبی) جب قوم کا انکار و عناد انتہا کو پہنچ گیا اور انھوں نے پیغمبروں کو شہید کر دینے کا ارادہ کر لیا تو یہ شخص اپنے گھر سے دوڑتا ہوا آیا اور اپنی قوم کو نہایت ناصحانہ انداز میں تبلیغ کرنے لگا۔ میری قوم! ان رسولوں کی بات مان لو جو اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ اور محض تمہاری بھلائی کے لئے تمہیں سیدھی راہ دکھاتے ہیں اور تبلیغ حق پر تم سے کچھ اجرت بھی نہیں مانگتے۔ وہ ہیں بھی راہ راست پر۔ اللہ کی توحید اور شرک کے بارے میں ان کا موقف بالکل درست ہے وھم مھتدون فیما یدعونکم الیہ من عبادۃ اللہ وحدہٗ لاشریک لہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۶۸) ۱۵؎ ومالی الخ حبیب نجار نے جب قوم کے سامنے تقریر کی تو انھوں نے کہا اچھا! تو بھی ان کا ساتھی ان کے عقیدے پر ہے۔ اور ہمارے دین کا مخالف ہے فلما قال ذٰلک قالوا لہ وانت مخالف لدیننا ومتابع دین ھؤلاء الرسل (مظہری ج ۸ ص ۷۶) اس پر اس نے کہا ومالی لا اعبد الخ آخر کیا وجہ ہے کہ میں اس ذات پاک کی بلا شرکت غیرے خالص عبادت نہ کروں جس نے مجھے زندگی عطا فرمائی ہے اور آخر کار جزاء و سزا کے لئے قیامت کے دن تم سب اس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے، اس لئے بہتر ہے کہ تم بھی اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ اور اس کی توحید کو مان لو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ والیہ ترجعون بعد الموت فیجازیکم باعمالکم فاعبدوا انتم ایضا وحدہ ووحدوہ وتوسلوا (جامع ص ۳۷۵) ۱۶؎ ءاتخذ الخ اس آیت میں دعویٰ سورت مذکور ہے یعنی نفی شفاعت قہری جیسا کہ اس بستی والوں کو ہم نے پکڑا مگر ان کے مزعومہ شفعاء نے ان کو نہ بچایا۔ حبیب نجار نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کیا یہ بھی کوئی عقلمندی ہے کہ میں اپنے خالق و منعم کے علاوہ ایسی عاجز اور بے بس مخلوق کو معبود اور کارساز بنا لوں کہ اگر خدائے رحمٰن مجھے کسی مصیبت میں گرفتار کرنا چاہے تو اس کی بارگاہ میں نہ ان کی سفارش مجھے کام آسکے اور نہ وہ مجھے اس کی گرفت سے چھڑا ہی سکیں اب تم خود ہی بتاؤ کیا ایسے عاجز معبود، خدا کے یہاں شفیع غالب اور کارساز ہو سکتے ہیں؟ ۱۷؎ انی اذا الخ اگر میں اللہ کے سوا اوروں کو معبود اور کارساز بنا لوں اور ان کو خدا کی بارگاہ میں شفیع غالب سمجھنے لگوں تو میں صریح گمراہی میں ہوں گا۔ اس کے بعد مشرکین نے اس پر پتھر برسانے شروع کر دیئے اس نے اسی حال میں اپنی قوم سے خطاب کر کے اپنا آخری اعلان کیا۔ میری قوم! سن لو، میں تمہارے خالق و مالک کی توحید پر ایمان لا چکا ہوں تمہیں بھی اس پر ایمان لانا چاہیئے۔ یا یہ خطاب رسولوں سے ہے۔ جب مشرکین نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے رسولوں سے مخاطب ہو کر کہا جس رب نے تمہیں بھیجا ہے میں اس پر ایمان لا چکا ہوں اس لئے میرا اقرار و اعلان سن لو اور اس پر گواہ رہنا (قرطبی، ابن کثیر، ابن جریر) ۱۸؎ قیل ادخل الخ اس سے پہلے اندماج ہے ولما قتل قیل لہ ادخل الجنۃ (مدارک ج ۴ ص ۵) یعنی جب اسے قتل کر دیا گیا تو اس سے کہا گیا جنت میں داخل ہو جاؤ۔ حبیب نجار چونکہ شہید تھا اس لئے دیگر شہداء کی طرح اس کی روح کو پرندے کے قالب میں جنت میں داخل کر دیا گیا۔ فادخلہ اللہ الجنۃ وھو حی فیھا برزق یعنی حیوۃ الشھداء (مظہری ج ۸ ص ۷۷) ۱۹؎ قال یٰلیت الخ جب اس نے جنت میں اپنا بے پایاں اعزاز و اکرام اور بے حد و حساب نعمتیں دیکھیں تو تمنا کرنے لگا کہ کاش! میری قوم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس چیز کے سبب بخش دیا اور جنت میں داخل کیا ہے۔ اور اپنی بے حساب نوازشوں سے نوازا یعنی اللہ کی توحید پر ایمان اور اس کے پیغمبروں کی تصدیق۔ اس تمنا سے اس کا مقصود یہ تھا کہ اللہ نے اسے جس انعام و اکرام سے نوازا ہے اگر انھیں اس کا علم ہو جائے تو وہ بھی ایمان لے آئیں بایمانی بربی وتصدیق المرسلین ومقصودہ انھم لو اطلعوا علی ما حصل لی من الثواب والجزاء والنعیم المقیم لقادھم ذٰلک الی اتباع الرسل فرحمہ اللہ ورضی عنہ فلقد کان حریصا علی ھدایۃ قومہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۶۸) ۲۰؎ وما انزلنا الخ یہ حبیب نجار کی قوم کے انجام بد کا بیان ہے کہ ہم نے اس کی شہادت کے بعد اس کی قوم کو ہلاک کرنے کے لئے آسمان سے فرشتوں کا کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہمیں اس کی ضرورت ہی تھی کیونکہ ان کو ہلاک کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا ان کانت الا صیحۃ واحدۃ الخ ان پر ہم نے جو عذاب نازل کیا وہ تو بس ایک خوفناک چیخ تھی جس سے ساری کی ساری قوم یکبارگی ہلاک ہو کر رہ گئی سادی ان اللہ تعالیٰ بعث علیھم جبریل علیہ السلام حتی اخذ بعضادتی باب المدینۃ فصاح بھم صیحۃ واحدۃ فماتوا جمیعا (روح ج ۲۳ ص ۲) ۲۱؎ یٰحسرۃ الخ قصہ کے اختتام پر حسب عادت مستمرہ ارشاد فرمایا۔ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنے والے اور توحید کا انکار کرنے والے بندوں پر افسوس! ان کے پاس جو بھی رسول توحید کا پیغام لے کر آیا۔ ماننے کے بجائے یہ اس سے استہزاء کرنے لگے۔ یہ اظہار حسرت تینوں رسولوں کی طرف سے تھا یا فرشتوں کی طرف سے قال الضحاک انھا حسرۃ الملائکۃ علی الکفار حین کذبوا الرسل ...... وقیل ان الرسل الثلاثۃ ھم الذین قالوا لما قتل القوم ذٰلک الرجل الذی جاء من اقصی المدینۃ یسعی، وحل بالقوم العذاب یاحسرۃ علی ھؤلاء کانھم تمنوا ان یکونوا قد امنوا (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۳) ما یاتیھم ماضی استمراری کے معنوں میں ہے یعنی ان کے پاس جو بھی رسول آتے رہے وہ ان سے استہزاء کرتے رہے اس سے حال یا استقبال مراد نہیں تاکہ اس سے اجراء نبوت پر استدلال کیا جا سکے۔ جیسا کہ مرزائیوں کا خیال ہے ۲۲؎ الم یروا الخ یہ دعوائے سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یہ مشرکین دیکھتے نہیں کہ ان سے پہلے ہم نے مشرکین کے قرنوں کے قرن تباہ و برباد کر دیئے جو اپنے مزعومہ معبودوں کو کارساز اور شفیع غالب سمجھتے تھے اور ان کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ مصائب

ومشکلات میں وہ ان کے کام آئیں گے لیکن جب ہم نے ان کو عذاب میں پکڑا تو ان کا کوئی کارساز اور سفارشی انھیں ہمارے عذاب سے چھڑا کر دنیا میں واپس نہ لاسکا ۱ نھم الیھم لایرجعون ۔جملہ ماقبل کے مضمون سے بدل ہے۔ بدل من کم اھلکنا علی المعنی (مدارک ج ۴ ص) کذا افادہ الشیخ قدس سرہ۔ یا اس سے ان لوگوں کا رد مقصود ہے جو کہتے تھے۔ ان ھی الاحیاتنا الدنیا نموت ونحیا (مومنون ع ۳) یعنی کوئی قیامت اور جزا رسزا نہیں۔ بس زندگی صرف یہی اس دنیا ہی میں ہے۔ جو مرتا ہے وہ دوبارہ کسی دوسرے قالب میں زندہ ہو کر آجاتا ہے۔ اور یہ مرنے جینے کا سلسلہ اسی طرح جاری رہیگا۔ یہ عقیدہ "تناسخ" کے نام سے معروف ہے۔ ھم القائلون بالدورمن الدھریۃ وھم الذین یعتقدون جھلا منھم انھم یعودون الی الدنیا کما کانوا فیھا فرد اللہ تبارك وتعالٰی علیھم باطلھم (ابن کثیر ج ۳ ص۵۶۵) اس سے روافض کے عقیدۂ رجعت کا بطلان بھی واضح ہوگیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر ائمہ کی قیامت سے قبل دنیا میں رجعت کے قائل ہیں۔ ورد بالایۃ علی القائلین بالرجعۃ کما ذھب الیہ الشیعۃ (روح ج ۲۳ ص۵) وفی الایۃ رد علی من زعم ان من الخلق من یرجع قبل القیامۃ بعد الموت (قرطبی ج ۱۵ ص۲۴) ۲۳ وان کل الخ مرنے کے بعد دنیا میں تو کوئی واپس نہیں آئے گا۔ البتہ ان سب کو قیامت کے دن ہم دوبارہ زندہ کرینگے اور یہ سب حساب کتاب کے لئے ہمارے سامنے پیش کئے جائینگے یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ ۲۴ وایۃ لھم الارض الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ ہم نے مردہ زمین کو باران رحمت سے زندہ کیا اور اس میں انسانوں کی غذا کے لئے انواع واقسام کے غلے، انگوروں اور کھجوروں کے باغات پیدا کئے۔ زمین سے پانی کے چشمے رواں کردئے یہ سب کچھ ہم نے کیا ہے یہ انکے ہاتھوں کی کمائی نہیں اور نہ وہ ان امور پر قادر ہی ہیں لیکن وہ پھر بھی اللہ کا شکر نہیں کرتے اور اس کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرتے ہیں انکار واستقباح لعدم شکرھم للمنعم بالنعم المعدودۃ بالتوحید والعبادۃ (روح ج ۲۳ ص۹) حضرت شیخ رح فرماتے ہیں ایدیھم میں ضمیر مجرور سے جنس مخلوق مراد ہے۔ اور اس میں جن وانس اور فرشتے سب داخل ہیں جس طرح قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی الایۃ (بنی اسرائیل ع ۱۱) میں انتم سے خطاب عام مراد ہے یعنی یہ تمام نعمتیں اور برکتیں اللہ نے عطا فرمائی ہیں جن کو تم اپنے معبود قرار دیتے ہو ان میں سے کسی کا بھی ان کاموں میں کوئی دخل نہیں۔ جب تخلیق میں وہ خدا کے شریک نہیں تو عبادت اور پکار میں بھی وہ اس کے شریک نہیں ہوسکتے اور نہ اسکی بارگاہ میں شفیع غالب ہی ہوسکتے ہیں ۲۵ سبحٰن الخ

ع ۲

جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ ۚ

جو اکٹھے ہو کر نہ آئیں ہمارے پاس پکڑے ہوئے اور ایک نشانی ہے انکے واسطے زمین مردہ ۲۴

اَحْیَیْنٰھَا وَاَخْرَجْنَا مِنْھَا حَبًّا فَمِنْہُ یَاْکُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا

اس کو ہم نے زندہ کردیا اور نکالا اس میں سے اناج سو اسی میں سے کھاتے ہیں اور بنائے ہم نے

فِیْھَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْھَا مِنَ

اس میں باغ کھجور کے اور انگور کے اور بہا دیے اس میں بعضے

الْعُیُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِیَاْکُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْہُ اَیْدِیْھِمْ ط

چشمے کہ کھائیں اس کے میووں سے اور اس کو بنایا نہیں انکے ہاتھوں نے

اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا

پھر کیوں شکر نہیں کرتے پاک ذات ہے جس نے ۲۵ بنائے جوڑے سب چیز کے

مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

اس قسم سے جو اگتا ہے زمین میں اور خود ان میں سے اور ان چیزوں میں جنکی انکو خبر نہیں

وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الَّیْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْہُ النَّھَارَ فَاِذَا ھُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور ایک نشانی ہے ان کے واسطے رات ۲۶ کھینچ لیتے ہیں ہم اس پر سے دن کو پھر تبھی یہ رہ جاتے ہیں اندھیرے میں

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا ط ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ

اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے رستہ پر یہ سادھا ہے اس زبردست

الْعَلِیْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ

باخبر نے اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہیں ۲۷ منزلیں یہاں تک کہ پھر آرہا جیسے ٹہنی

الْقَدِیْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَھَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ

پرانی ف نہ سورج سے ہو کہ پکڑ لے چاند کو اور

لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّھَارِ ط وَکُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰیَۃٌ

نہ رات آگے بڑھے دن سے ف اور ہر کوئی ایک چکر میں پھرتے ہیں ف اور ایک نشانی ہے

۲۴ دوسری عقلی دلیل ۱۲ - ۲۵ تیسری عقلی دلیل ۱۲ - ۲۶ چوتھی عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف چاند اور سورج ملتے ہیں مہینے کے آخر تو چاند چھپ گیا۔ جب آگے بڑھا تو نظر آیا۔ پھر منزل منزل بڑھتا چلا جب تک پھر اسی طرح آپہنچا ٹہنی سا نظر آیا۔ پھر ٹہنی سا ہو کر چھپا، بیچ میں بڑھ کر پورا ہوا اور گھٹا منزلیں ہیں اٹھائیس ۱۲ منہ رح ف سورج چاند ملتے ہیں تو چاند پکڑتا ہے سورج کو۔ سورج نہیں پکڑتا چاند کو اور رات دن میں کوئی آگے بڑھے یہ کہ دن پر کوئی دوسرا دن آوے بن بیچ رات آوے۔ اور ہر ستارہ ایک ایک گھیرا رکھتا ہے۔ اسی راہ پر پھرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ستارے آپ چلتے ہیں یہ نہیں کہ آسمان میں گڑے ہیں اور آسمان چلتا ہے نہیں کو پھرنا نہ فرماتے۔ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف یعنی پیش از انقضاء روز نمی آید ۱۲

جن مزعومہ معبودوں کو مشرکین نے شرکاء اور شفعاء بنا رکھا ہے! اللہ تعالیٰ ان سے پاک ہے۔ زمین سے انواع و اقسام کی اشیاء، میوے، پھل پھول، غلے وغیرہ وہی پیدا کرتا ہے ومن انفسھم
اور انسانوں کی اولادیں نر و مادہ کا خالق بھی وہی ہے۔ وہ ایسی بے شمار مخلوق کا بھی خالق ہے جس کا انکو علم بھی نہیں۔ یہ دلیل ثانی کا تتمہ ہے ۳۶ؔ و اٰیۃ لھم الیل الخ یہ تیسری عقلی
دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ یہ نظامِ شمسی اسکے قبضہ و تصرف میں ہے۔ دن رات کی آمد و رفت اسی کے اختیار میں ہے۔ جب دن کی روشنی غائب ہو جاتی ہے
تو ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔ والشمس تجری الخ اور سورج اپنی آخری حد اور منزل تک باقاعدگی کے ساتھ سفر کر رہا ہے۔ آخری منزل سے یا تو قیامت کا دن مراد ہے یا اس

لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿٤١﴾ وَخَلَقْنَا

انکے واسطے ۲۸ؔ کہ ہم نے اٹھا لیا ان کی نسل کو اس بھری ہوئی کشتی میں ف۱ اور بنا دیا ہم نے

لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ﴿٤٢﴾ وَإِنْ نَشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا

انکے واسطے کشتی جیسی چیزوں کو جس پر سوار ہوتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ان کو ڈبا دیں پھر کوئی نہ

صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُونَ ﴿٤٣﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَمَتَاعًا

پہنچے ان کی فریاد کو اور نہ وہ چھڑائے جائیں مگر ہم اپنی مہربانی سے اور انکا کام چلانے کو

إِلَىٰ حِينٍ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَ

ایک وقت تک اور جب کہئے ان کو ۲۹ؔ بچو اس سے جو تمہارے سامنے آتا ہے اور

مَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤٥﴾ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ

جو پیچھے چھوڑتے ہو شاید تم پر رحم ہو اور کوئی حکم نہیں پہنچتا انکو ۳۰ؔ اپنے

مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا قِيلَ

رب کے حکموں سے جس کو وہ ٹلاتے نہ ہوں ف۲ اور جب کہئے

لَهُمْ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

ان کو ۳۱ؔ خرچ کرو کچھ اللہ کا دیا ہوا کہتے ہیں منکر

لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ

ایمان والوں کو ہم کیوں کھلائیں ایسے کو کہ اللہ چاہتا تو اس کو کھلا دیتا

أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا

تم لوگ تو بالکل بہک رہے ہو صریح ف۳ اور کہتے ہیں ۳۲ؔ کب ہوگا یہ

الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً

وعدہ اگر تم سچے ہو یہ تو راہ دیکھتے ہیں ایک چنگھاڑ

وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

کی جو ان کو آ پکڑے گی جب آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے ف۴ پھر نہ کر سکیں گے

کے سالانہ دورے کی آخری منزل مراد ہے جہاں پہنچ کر وہ دوبارہ اسی جگہ سے اپنا سفر شروع کرتا ہے جہاں سے ایک سال قبل شروع کیا تھا۔ قال قتادۃ و مقاتل تجری الی وقت لھا لا تتعداہ۔ قال الواحدی وعلی ھذا مستقرھا انتھاء سیرھا عند انقضاء الدنیا (روح ج ۲۳ ص ۱۲) لحد لھا موقت مقدر تنتھی الیہ من فلکھا فی اٰخر السنۃ ..... او لانتھاء امرھا عند انقضاء الدنیا (مدارک ج ۴ ص ۷) دن رات کی مقدار اور سورج کی رفتار کا اندازہ اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرمایا جو ایسا غالب ہے کہ اس اندازے میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی اور ایسا علیم و باخبر ہے کہ اس نے جو اندازے مقرر فرمائے ہیں وہ نہایت مناسب اور صحیح ہیں ۲۷ؔ والقمر الخ اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں جن سے گذرتا ہوا وہ ایک ماہ میں اپنا دورہ پورا کر لیتا ہے اور جب وہ اپنی آخری منزل میں پہنچتا ہے تو خشک اور خمیدہ ٹہنی کی مانند باریک اور منحنی نظر آتا ہے۔ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں۔ اور وہ کم و بیش ایک دن رات ایک منزل میں سفر کرتا ہے لا الشمس ینبغی لھا الخ سورج اور چاند کی حکومت کے اوقات مختلف ہیں۔ سورج کی حکومت دن کو اور چاند کی حکومت رات کو ہوتی ہے یہ دونوں اپنی حدود کے پابند ہیں کہ ایک دوسرے کے دائرۂ حکومت میں دخل نہیں دے سکتے اور دونوں اپنی اپنی راہ پر گامزن ہیں یہ سارا نظام اللہ کی تدبیر و تقدیر سے رواں دواں ہے۔ اگر مشرکین کے مزعومہ معبود واقعی کارساز اور شفیع غالب ہیں تو وہ اس نظام میں معمولی سی ترمیم کر کے دکھا دیں۔ ۲۸ؔ و اٰیۃ لھم انا الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اللہ کی وحدانیت اور قدرتِ کاملہ کی دلیل ہے کہ ہم ان کو آدمیوں سے بھرپور کشتیوں میں سوار کر کے دریاؤں اور سمندروں سے صحیح سلامت پار اتار تے ہیں اور کشتیوں کے مانند اور بھی کئی چیزیں ہم نے انکی سواری کیلئے پیدا کی ہیں اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں اسوقت انکے مزعومہ کارساز انکی فریاد رسی نہ کر سکیں اور نہ انہیں غرق ہونے سے بچا سکیں مگر یہ کہ ہم خود ہی اپنی مہربانی سے انکو بچا لیں! اور ایک معین وقت (وقت موت)
تک انہیں دنیوی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی مہلت دیدیں۔ من مثلہ ما یرکبون سے مراد اونٹ ہیں جو خشکی میں سواری کے لئے پیدا کئے۔ روی عن ابن عباس ان معنی من
مثلہ للابل خلقھا لھم للرکوب فی البر مثل لسفن المرکوبۃ فی البحر (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵) حضرت شیخ رح فرماتے ہیں سیاقِ آیت کی روشنی میں ممکن ہے کہ من مثلہ سے ٹلے
(تُلے) مراد ہوں یعنی سرکنڈوں کے گٹھے جنہیں رسیوں سے مضبوط باندھ لیا جاتا ہے اور انکے ذریعے سے تیر کر دریا کو عبور کر لیا جاتا ہے۔ ۲۹ؔ و اذا قیل الخ چار دلیلوں کے بعد مشرکین
پر شکوی ہے اور اذا کا جواب محذوف ہے ای اعرضوا (روح) ما بین ایدیکم اقوامِ سابقہ پر نازل ہونے والا عذاب و ما خلفکم آخرت کا عذاب (خازن، معالم) جب راہِ خیر خواہی

موضح قرآن ف۱ یعنی حضرت نوح ؑ کے وقت نہیں تو انسان کا تخم نہ رہتا ۱۲ منہ رح ف۲ سامنے آتا ہے جزا کا دن پیچھے چھوڑے اعمال ۱۲ منہ رح ف۳ یہی گمراہی ہے نیک کام
میں تقدیر کے حوالہ کرنا اور اپنے مزے میں لالچ پر دوڑنا ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی قیامت ناگہاں آوے گی اور وہ اپنے معاملات میں غرق ہوں گے۔ ۱۲ منہ رح

ان سے کہا جائے کہ اقوام گذشتہ ایسے انجام سے ڈرو کہیں تم بھی عذاب الٰہی سے ہلاک نہ کردئیے جاؤ اور آخرت کے عذاب سے ڈرو جو معاندین کے لئے تیار کیا گیا ہے یعنی ایمان لے آؤ تاکہ تم اللہ کی رحمت کے مستحق ہو جاؤ تو وہ ایسی پند ونصیحت سے اعراض کرتے ہیں۔ ۳۰ف وما تاتیھم الخ ان کی عادت ہی یہی ہے کہ جب بھی انھیں اللہ کی آیتیں، جو اس کی توحید اور کمالِ قدرت پر دلالت کرتی ہیں، سنائی جاتی ہیں تو وہ ان سے اعراض کرتے ہیں۔ اور ان میں غور وفکر کرکے انہیں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ای ما ظھرت لھم اٰیۃ من الایات التی من جملتھا ما ذکر من شئونہ تعالٰی الشاھدۃ بوحدانیتہ سبحانہ وتفردہ تعالٰی بالالوھیۃ الا کانوا عنھا معرضین تارکین النظر الصحیح فیھا المؤدی الی الایمان بہ عزوجل (روح ج ۲۳ ص۲۹) ۳۱ف واذا قیل الخ یہ شکوٰی ہے۔ اس سے معاندین کے عناد وتعنت کی طرف اشارہ ہے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے! اللہ نے تمہیں جو رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں غرباء ومساکین کو بھی دیا کرو۔ قال الذین کفروا الخ تو وہ ازراہِ عناد وتمسخر جواب دیتے ہیں کہ ہم اللہ کی مشیت اور اس کے معاملات میں دخل دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ غریبوں اور مسکینوں کو خود خدا ہی نے محتاج بنایا ہے اگر وہ چاہتا تو ان کو دولتمند بنا دیتا جب اس نے خود ہی ان کو دولتمند نہیں بنایا تو اس کے کام میں دخل دے کر ہم ان مسکینوں کو کیوں دولتمند بنائیں۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما کان بمکۃ زنادقۃ فاذا امروا بالصدقۃ علی المساکین قالوا لا واللہ۔ ایفقرہ اللہ ونطعمہ نحن (مدارک ج ۴ ص۸) ۳۲ف ویقولون الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ اور اس کے ضمن میں شکوٰی ہے۔ مشرکین کہتے ہیں یہ قیامت والا وعدہ کب پورا ہوگا؟ اگر تم سچے ہو تو اس کے وقوع کا صحیح صحیح وقت بتاؤ؟ ماینظرون الخ یہ ان کے سوال کا جواب ہے کہ قیامت قائم ہونے کا معین وقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور اللہ کی حکمت بالغہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کے معین وقت کو پوشیدہ رکھا جائے اور اس کا وقوع اچانک ہو۔ چنانچہ جس چیز کا وہ انتظار کر رہے ہیں وہ اچانک ایک ہولناک چیخ کی صورت میں ظاہر ہوگی جو اچانک سب کو پکڑ لے گی جبکہ وہ دنیا کے جھگڑوں میں مصروف ہونگے۔ فلا یستطیعون الخ اس ہولناک آواز کے بعد سب فوراً ہی مر جائیں گے اور انھیں اتنی بھی مہلت نہ مل سکیگی کہ وہ کوئی وصیت ہی کر سکیں یا اپنے گھروں ہی کو لوٹ سکیں صیحۃ واحدۃ سے نفخۂ اولی مراد ہے جس سے ہر جاندار موت کی نیند سو جائے گا وھی النفخۃ الاولی التی یموت بھا اھل الارض (روح ج ۲۳ ص۳۱)

تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٥٠ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ

کہ کچھ کہہ ہی مریں اور نہ اپنے گھر کو پھر کر جا سکیں گے اور پھونکی جائے صور ۳۳ف

فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝٥١ قَالُوْا

پھر تبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف پھیل پڑینگے کہیں گے

يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ

اے خرابی ہماری کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے یہ وہ ہے جو وعدہ کیا تھا

الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝٥٢ اِنْ كَانَتْ اِلَّا

رحمن نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے بس ایک ۳۴ف

صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝٥٣

چنگھاڑ ہوگی پھر اسی دم وہ سارے ہمارے پاس پکڑے چلے آئیں گے

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

پھر آج کے دن ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ذرا اور وہی بدلہ پاؤ گے جو

تَعْمَلُوْنَ ۝٥٤ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِىْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝٥٥

کرتے تھے ○ تحقیق بہشت کے لوگ ۳۵ف آج ایک مشغلہ میں ہیں باتیں کرتے

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِىْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝٥٦

وہ اور ان کی عورتیں سایوں میں تختوں پر بیٹھے ہیں تکیہ لگائے

لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝٥٧ سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا

ان کے لئے ہے وہاں میوہ اور ان کے لئے ہے جو کچھ مانگیں سلام بولنا ہے

مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝٥٨ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝٥٩

رب مہربان سے اور تم الگ ہو جاؤ آج ۳۶ف اے گناہگارو

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ

میں نے نہ کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجیو شیطان کو

۳۳ف ونفخ فی الصور الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ اجداث، جدث کی جمع ہے یعنی قبور ینسلون، یسرعون، دوڑ رہے ہوں گے۔ اس سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے جس سے تمام مردے جی اٹھیں گے۔ اور میدانِ محشر کی طرف دوڑ پڑینگے۔ قالوا من بعثنا الخ قیامت کا منظر ایسا ہولناک اور دہشت انگیز ہوگا کہ کفار قبروں کے عذاب کو بھول جائیںگے! اور سمجھیں گے کہ ہم ابتک سوئے رہے ہیں اسلئے جب قبروں سے اٹھیں گے تو ایکدوسرے سے پوچھیں گے ہمیں نیند سے کس نے جگایا ہے والقوم لاختلاط عقولھم ظنوا انھم کانوا نیاما ولم یکن لھم ادراک لعذاب القبر لذلک فاستفھموا عن موقظھم (روح ج ۲۳ ص۳۲) ھذا ما وعد الرحمن الخ لیکن جب وہ دیکھیں گے کہ ہر طرف ٹڈی دل کی طرح انسانوں کا ایک سیلاب ہے۔ سب پریشان و حواس باختہ ہیں۔ اور سب پر خوف وہراس کی کیفیت طاری ہے تو سمجھ جائیں گے کہ یہ وہی قیامت کا منظر ہے جس سے دنیا میں ہمیں اللہ کے پیغمبر ڈراتے تھے۔ اس لئے اپنے سوال کا خود ہی جواب دیں گے کہ یہ تو وہی قیامت ہے جس کی آمد کا وعدہ اللہ نے فرمایا تھا۔ بے شک اللہ کے رسول سچے تھے۔ ان کے کہنے کے مطابق قیامت آ ہی گئی ہے

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۶۰ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ
وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجھ کو

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۶۱ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ
یہ راہ ہے سیدھی اور وہ بہکا لے گیا تم میں سے ۳۷ھ

جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۲ هٰذِهٖ
بہت خلقت کو پھر کیا تم کو سمجھ نہ تھی یہ

جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۶۳ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ
دوزخ ہے ۳۸ھ جس کا تم کو وعدہ تھا جا پڑو اس میں آج کے دن

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۶۴ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى
بدلا اپنے کفر کا آج ۳۹ھ ہم مہر لگا دینگے

اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ
ان کے منہ پر اور بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور بتلائیں گے ان کے پاؤں

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۶۵ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا
جو کچھ وہ کماتے تھے اور اگر ہم چاہیں ۴۰ھ مٹا دیں

عَلٰۤى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝۶۶
ان کی آنکھیں پھر دوڑیں رستہ پانے کو پھر کہاں سے سوجھے

وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا
اور اگر ہم چاہیں صورت مسخ کردیں انکی جہاں کی تہاں پھر نہ

اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝۶۷ وَمَنْ
آگے چل سکیں گے اور نہ وہ الٹے پھر سکیں اور جس کو

نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝۶۸
ہم بوڑھا کریں ۴۱ھ اوندھا کریں اس کی پیدائش میں پھر کیا ان کو سمجھ نہیں ف

ع ۴

۳۴ھ ان کانت الخ یہ نفخۂ ثانیہ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ نفخہ ایک ہولناک آواز ہوگی جس سے سب مردے زندہ ہوکر فوراً ہمارے سامنے حاضر ہو جائیں گے یعنی ان احیاءھم و بعثھم کان بصیحۃ واحدۃ (قرطبی ج ۱۵ ص ۴۳) فالیوم لا تظلم نفس الخ یہ خطاب صرف کافروں سے ہوگا۔ یا مومنوں اور کافروں دونوں سے ہوگا یعنی آج کسی فرد بشر سے نیک ہو یا بد ذرہ بھر بے انصافی نہیں ہوگی اور ہر ایک کو اس کے اپنے ہی اعمال کی جزاء و سزا ملے گی۔ اور کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا نہیں ملے گی ۳۵ھ ان اصحٰب الخ یہ بشارت اخروی ہے۔ اہل جنت، جنت کی پرسکون فضا میں عیش و طرب کی مصروفیتوں میں خوش و خرم ہوں گے۔ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ ٹھنڈی چھاؤں میں عالیشان تختوں پر تکیہ لگائے آرام کریں گے۔ اور جنت میں انہیں نہ صرف ہر میوہ ملیگا بلکہ ہر وہ چیز جس کی وہ تمنا کریں گے اور جو چیز وہ طلب کریں گے، انہیں ملے گی۔ سلٰم قولا من رب رحیم۔ سلام خبر مقدم محذوف کا مبتدا ہے ای لھم اور قولا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے اور یہ جملہ سلام کی صفت ہے۔ اہل جنت کا یہ سب سے بڑا اعزاز ہوگا کہ باری تعالیٰ خود انہیں سلام فرمائیگا ای سلام یقال لھم قولا من جھۃ رب رحیم ای یسلم علیھم من جھتہ تعالیٰ بلا واسطۃ تعظیما لھم (روح ج ۲۳ ص ۳۸) ۳۶ھ وامتازوا الخ یہ اہل جنت کے مقابلے میں اہل جہنم کا ذکر ہے اور تخویف اخروی ہے۔ میدان حشر میں کفار و مشرکین کو علی رؤس الخلائق حکم ہوگا اے مجرمو! نیک لوگوں سے الگ ہو جاؤ اور ایک طرف اپنی صفیں بنا لو الم اعھد الخ کفار و مشرکین کی حسرت و ندامت میں اضافہ کرنے کے لئے ان سے کہا جائے گا۔ اے اولاد آدم! کیا میں نے اپنے پیغمبروں کی وساطت سے تمہیں یہ پیغام نہیں دیا تھا کہ شیطان کی پیروی نہ کرنا اور اس کے فریب میں آکر میرے ساتھ شرک نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور صرف میری ہی عبادت کرنا اور میری عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ کرنا اور کسی کو میرے یہاں شفیع غالب نہ سمجھنا۔ اعبدونی وحدونی واطیعونی (مدارک ج ۴ ص ۹) ھذا صراط مستقیم یعنی شیطان کے اغوا میں آکر غیر اللہ کی عبادت نہ کرنا اور صرف اللہ کی عبادت کرنا یہی صراط مستقیم (سیدھی راہ) ہے جس پر تمام انبیاء علیہم السلام کو گامزن رہنے کا حکم دیا گیا۔ ای عبادتہ تعالیٰ اذ الکلام تنفیر عن عبادۃ... غیرہ سبحانہ لاتسمی صراطا مستقیما (روح جلد ۲۳ ص ۴۰) ۳۷ھ ولقد اضل الخ اس شیطان نے بے شمار اولاد آدم کو گمراہ کیا یہ اس کی انسان دشمنی کی ایک واضح دلیل ہے لیکن پھر بھی تم نے عقل سے کام نہ لیا اور نہ غور کیا کہ شیطان ہمارا دشمن ہے اور ہمیں جہنم میں دھکیلنا چاہتا ہے اس لئے اس کے فریب سے بچنا چاہیئے۔ اور اس کی بات ماننے کے بجائے اپنے خالق حقیقی کی خالص عبادت کرنی چاہیئے۔ اور اس کے احکام کا اتباع کرنا چاہیئے ۳۸ھ ھذہ الخ توبیخ و تبکیت کے بعد ارشاد ہوگا لو اب دیکھو یہ وہی جہنم ہے جس کا پیغمبروں کی زبانی تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اصلوھا الیوم الخ آج اس میں داخل ہو جاؤ اور یہ تمہارے کفر و شرک اور تکذیب انبیاء کی سزا ہے ۳۹ھ الیوم الخ یہ قیامت کے دن کفار و مشرکین کا حال ہوگا۔ قیامت کے دن وہ اپنے جرموں کا انکار کریں گے جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے واللہ ربنا

ماکنا مشرکین (انعام ع ۳) تو اس وقت ان کی زبانیں بند کردی جائیں گی اور ان سے قوت گویائی سلب کر لی جائے گی اور اللہ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں بول اٹھیں گے اور جو جو کرتوت انھوں نے کئے ہوں گے وہ سب بیان کردیں گے وفی الحدیث انہم یجحدون ویختصمون فیختم علی افواھھم وتتکلم ایدیھم وارجلھم (بیضاوی) ف۴۰ ولو نشاء الخ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں محو کردیں اور ان کی آنکھوں کی جگہ چہرے کے ساتھ ہموار کردیں، پھر وہ راستے کی طرف بڑھیں تو کس طرح دیکھ سکیں گے یعنی جس طرح ان کے عناد و اصرار کی وجہ سے ہم نے ان کے دل کی آنکھوں کو بصیرت سے محروم کردیا ہے اور ان سے ایمان کی توفیق سلب کرلی ہے اگر ہم چاہیں تو انکی ظاہری آنکھوں کو بھی بصارت سے محروم کردیں ولو نشاء لمسخنٰھم الخ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں جہاں کہیں وہ ہیں سل پتھر بنادیں اور وہ نہ آگے جاسکیں اور نہ واپس لوٹ سکیں جس طرح ہم نے ان سے قوت عقلیہ سلب کرلی ہے اسی طرح اگر ہم چاہیں تو ان سے قوت جسمانیہ بھی سلب کرلیں اور وہ جماد محض ہوجائیں (کذا فی الکبیر) یہ لوگ طغیان وعصیان اور ضد و عناد میں اس قدر آگے بڑھ گئے تھے کہ اس کے مستحق ہوچکے تھے کہ ان کی ظاہری آنکھوں کی بینائی اور جسمانی قوت سلب کرلی جائے لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت شاملہ اور حکمت بالغہ کے پیش نظر ایسا نہیں کیا۔ ومعنی ھذہ الآیۃ و الآیۃ السابقۃ علے تأویل الحسن انھم لکفرھم ونقضھم العھد احقاء ان یفعل بھم ذلک لکنا لم نفعل لشمول الرحمۃ لھم فی الدنیا واقتضاء الحکمۃ امھالھم (مظہری ج ۸ ص ۹۶) ف۴۱ ومن نعمرہ الخ یہ زجر ہے۔ ہم نے تمہیں اس قدر عمر عطا کی کہ جو شخص صدق دل سے حق کو سمجھنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اتنے عرصہ میں حق کو سمجھ سکتا ہے، جب جوانی میں تم نے حق کو نہیں سمجھا جبکہ تمام قوائے جسمانیہ تندرست اور جوان ہوتے ہیں تو بڑھاپے میں کیا سمجھو گے جبکہ تمام قوتیں کمزور ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ جسے ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اسے روز بروز ضعف کی طرف لے جاتے ہیں۔ امام رازی فرماتے ہیں یہاں کافروں کے عذر کو قطع کیا گیا ہے، قیامت کے دن کافر کہیں گے ہمیں تو دنیا میں مہلت ہی کم ملی اگر ہم لمبی عمر پاتے تو ضرور ایمان لے آتے تو فرمایا سمجھنے سوچنے کے لئے تو تمہیں کافی عمر دی گئی تھی اور مزید زیادہ میں تو قوتیں معطل ہوجاتی ہیں۔ اس وقت سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہتی شرع فی عذر آخر وھوان الکافر یقول لم یکن لبثنا فی الدنیا الا یسیرا ولو عمرتنا لما وجدت منا تقصیرا فقال تعالیٰ افلا تعقلون انکم کلما دخلتم فی السن ضعفتم وقد عمرناکم مقدار ما تتمکنون من البحث والادراک الخ (کبیر) ف۴۲ وما علمنٰہ الخ یہ مشرکین کے ایک شبہ کا جواب ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک واضح دلیل ہے مشرکین کہتے ہیں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) شاعر ہے۔ اور یہ قرآن اس کا شاعرانہ کلام ہے۔ فرمایا شاعری کا علم اور شاعری کی استعداد ہم نے اپنے پیغمبر کو عطا ہی نہیں کی اور نہ شاعری آپ کے شایان شان ہی ہے۔ یہ کلام اللہ کی طرف سے پند و نصیحت ہے اور واضح طور پر اللہ کی طرف سے نازل شدہ قرآن ہے اور ایسا معجزہ ہے کہ بشر کی طاقت ہی سے ماوراء ہے۔ شاعر نہ ہونے کے باوجود ایسا بے مثل اور معجز کلام پیش کرنا، جو بشر کے حیطۂ استطاعت سے باہر ہو۔ آنحضرت صلے اللہ

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ
اور ہم نے نہیں سکھایا اس کو ف۴۲ شعر کہنا اور یہ اس کے لائق نہیں یہ تو
اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۟ۙ ٦٩ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ
خالص نصیحت ہے اور قرآن ہے صاف تاکہ ڈر سنائے ف۴۳ اس کو جس میں
حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ٧٠ اَوَلَمْ
جان ہو ف۱ اور ثابت ہو الزام منکروں پر ف۱ کیا اور نہیں
يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ
دیکھتے وہ ف۴۴ کہ ہم نے بنادئے انکے واسطے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں سے
اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ٧١ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ
چوپائے پھر وہ ان کے مالک ہیں اور عاجز کردیا ان کو انکے آگے
فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ٧٢ وَلَهُمْ
پھر ان میں کوئی ہے انکی سواری اور کسی کو کھاتے ہیں اور انکے واسطے
فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ٧٣ وَ
چارپایوں میں فائدے ہیں اور پینے کے گھونٹ پھر کیوں شکر نہیں کرتے اور
اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ٧٤
پکڑتے ہیں ف۴۵ اللہ کے سوائے اور حاکم کہ شاید ان کی مدد کریں
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ
نہ کرسکیں گے یہ ان کی مدد اور یہ ان کی فوج ہو کر
مُّحْضَرُوْنَ ٧٥ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا
پکڑے آئیں گے اب تو غمگین مت ہو ف۴۶ ان کی بات سے ہم
نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ٧٦ اَوَلَمْ يَرَ
جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں کیا دیکھا نہیں

موضح قرآن ف جس میں جان ہو یعنی نیک اثر پکڑتا ہو اس کے فائدے کو اور منکروں پر الزام اتارنے کو ۱۲ منہ

فتح الرحمان و داالعنی صاحب فہم باشد ۱۲

علیہ وسلم کی نبوت کا ایک بہت بڑا نشان ہے وجعل اللہ جل وعز ذلک علما من اعلام نبیہ علیہ السلام لئلا تدخل الشبہۃ علی من ارسل الیہ فیظن انہ قوی
علی القرآن بما فی طبعہ من القوۃ علی الشعر (قرطبی ج ۱۵ ص۵۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شعر پسند ہی نہیں تھا۔ نہ کبھی آپ نے شعر موزوں کرنے کی کوشش ہی فرمائی
نہ شعر آپ سے موزوں ہو ہی سکتا تھا۔ وما یصح لہ الشعر ولا یتأتی لہ ان اراد قرضہ علی ما اختبرتم طبعہ نحوا من اربعین سنۃ (بیضاوی) ای جعلناہ
بحیث لو اراد قرض الشعر لم یتأت لہ ولم یتسہل کما جعلناہ امیا لا یہتدی الی الخط لتکون الحجۃ اثبت والشبہۃ ادحض (مدارک ج ۴ ص۱۰) اس

الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ
انسان ۴۷ کہ ہم نے بنایا اس کو ایک قطرہ سے پھر تبھی وہ ہو گیا جھگڑنے
مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ
بولنے والا اور بٹھلاتا ہے ہم پر ایک مثل اور بھول گیا اپنی پیدائش
قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ
کہنے لگا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کھوکھری ہو گئیں تو کہہ
يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ
ان کو زندہ کریگا ۴۸ جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ
بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ
سب بنانا جانتا ہے جس نے بنا دی ۴۹ تم کو
الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾
سبز درخت سے آگ پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو
اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
کیا جس نے ۵۰ بنائے آسمان اور زمین
بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ق وَهُوَ
نہیں بنا سکتا ان جیسے کیوں نہیں اور وہی ہے
الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا
اصل بنانے والا سب کچھ جاننے والا اس کا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو
اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ
تو کہے اس کو ہو وہ اسی وقت ہو جائے سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ ۵۱
بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾
ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور اسی کی طرف پھر کر چلے جاؤ گے

ع ۵

وقف غفران

۸ جواب شکویٰ
۲ فاذا هم خصیم مبین ۱۲

آیت نے اہل بدعت کے اس دعوے کی بھی قلعی کھول دی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عطاء الٰہی سے ماکان ومایکون کا کلی علم غیب حاصل تھا۔ اس آیت نے بالکل کھلے اور واضح لفظوں میں اعلان کر دیا کہ شعر کا علم آپ کو اللہ تعالےٰ نے عطا نہیں فرمایا اس لئے کلی علم غیب کا دعوےٰ باطل ہو گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو بعض موزوں اور مقفّٰی عبارتیں صادر ہوتیں مثلاً انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب وغیرہ یہ شعر کے زمرے میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ عبارتیں بلا قصد وارادہ محض اتفاقی طور پر موزوں ہو گئی تھیں اور شعر قصد وارادے سے موزوں ومقفّٰی کیا جاتا ہے وھذا مما اتفق لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من غیر قصد لوزنہ ومثلہ یقع کثیرا فی الکلام المنثور ولا یسمی شعرا ولا قائلہ شاعرا (روح ج ۲۳ ص۴۸) ۴۳ لینذر الخ یہ قرآن شعر نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے جو اس نے اپنے پیغمبر پر اتارا ہے تاکہ وہ سمجھنے والوں کو اس کا پیغام سنائے اور وہ اس پر عمل کریں اور کافروں پر اللہ تعالےٰ کی حجت قائم ہو جائے حی سے مومن مراد ہے ایمان کو حیات سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ ایمان سے دل کی حیات ہے (من کان حیا) یعنی مؤمنا حی القلب لان الکافر کالمیت الذی لا یتدبر ولا یتفکر (معالم وخازن ج ۶ ص۱۶) ۴۴ اولم یروا الخ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے ہم نے ان کے لئے مختلف انواع کے چوپائے پیدا کئے ہیں جو ان کے زیر تصرف ہیں اور ہمارے حکم تکوینی سے ان کے مطیع وفرمانبردار ہیں کچھ ان میں سے سواری اور بار برداری کے لئے ان کے کام آتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جن کا وہ دودھ پیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں اور بھی گوناگوں فوائد ومنافع ہیں لیکن پھر بھی وہ اللہ کا شکر نہیں کرتے اور اس کی عبادت اور پکار میں اوروں کو شریک کرتے اور انہیں عند اللہ شفیع غالب سمجھتے ہیں، حالانکہ ان چوپایوں کی تخلیق میں اور

ان انعامات کے عطا کرنے میں ان کا کوئی حصہ نہیں اس لئے وہ کارساز اور شفیع غالب بھی نہیں ہو سکتے ۴۵ واتخذوا الخ یہ زجر ہے۔ اللہ کے ایسے انعامات کے باوجود مشرکین نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود اور شفعاء بنا رکھا تھا۔ تاکہ بوقت ضرورت وہ ان کی مدد کریں۔ لیکن بوقت ضرورت وہ ہرگز ان کی مدد نہ کر سکیں گے حالانکہ کفار اپنے زعم میں ان معبودوں کو اپنے مددگار اور شفیع سمجھتے ہیں۔ قال الشیخ قدس سرہ وھم لھم جند محضرون ای معبودا نتھم لھم ای للکفار جند فی زعمھم حاضرون تشفع لھم (بلغۃ ص۲۸۳) یا مطلب یہ ہے کہ ان کے مزعومہ معبود ان کی کیا مدد کریں گے جبکہ وہ خود اپنی مدد اور حفاظت نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان کے پجاری ان کی دیکھ بھال اور حفاظت کرتے ہیں۔ (اعوان وشیعۃ یحفظونھم ویذبون عنھم (مدارک ج ۴ ص۱۱) ۴۶ فلا یحزنک الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے مشرکین

موضح قرآن ف یعنی پتھر سے نکالتے ہیں یا بعضے درخت سے سر سبز ٹہنیاں اس کی آپس میں رگڑتی ہیں تو آگ نکلتی ہے جیسے بانس یا مرخ یا عفار ۱۲ امنہ رح

کی تکذیب اور طعن وتشنیع سے آپ آزردۂ خاطر نہ ہوں، ہم ان کی تمام شرارتوں اور خباثتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور انہیں ان کی شرارتوں کی پوری پوری سزا دیں گے ۴۷ اولم یرالانسان الخ یہ زجر وشکویٰ ہے انسان یہ نہیں سوچتا کہ ہم نے اس کو ایک حقیر نطفے سے پیدا کیا ہے۔ لیکن سوچنے کے بجائے بڑا ہو کر ہمارا مدمقابل بن گیا۔ اور جھگڑنے لگا اور دوبارہ زندہ کرنے پر ہماری قدرت کے لئے عجیب وغریب مثالیں بیان کرنے لگا۔ مثلاً کہتا ہے بھلا ان بوسیدہ اور خاک درخاک شدہ ہڈیوں کو وہ کس طرح زندہ کرے گا۔ گویا ہماری قدرت کو اپنی قدرت پر قیاس کرنے لگا لیکن اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے کہ وہ بالکل معدوم تھا اور اسے ہم نے پیدا کر لیا۔ (ضرب لنا مثلا) امرا عجیبا وھو نفی القدرۃ علی احیاء الموتی وتشبیھہ بخلقہ بوصفہ بالعجز عنہ (بیضاوی) ۴۸ قل یحییھا الخ یہ جواب شکویٰ ہے اور ساتھ ہی بعث ونشور (قیامت) پر عقلی دلیل بھی ہے فرما دیجئے، بوسیدہ ہڈیوں میں از سرنو وہی جان ڈالے گا جس نے ان کو پہلے نیست سے ہست کیا اور وہ ہر مخلوق کو جانتا ہے ہر مردے کے متفرق اور بکھرے ہوئے اجزا اسے معلوم ہیں اور بدن میں ہر جز کا مقام بھی اسے معلوم ہے یعلم جل وعلا جمیع الاجزاء المتفتتۃ المتبددۃ لکل شخص من الاشخاص اصولھا وفروعھا واوضاع بعضھا من بعض من الاتصال والانفصال والاجتماع والافتراق فیعید کلا من ذلک علی النمط السابق مع القوی التی کانت قبل (روح ج ۲۳ ص ۵۵) ۴۹ الذی جعل الخ اس کی قدرت کاملہ کا ایک ادنےٰ کرشمہ یہ ہے کہ وہ سبز درخت سے آگ نکالتا ہے جسے تم روشن کرتے ہو۔ سبز درخت سے عفار بالنس اور مرخ مراد ہیں۔ ان تینوں درختوں کی تازہ لکڑیوں کو باہم رگڑ کر آگ حاصل کی جاتی تھی۔ وھی الزناد والتی توری بھا الاعراب واکثرھا من المرخ والعفار (مدارک ج ۴ ص ۱۲) ۵۰ اولیس الخ جس قادر وتوانا اور قیوم ودانا نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کر لیا۔ کیا وہ انسانوں کو دوبارہ اپنی پہلی شکلوں پر پیدا نہیں کر سکتا؟ کیوں نہیں! ضرور پیدا کر سکتا ہے جبکہ وہ ساری کائنات کا خالق اور سب کچھ جاننے والا ہے انما امرہ الخ اس کے لئے کسی چیز کا پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں، بلکہ نہایت ہی آسان ہے۔ وہ جب کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو اس کے ارادہ کرتے ہی وہ چیز خلعتِ وجود پہن لیتی ہے اسی طرح انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے کے لئے صرف اس کا ارادہ کافی ہے ۵۱ فسبحٰن الخ یہ آخر میں ساری سورت کا خلاصہ ہے اللہ تعالیٰ ان تمام شریکوں سے برتر اور پاک ہے جن کو مشرکین اللہ کے سوا معبود اور شفعاء بنائے ہوئے ہیں۔ ساری کائنات کا مکمل قبضہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ ساری کائنات میں وہی مختارِ کل اور متصرف مطلق ہے اور آخرت میں بھی سب اسی کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اس لئے اس کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں اور نہ کوئی اس کی بارگاہ میں شفیع غالب ہے اس لئے حاجات ومشکلات میں مافوق الاسباب اسی کو پکارا کرو۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

سورۂ یٰسین میں آیاتِ توحید

۱۔ وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ______ تا ______ لَا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ۞ (ع ۲) نفیٔ شرکِ اعتقادی ونفی شفاعت قہری۔

۲۔ وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ ______ تا ______ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ ۞ (ع ۳) نفیٔ شرک فی التصرف

۳۔ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ ______ تا ______ وَقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ۞ (ع ۵) نفیٔ علم شعر از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ودلیلِ صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا ______ تا ______ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ۞ (ع ۵) نفیٔ شرک فی التصرف

۵۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۞ (ع ۵) نفیٔ شرک ہر قسم ونفیٔ شفاعتِ قہری۔

سورۃ الصّافات

ربط سورۃ یٰسین کے بعد الصافات بھی سورۃ سبا پر مرتب ہے اور اس سورت میں سورۃ یٰسین کی نسبت بطور ترقی شفاعت قہری کی نفی کی گئی ہے سورۃ یٰسین میں فرمایا ہم نے ان مشرکین کو پکڑا لیکن ان کے مزعومہ شفعاء ان کو ہماری گرفت سے نہ چھڑا سکے اور الصافات میں مذکور ہوگا چھڑانا تو درکنار وہ (ملائکہ، جن اور انبیاء علیہم السلام جن کو مشرکین عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے) تو خدا کے سامنے نہایت ہی عاجز ہیں اور اپنی عاجزی اور بے بسی کا برملا اعتراف کر رہے ہیں اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ سبا میں تھا کہ جو لوگ ان معبودوں کو شفیع غالب سمجھتے ہیں وہ قوم سبا کے عبرتناک انجام سے سبق سیکھیں اور الصافات میں فرمایا خود فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صف بستہ کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ تم سب کا معبود ایک ہے۔

خلاصہ سورۃ الصافات میں ابتداء میں فرشتوں اور اس کے بعد جنوں کے عجز کا ذکر ہے اس کے بعد شکوے، زجریں، تخویفیں اور بشارتیں مذکور ہیں۔ پھر سات انبیاء علیہم السلام کا اس انداز میں ذکر ہے کہ وہ تو خود مصائب و آفات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی اور نیازمندی کا اقرار و اعتراف کر رہے ہیں۔ اس کے بعد دوبارہ فرشتوں کے ذکر کا اور ایک بار جنوں کے ذکر کا اعادہ ہے اور پھر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کا ایک بار اجمالی اعادہ ہے اور آخر میں پوری سورت کا خلاصہ مذکور ہے۔

تفصیلی خلاصہ

والصّٰفّٰتِ صفًّا۔ تا۔ وربّ المشارق ہ فرشتوں کا حال تو یہ ہے کہ وہ خدا کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں اور خدا کی بارگاہ میں خدام ہیں اور اعلان کر رہے ہیں کہ اے زمین والو! تم سب کا الٰہ ایک ہے بھلا وہ کس طرح معبود اور شفیع غالب بن سکتے ہیں اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے وہی سب کا کارساز ہے۔ انا زیّنا السماء۔ تا۔ فاتبعہ شہاب ثاقب ہ جنات کا حال یہ ہے کہ وہ چوری چھپے ملأ اعلیٰ کی باتیں سننے کے لئے جاتے ہیں تو آگ کے شعلے انکا پیچھا کر کے انکو واپس کر دیتے ہیں اور ان کیلئے عذاب لازم ہے بھلا وہ کس طرح شفیع بن سکتے ہیں۔ فاستفتہم اھم اشد۔ تا۔ او اٰباؤنا الاولون ہ یہ شکویٰ ہے بضمن تخویف اخروی۔ قل نعم۔ تا۔ انا کذٰلک نفعل بالمجرمین ہ (ع ۲) یہ محض تخویف اخروی ہے۔ انھم کانوا اذا قیل لھم۔ وصدق المرسلین ہ یہ شکویٰ ہے مع جواب شکویٰ۔ انکم لذائقوا العذاب۔ تا۔ الا عباد اللہ المخلصین ہ تخویف اخروی۔ اولٰئک لھم رزق معلوم۔ تا لمثل ھٰذا فلیعمل العٰملون ہ بشارت اخروی۔ اذٰلک خیر۔ تا۔ الا عباد اللہ المخلصین ہ تخویف اخروی۔

ولقد نادٰنا نوح۔ تا۔ ثم اغرقنا الاٰخرین ہ (ع ۳) یہ نفی شفاعت قہری کیلئے پہلا قصہ ہے۔ نوح علیہ السلام تو بصد عجز و نیاز ہمیں پکار رہے ہیں اور ہم ہی نے انکو اور ان کے ماننے والوں کو غرق سے بچایا اور ان کے دشمنوں کو ہم ہی نے غرق کیا۔ پھر وہ کس طرح معبود اور شفیع غالب بن سکتے ہیں۔ و ان من شیعتہ لابراھیم ہ۔ تا۔ وظالم لنفسہ مبین ہ (ع ۴) یہ دوسرا قصہ ہے ابراھیم علیہ السلام کو بھی ہم ہی نے آگ سے بچایا۔ وہ اللہ کے ایسے فرمانبردار تھے کہ اللہ کے حکم سے اپنے پیارے فرزند کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔ اس لئے وہ بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔

ولقد مننا علیٰ موسیٰ وھٰرون ہ۔ تا۔ انھما من عبادنا المؤمنین ہ (ع ۴) یہ تیسرا اور چوتھا قصہ ہے۔ موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہم ہی نے محض اپنے فضل و احسان سے سختیوں سے بچایا وہ تو خود محتاج و عاجز تھے، اس لئے کارساز اور شفیع غالب نہ تھے۔

و ان الیاس لمن المرسلین ہ۔ تا۔ انہ من عبادنا المؤمنین ہ یہ پانچواں واقعہ ہے الیاس علیہ السلام کو قوم کے ہاتھوں قتل اور رسوائی سے ہم ہی نے بچایا۔ و ان لوطا لمن المرسلین ہ۔ تا۔ وبالیل افلا تعقلون ہ یہ چھٹا قصہ ہے۔ لوط علیہ السلام کو اور ان کے ماننے والوں کو ہم ہی نے بچایا اور ان کے دشمنوں کو ہم ہی نے ہلاک کیا۔ الیاس اور لوط علیہما السلام ہماری مدد کے محتاج تھے اس لئے شفیع غالب نہ تھے۔

و ان یونس لمن المرسلین ہ۔ تا۔ فمتعنٰھم الیٰ حین ہ (ع ۵) یہ ساتواں قصہ ہے یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں ہمیں پکارا اور پھر ہم ہی نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے صحیح سلامت باہر نکالا، لہٰذا وہ بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں تھے۔

فاستفتہم الربک البنات الخ یہ پہلے فاستفتہم کا اعادہ ہے برائے تنویر و توضیح۔ ام خلقنا الملٰئکۃ اناثا۔ تا۔ الا من ھو صال الجحیم میں فرشتوں اور جنوں کے ذکر کا لف و نشر مرتب کے طور پر پہلی بار اعادہ ہے۔ اور وما منا الا لہ مقام معلوم۔ تا۔ وانا لنحن المسبحون ہ میں فرشتوں کے ذکر کا دوسری بار اعادہ ہے۔ و ان کانوا لیقولون۔ تا۔ فسوف یعلمون ہ یہ شکویٰ ہے اور ضمناً تخویف اخروی۔ ولقد سبقت کلمتنا۔ تا۔ و ان جندنا لھم الغٰلبون ہ یہ انبیاء علیہم السلام کے ذکر کا اعادہ ہے اور ان کے لئے بشارت دنیوی ہے۔ فتول عنھم حتیٰ حین ہ۔ تا۔ وابصر فسوف یبصرون ہ یہ تخویف دنیوی ہے۔ سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی شریک یا اسکی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہو۔ انبیاء علیہم السلام کو سلامتی کی عطا فرماتا ہے۔ اور وہ پروردگار عالم ہی تمام صفات کارسازی کا مالک ہے۔

سُورَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَانِ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ صافات مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ

قسم ہے صف باندھنے والوں کی قطار ہو کر پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر ف۱ پھر پڑھنے والوں کی

ذِكْرًا ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

یاد کر کر بے شک حاکم تم سب کا ایک ہے ف۲ رب آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور رب مشرقوں کا ف۳ ف۴

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾

ہم نے رونق دی ف۵ ورے آسمان کو ایک رونق جو تارے ہیں ف۶

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ

اور بچاؤ بنایا ف۷ ہر شیطان سرکش سے ف۸ سن نہیں سکتے

اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ

اوپر کی مجلس تک اور پھینکے جاتے ہیں ان پر ہر طرف

جَانِبٍ ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾

سے بھگانے کو اور ان پر مار ہے ہمیشہ کو

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ

مگر جو کوئی اچک لایا جھپٹ سے پھر پیچھے لگا اس کے انگارا

ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا

چمکتا اب پوچھ ان سے کیا یہ ف۹ بنانے مشکل ہیں

ف۲ والصّٰفّٰتِ الخ قسم ہے ان فرشتوں کی جو صفیں باندھ کر اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ فالزّٰجرات زجرًا پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو شیاطین کو ملاءِ اعلیٰ کے قریب آنے سے روکنے والے ہیں۔ فالتّٰلیٰتِ ذکرًا پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو اللہ کے ذکر اور اس کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ ان الٰھکم لواحد الخ یہ جوابِ قسم ہے۔ تینوں انواع کے فرشتے جن کی قسم کھائی گئی ہے ان کے یہ احوال اس پر شاہد اور اس کی واضح دلیل ہیں کہ سب کا معبود اور کارساز ایک ہے، جو آسمانوں اور زمین کا اور ساری مخلوق کا اور مشرق و مغرب کا مالک ہے۔ فرشتوں کے مذکورہ احوال سے معلوم ہوا کہ ان کی حیثیت بارگاہِ الٰہی میں خدام کی ہے اور وہ اللہ کے حکم سے مختلف فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ اس لئے وہ کارساز اور شفیع غالب نہیں ہیں۔ ف۳ انا زینّا الخ یہ جنات کا حال ہے کہ جب وہ ملاءِ اعلیٰ کی طرف چوری چھپے کوئی بات سننے جاتے ہیں تو ہر طرف سے آگ کے شعلے ان کا پیچھا کرتے اور انہیں واپس دھکیل دیتے ہیں اور شیاطین جن کے لئے دنیا کے اس عذاب کے علاوہ آخرت میں بھی عذاب لازم ہوگا تو ایسے راندۂ بارگاہِ خداوندی کسی طرح شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ انا زینّا السماء الدنیا الخ ہم نے سب سے نچلے آسمان کو ستاروں کی زینت سے آراستہ اور مزین کر دیا۔ اہلِ ہیئت کی تحقیق یہ ہے کہ سبعہ سیارہ کے علاوہ باقی تمام ستارے (ثوابت) ساتوں آسمان سے اوپر آٹھویں آسمان (کرسی) میں نصب ہیں۔ اگرچہ اس دعویٰ پر کوئی قطعی دلیل موجود نہیں، لیکن اگر اسے صحیح بھی مان لیا جائے تو ستاروں کا پہلے آسمان کے لئے زینت و آرائش ہونا اپنی جگہ درست ہے۔ ستارے خواہ کہیں ہوں لیکن دیکھنے میں تو پہلا آسمان ہی ان سے آراستہ نظر آتا ہے۔ کیونکہ تمام آسمان شیشے کی مانند شفاف ہیں وعلٰی فرض صحتہ لا یقدح فی الایۃ لانہ یکفی لصحتہ کون السماء الدنیا مزیّنۃ بالکواکب کونہا کذلک فی رأی العین (روح ج ۲۳ ص۶۸) ف۴ وحفظًا الخ یہ فعلِ مقدر کا مفعولِ مطلق ہے ای وحفظناھا حفظًا (مظہری ج ۸ ص۱۰۶) ستاروں کو آسمانِ دنیا کے لئے زینت بھی بنایا۔ اور ان ستاروں کے ذریعے سے ہر سرکش شیطان سے اس کی حفاظت بھی کی۔ لا یسّمّعون الی الملاِ الاعلٰی الخ تاکہ شیاطین ملاءِ اعلیٰ تک پہنچ کر فرشتوں کی باہمی گفتگو نہ سن سکیں۔ ویقذفون الخ جب شیاطین اوپر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں بھگانے کے لئے ہر طرف سے ان پر شہابِ ثاقب پھینکے جاتے ہیں۔ دحورًا یقذفون کا مفعول لہٗ ہے۔ اِلّا من استرق السمع الخ لا یسّمّعون سے استثنائے ہے۔ اس انتظام کی وجہ سے شیاطین فرشتوں کی باتیں نہیں سن سکتے۔ البتہ اگر کوئی شیطان چالاکی سے کوئی ادھوری سی بات اچک لے تو فورًا ایک شہاب ثاقب اس کا پیچھا کر کے اسے جلا دیتا ہے۔ تمام ستارے جو بظاہر آسمانِ دنیا کی زینت ہیں بقولِ فلاسفہ آٹھویں آسمان میں مرکوز ہیں تو پھر ان سے شیاطین کو بھگانے کا کام کس طرح لیا جا سکتا ہے؟ اول تو یہی مسلم نہیں کہ ستارے آٹھویں آسمان میں ہیں۔ اور بصورتِ تسلیم ممکن ہے کہ ان ستاروں کی شعاعیں جب ہوا میں موجود خاص کیفیت کے حامل ذرات پر پڑیں تو اس سے شعلے

موضح قرآن ف۱ فرشتے کھڑے ہوتے ہیں قطار ہو کر سننے کو حکم اللہ کا۔ پھر جھڑکتے ہیں شیطانوں کو جو سننے کو جا لگتے۔ پھر جب اترچکا اس کو پڑھتے ہیں ایک دوسرے کے بتانے کو ۱۲ منہ رح ف۲ شمال سے جنوب تک ایک طرف مشرقین ہے سورج کو ہر روز جدا اور ہر ستارے کو جدا اور دوسری طرف اتنی ہیں مغربین۔ ۱۲ منہ رح ف۳ معلوم ہوتا ہے تارے سب ورلے آسمان میں ہیں اگرچہ پھیر ہر ایک کا اوپر ہو یا نیچے ہو۔ ۱۲ منہ رح ف۴ انہی تاروں کی روشنی سے آگ نکلتی ہے جس سے شیطانوں کو مار پڑتی ہے۔ جیسے سورج اور آتشی شیشے سے ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن: ف۱ یعنی نزدیک پروردگار خود ۱۲ ف۲ یعنی شیاطین را ۱۲ ف۳ یعنی و مغربہا نیز ۱۲

پیدا ہوں اور شیاطین کے ناری اجسام کی مخصوص خاصیت کی بنا پر ان کا پیچھا کریں اور ان تک پہنچ کر ان کو جلا دیں و لعل اقرب الاحتمالات فی امر الشہب ان الکوکب یقذف بشعاع من نورہ فیصل اثرہ الی ھواء متکیف بکیفیۃ مخصوصۃ یقبل بہا الاشتعال بما یقع علیہ من شعاع الکوکب بالخاصیۃ فیشتعل فیحصل ما یشاھد من الشہب (روح ج ۲۳ ص۷۶) ف۵ فاستفتہم الخ یہ مشرکین کے لئے زجر ہے جو توحید کے ساتھ ساتھ حشر و نشر کا بھی انکار کرتے تھے۔ فرمایا ان سے پوچھو تو کہ ان کی پیدائش مشکل ہے یا ان کے علاوہ دوسری مخلوقات کی۔ مثلاً فرشتے، آسمان، زمین، ستارے وغیرہ۔ انا خلقنٰھم من طین لازب۔ ان کو تو ہم نے چپکنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اور ان کی پیدائش فرشتوں اور زمین و آسمان کی پیدائش کے مقابلے میں بہت معمولی بات ہے۔ تو جو ذاتِ پاک ایسی اہم اور غیر معمولی مخلوقات کو پیدا کرنے پر قادر ہے، وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ ومن قدر علی خلق ھذہ الاشیاء قدر علی خلق ما لا یعتد بہ بالاضافۃ الیہا (بیضاوی) ف۶ بل عجبت الخ فاستفتہم سے اضراب ہے۔ یعنی چھوڑیئے ان سے اس سوال کا کیا فائدہ؟ وہ انتہا درجہ کے معاند ہیں۔ ایسے واضح اور پختہ دلائل کو بھی وہ کافی نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان دلائل کے حسن اور ان کی قطعیت پر آپ تو متعجب اور خوش ہیں لیکن وہ ظالم ضد و عناد میں آ کر ماننے کے بجائے آپ سے اور قرآن سے استہزاء کر رہے ہیں۔ بل عجبت مما نزل علیک من القراٰن وھم یسخرون بہ (قرطبی ج ۱۵ ص۶۹) ف۷ واذا ذکروا الخ اور ان کی عادت ہی یہی ہے کہ جب کوئی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ واذا رأوا اٰیۃ یستسخرون ○ اور جب کوئی معجزہ دیکھ لیتے ہیں، تو ماننے کے بجائے ازراہِ استہزاء و تمسخر اسے جادو وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ف۸ وقالوا الخ یہ شکوی ہے اور ان معاندین کے استہزاء کی تفسیر ہے وہ معجزات کو جادو قرار دیتے ہیں اور قیامت کے دن دوبارہ جی اٹھنے کا محض ظن و تخمین سے انکار کرتے ہیں۔ قل نعم الخ یہ جواب شکوی ہے مع تخویف اخروی۔ ہاں۔ ہاں! تم ضرور دوبارہ زندہ کر کے خدا کے سامنے ذلت و رسوائی کے ساتھ پیش کئے جاؤ گے۔ فانما ھی زجرۃ واحدۃ۔ الخ۔ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا کونسا مشکل ہوگا۔ بس ایک ہولناک آواز ہوگی اور سب لوگ زندہ ہو کر کھڑے ہوں گے اور قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے۔ زجرۃ واحدۃ سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے والمراد بہا النفخۃ الثانیۃ فی الصور (روح ج ۲۳ ص۷۹) ف۹ وقالوا یٰویلنا الخ منکرین قیامت قیامت کا ہولناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بول اٹھیں گے ہائے گئے! یہ تو وہی روز جزا ہے جس سے ہمیں دنیا میں ڈرایا گیا۔ مگر ہم نے اس کا انکار کیا ھذا یوم الفصل الخ یہ بھی منکرینِ قیامت ہی کا کلام ہے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے یہ وہی فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ یا یہ فرشتوں کا کلام ہے وہ کافروں سے مخاطب ہو کر توبیخ و تہدید کے طور پر یہ الفاظ کہیں گے (مدارک، روح) ف۱۰ احشروا الذین ظلموا الخ ای یقال للملٰئکۃ۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ یہ آیت مشرک پیشواؤں اور ان کے اتباع و اذناب کے بارے میں ہے الذین ظلموا سے مشرکین مراد ہیں۔ کیونکہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ الذین ظلموا یعنی شرکوا

أَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ

یا جتنی خلقت کہ ہم نے بنائی ف۱ ہم نے ہی ان کو بنایا ہے ایک چپکتے

لَّازِبٍ ﴿١١﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿١٢﴾ وَإِذَا

گارے سے بلکہ تو ف۲ کرتا ہے تعجب اور وہ کرتے ہیں ٹھٹھے ف۳ اور جب

ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿١٣﴾ وَإِذَا رَاَوْا اٰيَةً

ان کو سمجھائے نہیں سوچتے ف۴ اور جب دیکھیں کوئی نشانی

يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿١٤﴾ وَقَالُوْٓا إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ

ہنسی میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں یہ تو کھلا جادو

مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾ ءَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

ہے ف۵ کیا جب ہم مرگئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں

ءَإِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿١٦﴾ أَوَاٰبَآؤُنَا الْأَوَّلُوْنَ ﴿١٧﴾

تو کیا ہم کو پھر اٹھائیں گے کیا اور ہمارے اگلے باپ دادوں کو بھی

قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَاِنَّمَا هِيَ

تو کہہ کہ ہاں اور تم ذلیل ہوگے سو وہ اٹھانا تو یہی ہے

زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿١٩﴾ وَ

ایک جھڑکی پھر اسی وقت یہ لگیں گے دیکھنے اور

قَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿٢٠﴾ هٰذَا

کہیں گے اے خرابی ہماری یہ آگیا دن جزاء کا ف۹ یہ ہے

يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢١﴾ ع

دن فیصلہ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا

جمع کرو ف۱۰ گنہگاروں کو اور ان کے جوڑوں کو ف۱۱ اور جو کچھ

۱۔ شکوی ۱۲

۲۔ جواب شکوی مع تخویف اخروی ۱۲

ع ۲/۱ ۵

۳۔ مشرکین معاندین اور ان کے اتباع کے بارے میں ہے ۱۲ اصنام و اوثان ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی تجھ کو ان سے تعجب آتا ہے کہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ اور ان کو تجھ سے ٹھٹھا ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن۔ ف۱ یعنی ملائکہ و جن و سمٰوٰت وغیر آں ۱۲۔ ف۲ یعنی با شیاطین ۱۲

فان الشرك لظلم عظيم (مظهری ج ۸ ص۱۱۲) احشروا الذین ظلموا۔ احشروا المشرکین (قرطبی ج ۱۵ ص۷۳) وفی ھذا علہ العطف دلالۃ علی ان الذین ظلموا المشرکون
وھم الاحقاء بھذا الوصف فان الشرك لظلم عظیم (روح ج ۲۳ ص۸) اور اَزْوَاجَهُمْ سے ان مشرکین کے ہم عقیدہ، ہم مسلک و ہم مشرب (پیر بھائی) لوگ مراد
ہیں جو مشرکانہ عقائد و اعمال میں ان کے ہمنوا تھے عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (احشروا الذین ظلموا وازواجھم) قال اخوانھم (ابن کثیر ج ۴ ص۴) وازواجھم
ای اشیاعھم واتباعھم وامثالھم (معالم ج ۶ ص۲) وازواجھم ای اشیاعھم فی الشرك (قرطبی ج ۱۵ ص۷۳) وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الخ سے وہ اصنام و اوثان

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ (۲۲) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ
پوجتے تھے اللہ کے سوائے پھر چلاؤ ان کو
اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ (۲۳) وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ
دوزخ کی راہ پر ف۱ اور کھڑا رکھو ان کو ف۲ ان سے
مَّسْئُوْلُوْنَ (۲۴) مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ (۲۵) بَلْ هُمُ
پوچھنا ہے ف۳ کیا ہوا تم کو ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے کوئی نہیں وہ
الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ (۲۶) وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى
آج اپنے آپ کو پکڑ وائے ہیں اور منہ کیا بعضوں نے ف۴
بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (۲۷) قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ
بعضوں کی طرف لگے پوچھنے بولے تم ہی تھے کہ
تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ (۲۸) قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا
آتے تھے ہم پر داہنی طرف سے ف۵ وہ بولے کوئی نہیں ف۶ پر تم ہی نہ تھے
مُؤْمِنِيْنَ (۲۹) وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ
یقین لانے والے اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا
بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ (۳۰) فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ
پر تم رہی تھے لوگ حد سے نکل چلنے والے سو ثابت ہو گئی ف۷ ہم پر بات
رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ (۳۱) فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا
ہمارے رب کی بے شک ہم کو مزہ چکھنا ہے ہم نے تم کو گمراہ کیا ف۸ جیسے ہم خود تھے
غٰوِيْنَ (۳۲) فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ
گمراہ سو وہ سب اس دن تکلیف میں
مُشْتَرِكُوْنَ (۳۳) اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ
شریک ہیں ہم ایسا ہی کرتے ہیں ف۹

مراد ہیں جو انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ملائکہ عظام کے ناموں پر بنائے گئے۔ نیز وہ شیاطین الانس والجن بھی اس میں شامل ہیں جو لوگوں کو شرک کی تعلیم دیتے تھے! اسی طرح وہ دین فروش علماء اور فریب کار پیر اور درویش بھی اس میں داخل ہیں جنہوں نے فوت شدہ بزرگوں کی قبروں اور خانقاہوں کو شرک و بدعت کے اڈے بنا دیا اور ان کی اپنی بھی یہی خواہش تھی کہ مرنے کے بعد ان کی قبروں سے بھی یہی سلوک کیا جائے و(ما) قیل عام فی کل معبود حتی الملائکۃ والمسیح وعزیر علیہما السلام لکن خص منہ البعض بقولہ (ان الذین سبقت لھم منا الحسنی) الآیۃ (روح ج ۲۳ ص۸) یعنی الاوثان والطواغیت وقال مقاتل یعنی ابلیس (مظهری ج ۸ ص۱۱۲) اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ تمام صنادید و پیشوایان شرک کو اور ان کے تمام اتباع و اذناب کو اکٹھا کر و اور ان کو جہنم کی راہ دکھا دو اور انہیں جہنم میں داخل کر دو۔ دنیا میں انہیں صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دی گئی لیکن انہوں نے اس پر چلنا پسند نہ کیا آج انہیں جہنم کی راہ دکھا دو۔ یہ حکم حساب کتاب کے آخر میں ہوگا ۱۱ـہ وقفوھم الخ جب فرشتے ان کو جہنم کی طرف لیکر چلیں گے اس وقت حکم صادر ہوگا، ان کو روکو، ان سے کچھ پوچھنا ہے۔ مشرکین (اتباع و متبوعین) کی مزید تذلیل و اہانت کے لئے انہیں واپس کرکے ان سے سوال کیا جائے گا۔ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ۔ کیا بات ہے؟ آج تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے؟ آج ہی تو مدد کرنے اور مدد لینے کا موقع ہے۔ آج تمہارے مزعومہ سفارشی تمہیں اللہ کے عذاب سے کیوں نہیں بچاتے۔ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ۔ آج وہ کسی کی کیا مدد کریں گے۔ آج تو وہ مارے ندامت کے ذلت و رسوائی سے سرافگندہ ہیں اور سزا کھانے کے لئے منقاد ہیں۔ ای لا یقدر بعضھم علی نصر بعض بل ھم منقادون للعذاب او مخذ لون (روح ج ۲۳ ص۸) ۱۲ـہ واقبل بعضھم الخ اب مشرکین ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں سوال و جواب کا سلسلہ شروع کر دیں گے۔ قالوا انکم الخ اتباع

موضح قرآن ف۱ یہ حکم ہوگا فرشتوں کو ان کے جوڑے یا تو جوروں کو کہا یا ایک قسم کے گنہگار جو اکٹھے ہیں، ان کو کہا۔ ۱۲ منہ رح ف۲ حکم کے بعد ٹھہر اکر آپس میں لڑوا دیں گے۔ ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی تم چڑھے آتے تھے بہکانے کو زور سے اور رعب سے داہنا ہاتھ زور کا ہے ۱۲ منہ رح ف۴ بات رب کی وہی لاملئن جھنم منك ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی واز جانب چپ نیز بجہت گمراہ کردن ۱۲۔

علہ ای فی عطف قولہ تعالیٰ (مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ) علی قولہ تعالیٰ (الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا) ۱۲۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔

متبوعین سے اور مریدین اپنے پیروں اور پیشواؤں سے کہیں گے دنیا میں تو تم دین کی راہ سے ہمارے پاس آتے تھے اور دین حق سے ہمیں متنفر کرکے ہمیں گمراہ کرتے تھے اور شرک و بدعت کو خوبصورت پیرائے میں ہمارے سامنے پیش کرکے ہمیں مطمئن کرتے تھے اور دعوٰی کیا کرتے تھے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ حق ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ باطل اور گمراہی ہے۔ تاتوننا من قِبَل الدّین فتھونون علینا امر الشریعۃ وتنفروننا عنھا ...... والیمین بمعنی الدین ای کنتم تزینون لنا الضلالۃ (قرطبی ج ۱۵ ص۱۳۷) یعنی من قِبَل الدین فتضلوننا وترونناان الدین ما تضلوننا بہ قالہ الضحاک (معالم وخازن ج ۶ ص۱۲) قال السدی تاتوننا من قبل الحق وتزینون لنا الباطل و

بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ

گنہگاروں کے حق میں وہ تھے کہ ۱۲ ان سے جب کوئی کہتا کسی کی بندگی نہیں سوائے

اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا

اللہ کے تو غرور کرتے اور کہتے کیا ہم

لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ

چھوڑ دیں گے اپنے معبودوں کو کہنے سے ایک شاعر دیوانے کے کوئی نہیں وہ لیکر آیا

بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ

ہے سچا دین ۱۳ اور سچا مانتا ہے سب رسولوں کو بے شک تم کو

لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ

چکھنا ہے عذاب دردناک ۱۴ اور وہ ہی بدلہ پاؤ گے

اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

جو کچھ تم کرتے تھے مگر جو بندے اللہ کے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾

ہیں چنے ہوئے ف ۱ وہ لوگ جو ہیں ان کے واسطے روزی ہے مقرر ۱۵

فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ

میوے اور ان کی عزت ہے نعمت کے

النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ

باغوں میں تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے لوگ لئے پھرتے ہیں

عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ

ان کے پاس ۱۶ پیالہ شراب صاف کا سفید رنگ مزہ دینے والی

لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا

پینے والوں کو نہ اس میں سر پھرتا ہے ۱۷ اور نہ وہ اس کو پی کر

تصدوننا عن الحق (ابن کثیر ج ۴ ص۵) اتباع و مریدین اپنے پیشواؤں سے کہیں گے دنیا میں تو تم نے دیندار بنکر ہم کو راہِ حق سے بھٹکا دیا اور ہمیں شرک کی تعلیم دی۔ آج ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے تو کرو۔ ۱۳ قالوا بل الخ متبوعین و پیشوایانِ سوء اپنے اتباع و مریدین کو جواب دینگے کہ یہ بات قطعًا غلط ہے کہ ہم نے تم کو گمراہ کیا بلکہ تم خود ہی گمراہ اور ایمان سے عاری تھے۔ اگر تم مومن تھے اور ہدایت پر گامزن تھے تو ہمارے کہنے سے تم کیوں گمراہ ہوئے؟ مَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ۔ ہمیں تم پر کسی قسم کا غلبہ و تسلط تو حاصل نہ تھا نہ ہم نے تمہیں اپنی بات ماننے پر مجبور کیا۔ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ بلکہ تم خود ہی عصیان و عناد میں حد سے تجاوز کر چکے تھے۔ حق بتلانے والوں نے تمہیں ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی مگر تم عصیان و طغیان پر مصر رہے اور ان ناصحین کی ایک نہ سنی اور حق کے مقابلے میں باطل کو قبول کیا اور اسی کی طرفداری کی۔ ای بل کان فیکم طغیان ومجاوزۃ للحق فلھذا استجبتم لنا وترکتم الحق الذی جاءتکم بہ الانبیاء واقاموا لکم الحجج علی صحۃ ما جاءوکم بہ فخالفتموہ (ابن کثیر ج ۴ ص۵) ۱۴ فحق علینا الخ تم اور ہم چونکہ سب ہی مومن نہیں تھے اس لئے ہم سب کے لئے اللہ تعالٰی کا فیصلہ یہی ہے کہ آج ہم لامحالہ اللہ کے عذاب کا مزہ چکھیں گے۔ ہمارے اور تمہارے لئے آج عذابِ خداوندی کا فیصلہ قطعی ہے اس لئے آج ہم کسی طرح بھی تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ کیونکہ ہم خود مستحقِ عذاب ہیں۔ نیز تم ہمیں ملامت نہ کرو کیونکہ تم بھی ہمارے ساتھ برابر کے مجرم ہو۔ انا لذائقون یہ قول ربنا کا بیان ہے۔ ۱۵ فاغوینکم الخ ہم نے تمہیں زبردستی گمراہ نہیں کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم تو گمراہ تھے ہی، اس لئے ہم نے تمہیں بھی گمراہی کی دعوت دی تو تم نے اپنی مرضی سے بلا جبر و اکراہ گمراہی کو قبول کر لیا۔ اس لئے ہمیں ملامت نہ کرو۔ انا کنا غٰوین۔ جملہ ما قبل کے لئے تعلیل ہے۔ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ الخ چونکہ دونوں فریق مجرم ہیں اس لئے دونوں عذاب میں شریک ہوں گے۔ چونکہ گمراہی میں سب شریک تھے۔ رؤسارِ شرک، علمارِ سوء، پیرانِ سیہ کار عوام کو شرک و بدعت کی تعلیم دیتے اور انہیں گمراہ کرتے تھے اور عوام نے ان کے اغواء و اضلال سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا اس لئے دونوں فریق (متبوعین و اتباع) مجرم ہیں۔ لہذا دونوں جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ ۱۶ انا کذلک الخ مشرکین (خواہ شرک کے

موضح قرآن ف ۱ یعنی ان کے گناہوں کا بدلا نہیں معاف ہوئے۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی آنانکہ پاک ساختہ شد از شرک و معاصی۔ ۱۲

امام اور پیشوا ہوں، خواہ مشرک پیشواؤں کے پیرو ہوں) سے ہم یہی سلوک کیا کرتے ہیں، ان کے لئے عذاب جہنم کا فیصلہ اٹل ہے اور ان کے لئے معافی کی کوئی صورت نہیں مجرمین سے مشرکین مراد ہیں قال ابن عباس الذین جعلوا للہ شرکاء (خازن و معالم ج ۶ ص ۲۱) ۱۷ انھم کانوا الخ یہ زجر ہے مع شکوی۔ ان مجرمین کا جرم کیا ہے جس کی وجہ سے انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا؟ ان کا جرم یہ ہے کہ دنیا میں جب ان کو توحید کی دعوت دی جاتی اور ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی کارساز، حاجت روا، مشکل کشا اور متصرف و مختار نہیں۔ ہر قسم کی عبادت اور دعا پکار کے لائق بھی اس کے سوا کوئی نہیں تو یہ اس دعوت کو نہیں مانتے تھے اور اس کے قبول کرنے سے استکبار کرتے تھے۔

يُنْزَفُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿٤٨﴾

بہکیں اور ان کے پاس ہیں ۲۵ عورتیں نیچی نگاہ رکھنے والیاں بڑی آنکھوں والیاں ۲۶

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٤٩﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى

گویا وہ انڈے ہیں ف۱ چھپے دھرے پھر منہ کیا ۲۷ ایک نے دوسرے کی طرف

بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٥٠﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ

لگے پوچھنے بولا ایک بولنے والا ان میں میرا تھا

لِيْ قَرِيْنٌ ﴿٥١﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿٥٢﴾ ءَاِذَا

ایک ساتھی کہا کرتا کیا تو یقین کرتا ہے ف کیا جب

مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ

ہم مرگئے اور ہوگئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو جزا ملے گی کہنے لگا

هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿٥٤﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٥٥﴾

بھلا تم جھانک کر دیکھوگے ۲۸ ف پھر جھانکا ۲۹ تو اس کو دیکھا بیچوں بیچ دوزخ کے

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿٥٦﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ

بولا قسم اللہ کی تو تو مجھ کو ڈالنے لگا تھا گڑھے میں اور اگر نہ ہوتا میرے رب کا فضل

لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿٥٨﴾ اِلَّا

تو میں بھی ہوتا انہی میں جو پکڑے ہوئے آئے کیا اب ہم کو مرنا نہیں ۳۰ مگر جو

مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

پہلی بار مرچکے اور ہم کو تکلیف نہیں پہنچے گی ف بے شک یہی ہے

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿٦١﴾ اَذٰلِكَ

بڑی مراد ملنی ایسی چیزوں کے واسطے چاہئے محنت کریں محنت کرنے والے کیا یہ

خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً

بہتر ہے ۳۱ مہمانی یا درخت سینہنڈ کا ہم نے اس کو رکھا ہے ایک بلا

ویقولون ائنا لتارکوا الھتنا الخ نیز یہ مجرمین کہا کرتے تھے کیا ہم اس دیوانے شاعر کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ مشرکین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شاعر مجنون کہنا سراسر ہذیان تھا۔ اس سے ان کا مقصود رسالت کا انکار تھا۔ اگلی آیت میں مشرکین کے اس ہذیان کا جواب ہے ۱۸ بل جاء بالحق الخ یہ مشرکین کے ہذیان کا جواب ہے ہمارا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) شاعر ہے نہ دیوانہ بلکہ وہ تو توحید کا پیغام حق لے کر آیا ہے جس کی سچائی اور حقانیت پر تمام انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے اور جس پر عقل و نقل و رالنفس و آفاق کے دلائل قائم ہیں۔ اس طرح آپ نے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوتِ توحید میں تصدیق کی ہے۔ اس لئے آپ شاعر ہیں نہ مجنون۔ کیونکہ شعراء کا کلام حق و باطل اور رطب و یابس پر مشتمل ہوتا ہے اور دیوانوں کی باتیں بے تکی اور لایعنی ہوتی ہیں لیکن پیغمبر علیہ السلام کی دعوت اور آپ کا لایا ہوا قرآن شعر و جنون کی خامیوں اور کمزوریوں سے بالکل پاک و مبرا ہے ردّ علیھم وتکذیب لھم ببیان انّ ما جاء بہ علیہ الصلوۃ والسلام من التوحید ھو الحق الثابت الذی قام علیہ البرھان واجمع علیہ کافۃ المرسلین فاین الجنون والشعر من ساحتہ صلی اللہ علیہ وسلم الرفیعۃ الشان (روح ج ۲۳ ص ۸۴) ۱۹ انکم لذائقوا الخ یہ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ اے مشرکین! (اتباع و متبوعین) تم دردناک عذاب ضرور چکھوگے تم پہ زیادتی نہیں ہوگی۔ بلکہ یہ تمہارے اپنے اعمال ہی کی سزا ہوگی۔ الا عباد اللہ الخ یہ بشارتِ اخروی ہے اور استثناء منقطع ہے۔ لیکن جو اللہ کے خاص بندے ہیں جو شرک و عصیان سے دور ہیں ان کا حال ان مشرکین سے جداگانہ ہے اگلی آیتوں میں ان مخلصین کے احوال و مراتب کی تفصیل ہے ۲۰ اولٰئک الخ اللہ کے ان مقبول بندوں کے لئے ایسی روزی ہوگی جس کی صفتیں معروف ہیں۔ یعنی وہ منقطع نہیں ہوگی۔ خوش ذائقہ اور خوش رائحہ ہوگی۔ ایسی خوبیوں والی روزی نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھی نہ کسی کان نے کبھی سنی۔ فواکہ یہ رزق سے بدل ہے۔ جنت کی خوراک میووں اور پھلوں کی صورت میں ہوگی۔ وھم مکرمون الخ اور وہ خدا کے یہاں معزز و مکرم ہوں گے۔ گوناگوں نعمتوں کے باغات ان کے مسکن ہوں گے۔ جنت جو مومنوں کا مسکن ہوگا وہ نعمتوں کا گھر ہوگا۔ اس میں ہر نعمت ایک سے ایک بڑھ کر ہوگی۔ وہ لعل و جواہر سے مرصع تختوں پر فروکش ہوں گے اور آمنے سامنے بیٹھ کر خوش و خرم ہوں گے ۲۱ یطاف علیھم الخ غلمانِ جنت تازہ بتازہ، سفید شفاف، لذت و

موضح قرآن ف بعضے کہتے ہیں مراد ہیں شتر مرغ کے انڈے کہ بہت خوش رنگ ہوتے ہیں ف۲ یعنی وہ ساتھی پڑا ہے دوزخ میں اس کو جھانک کر دیکھیں کس حال میں ہے ف۳ یہ کہنے لگا اپنی خوشی سے ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حشر را ۱۲ ف۲ یعنی دوزخیان را - ۱۲-

سرور سے بھرپور شراب کے لبریز ساغروں سے اہلِ جنت کی تواضع کریں گے۔ معین، جاری۔ یہ شراب، شراب کی ان نہروں میں سے ہوگی جو جنت میں رواں ہوں گی۔ بیضاء سفید شفاف۔ جنت کی شراب بالکل سفید ہوگی جن آبگینوں میں شراب پیش کی جائے گی وہ بھی سفید شفاف ہوں گے۔ اس طرح شراب جنت کے لبریز ساغر بھی بالکل سفید اور شفاف نظر آئیں گے ٢٢ لافیہا غول الخ یہ جنت کی شراب کے امتیازی اوصاف ہیں۔ دنیا کی شراب میں بظاہر لذت وسرور ہے لیکن اس میں ایک خطرناک پوشیدہ ضرر بھی ہے۔ شراب دماغی اور دیگر بدنی اعصاب کے لئے سخت مضر ہے اور یہ ضرر اکثر ہلاکت کا سبب بنتا ہے لیکن جنت کی شراب ہر قسم کے ضرر اور مفاسد سے پاک ہوگی۔ قال الراغب الغول اھلاك الشیء من حیث لایحس به (روح ج ٢٣ ص ٨٥) اسی طرح دنیا کی شراب نشہ لاکر عقل کو مختل اور ذہن کو پریشان کردیتی ہے۔ لیکن جنت کی شراب ہر قسم کے نشے سے مبرّا ہوگی۔ ای لاتذھب عقولھم بشربھا (قرطبی ج ١٥ ص ٧٩) عن ابن عباس فی الخمر اربع خصال السکر والصداع والقیء والبول "فذکر اللہ خمر الجنة فنزھھا عن ھذہ الخصال (ابن کثیر ج ٤ ص ٧) ٢٣ وعندھم الخ سامانِ خورد ونوش کے علاوہ جنت میں جنسی جذبات کی تسکین کا بھی سامان موجود ہوگا۔ قٰصرٰت الطرف موصوفِ مقدر کی صفت ہے ای ازواج (مظہری) اہلِ جنت کو جنت میں جو بیویاں (حوریں) ملیں گی وہ اپنی نگاہیں اپنے خاوندوں ہی پر مرکوز رکھیں گی۔ ان خاوندوں کو ایسا حسن وجمال عطا ہوگا کہ حوریں ان میں محو ہوں گی۔ اور ان کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھیں گی۔ یہ ان کی عفت اور پاکدامنی کی علامت ہے۔ نساء عفیفات قصرن ابصارھن علٰی ازواجھن لاینظرن الی غیرھم (جامع البیان ص ٣٨٤) حابسات الاعین علٰی ازواجھن لاینظرن الی غیرھم لحسنھم عندھن (جلالین) ٢٤ عین یہ عیناء کی جمع ہے اور مبتدا مقدر کی خبر ہے ای ھن عین (مظہری) یعنی موٹی آنکھوں والی۔ موٹی آنکھیں حسن وجمال کی علامت ہیں۔ اس لئے بعض مفسرین نے اس کا معنی ہی خوبصورت آنکھوں والی کیا ہے۔ عظام العیون الواحدة عیناء وقاله السدی ومجاھد (عین) حسان العیون (قرطبی ج ١٥ ص ٨٠) ٢٥ کانھن الخ اس میں حورِ جنت کے رنگ روپ کا ذکر ہے۔ بیض، بیضة کی جمع ہے۔ اور اس سے شتر مرغ کا انڈا مراد ہے، جس کا رنگ سفید زردی مائل ہوتا ہے۔ مادہ شتر مرغ اپنے انڈوں کو بال وپر سے ڈھانک کر رکھتی ہے تاکہ وہ گرد وغبار سے محفوظ رہیں۔ حورانِ جنت کا رنگ بیض نعام (شتر مرغ) کی مانند سفید زردی مائل ہوگا۔ اور ان کے چہروں کا رنگ نکھرا ہوا صاف شفاف ہوگا۔ عورتوں کا یہی رنگ مرغوب ومحمود شمار ہوتا ہے۔ شبھھن ببیض النعام المصئون عن الغبار ونحوہ فی الصفاء والبیاض المخلوط بادنی

لِلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾

ظالموں کے واسطے ف۱ وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں

طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ

اس کا خوشہ جیسے سر شیطان کے ف۲ سو وہ کھائیں گے ۳۲

مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا

اس میں سے پھر بھریں گے اس سے پیٹ پھر ان کے واسطے اس کے اوپر

لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾

ملونی ہے جلتے پانی کی پھر ان کو لے جانا آگ کے ڈھیر میں ف۳

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ

انہوں نے پایا اپنے باپ دادوں کو بہکے ہوئے ۳۳ سو وہ انہی کے قدموں پر

يُهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾

دوڑتے ہیں اور بہک چکے ۳۳ ہیں ان سے پہلے بہت لوگ اگلے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

اور ہم نے بھیجے ہیں ان میں ڈر سنانے والے اب دیکھ کیسا ہوا

عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾

انجام ڈرائے ہوؤں کا مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے ۳۵

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنٰهُ

اور ہم کو پکارا تھا نوح نے ۳۶ سو کیا خوب پہنچنے والے ہیں ہم پکار پر اور بچا دیا اس کو

وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ

اور اس کے گھر کو اس بڑی گھبراہٹ سے اور رکھا اس کی اولاد کو

هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾ سَلٰمٌ

وہی باقی رہنے والے ف۵ اور باقی رکھا ۳۷ اس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے

م ۱ پہلا نقتہ

ع ۲ ۵ ۶

موضح قرآن ف۱ یعنی آخرت میں اسکو کھاویں گے اور گلے میں پھنسے گا۔ ایک عذاب یہ بھی ہوگا یا خراب کرانیا میں یہ کہ سنکر گمراہ ہوتے ہیں کہ سبز درخت دوزخ میں کیونکر اگا۔ وہ ایک درخت ہے جو نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں۔ ف۲ یعنی بدنما یا شیطان کہا سانپوں کو۔ ف۳ یعنی بہت بھوکے ہوں گے تو آگے سے ہٹا کر یہ کھانا پانی کھلا پلا کر پھر آگ میں ڈالیں گے ف۴ ڈر سبھی کو سناتے ہیں ان میں نیک بچتے ہیں اور بد کھپتے ہیں ف۵ کشتی میں اسی یا اسی آدمی بچے تھے۔ ان کی اولاد نہیں چلی۔ انہی کے تینوں بیٹوں سے چلی۔ سام بسا بیچ زمین کے عرب وایران اور توران پیدا ہوئے۔ یافث بسا شمال کو ترک اور خلیج یاجوج ماجوج پیدا ہوئے۔ حام بسا جنوب کو ہند اور حبش پیدا ہوئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعد خوردن ونوشیدنِ ایشاں را بدوزخ باز برند ۱۲

صفرة فانه احسن الوان الابدان (بیضاوی) والبیاض المشوب بقلیل صفرة فی النساء مرغوب فیه جدا (روح ج ۲۳ ص۸۹) ۲۶ھ فاقبل الخ اہل جنت جب کھانے پینے میں مصروف ہوں گے تو ان کے درمیان مختلف موضوعات پر گفتگو ہوگی۔ دنیا کے احوال پر بھی تبصرہ ہوگا۔ چنانچہ ان میں سے ایک دیگر شرکاءِ محفل سے کہیگا دنیا میں ایک منکرِ قیامت میرا ساتھی اور ہمنشین تھا جو مجھے ایمان بالآخرۃ کے عقیدے پر ڈانٹا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کیا تو مانتا ہے کہ قیامت آئے گی؟ اور جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہماری ہڈیاں تک گل سڑ جائیں گی کیا اس کے باوجود بھی ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور جزا و سزا کا معاملہ ہوگا۔؟ کیا تو ان باتوں پر یقین رکھتا ہے؟ قال ھل انتم مطلعون۔ آؤ ذرا دوزخ میں جھانک کر دیکھیں تو سہی کہ اس کا کیا حال ہے؟ والمراد من الاستفهام العرض الخ (روح) ۲۷ھ فاطلع الخ چنانچہ جب وہ دوزخ میں جھانک کر دیکھے گا تو وہ ساتھی اسے جہنم کے عین وسط میں نظر آئے گا۔ اور اسے خطاب کر کے کہیگا۔ خدا کی قسم! تو تو مجھے بھی گمراہ کر کے اس ہلاکت کے گڑھے میں ڈالنے ہی والا تھا لیکن توفیق الٰہی نے میری دستگیری کی۔ اگر اللہ کا فضل و احسان اور اس کی توفیق میرے شاملِ حال نہ ہوتی تو آج میں بھی تیرے ساتھ اس دردناک عذاب میں شریک ہوتا۔ ۲۸ھ افما نحن الخ یہ بھی اسی جنتی ہی کا قول ہے۔ خطاب بدستور قرین سے ہے یا دیگر یارانِ محفل سے۔ وہ شدتِ مسرت کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کے فضلِ عظیم و احسانِ عمیم کا ذکر کرتے ہوئے کہیگا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اب ہم پر موت نہیں آئے گی۔ جو موت ہمارے لئے مقدر تھی وہ دنیا میں آ چکی اور ہم کفار و مشرکین کی طرح اب عذاب میں بھی مبتلا نہیں ہوں گے۔ سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ آدمی عذاب سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے من زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز (آلِ عمران ع ۱۹) ایسی سعادتِ عظمیٰ اور فلاحِ کامل کی تحصیل کے لئے عاملوں کو عمل کرنا چاہیئے۔ نہ کہ حظوظ و لذاتِ دنیا کی تحصیل کے لئے۔ ۲۹ھ اذلك خیر الخ یہ بشارت و تخویف اخروی ہے۔ اذلك خیر نزلا لبشارت و رام شجرة الزقوم تا۔ ثم ان مرجعهم لالی الجحیم تخویف اخروی ہے۔ ذلك سے نعیمِ جنت کی طرف اشارہ ہے جو اس سے قبل اولٓئك لهم رزق معلوم (الآیات) میں مذکور ہیں۔ وھو متعلق بقوله تعالیٰ (اولٓئك لهم رزق معلوم) (روح ج ۲۳ ص۹۳) المعنی نعیم الجنة خیر نزلا (قرطبی ج ۱۵ ص۸۵) شجرة الزقوم۔ یہ نہایت ہی خبیث اور زہرِ قاتل درخت جہنم میں دوزخیوں کی خوراک ہوگا۔ یہ درخت دنیا کے درخت تھوہر کے مشابہ ہوگا۔ فتنة۔ عذاب۔ آتشِ دوزخ کے علاوہ اس درخت کے کھانے سے بھی دوزخی سخت اذیت اور عذاب محسوس کرینگے۔ یہ درخت جہنم کی تہ میں پیدا ہوگا۔ اس درخت کے شگوفے شیطانوں کے سروں کی طرح نہایت قبیح اور کریہ المنظر ہوں گے۔ شیاطین کی شناعت و کراہیت منظر دلوں میں مرکوز ہے۔ اس لئے ان سے تشبیہ دی گئی۔ وانما شبهها برؤس الشیاطین وان لم تکن معروفة عند المخاطبین لانه قد استقر فی النفوس ان الشیاطین قبیحة المنظر (ابن کثیر ج ۴ ص۱۰) ۳۰ھ فانهم لآکلون الخ دوزخی بھوک مٹانے کے لئے اس شجرۂ خبیثہ سے پیٹ بھر کھائیں گے۔ لیکن اس سے ان کی تسلی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس سے انہیں سخت پیاس لگے گی۔ اس پر انہیں کھولتا ہوا پانی پینے کے لئے دیا جائے گا جو ان کی انتڑیوں کو بھی کاٹ ڈالے گا۔ اس پانی میں غلیظ و متعفن مواد مخلوط ہوگا۔ لشرابا من غساق او صدید بماء حمیم یقطع امعاءھم (بیضاوی) اس کے بعد ان کو جہنم میں اپنے اپنے ٹھکانوں میں پہنچا دیا جائے گا۔ گرم پانی پلانے کے لئے جہنم میں ایک علیحدہ طبقہ ہوگا۔ فالقوم یخرجون من محل قرارھم حیث تاجج النار ویساقون الی موضع آخر مما دارت علیه جهنم فیه ذلك الشراب لیردوہ ویسقوا منه ثم یردون الی محلهم الخ (روح ج ۲۳ ص۹۶) ۳۱ھ انهم الفوا الخ یہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے۔ اس میں ان کے استحقاقِ عذاب کا سبب بیان کیا گیا۔ انھوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا۔ اور ان کی گمراہی ان پر واضح ہوگئی۔ کیونکہ وقتاً فوقتاً ہمارے پیغمبر اور ان کے جانشین ان کو ہدایت کی راہ بتاتے رہے۔ اور حق و باطل کو کھلی دلیلوں سے ان پر واضح کرتے رہے۔ مگر یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو ماننے کے بجائے آنکھیں بند کر کے اپنے گمراہ باپ دادا کے نقشِ قدم پر تیزی سے چلتے رہے ۳۲ھ ولقد اضل الخ ان سے پہلی قوموں کے اکثر لوگ بھی اپنے گمراہ باپ دادا کی راہ و رسم سے چمٹ کر گمراہ ہوئے۔ حالانکہ ان کی رہنمائی کے لئے بھی ہم نے پیغمبر بھیجے۔ آخر انھوں نے پیغمبران علیہم السلام کی تعلیم سے سرتابی کی۔ تو انہیں دنیا ہی میں عبرتناک سزاؤں سے ہلاک کر دیا گیا۔ عذابِ الٰہی سے صرف وہی لوگ بچے جو معاند اور ضدی نہ تھے بلکہ منیب و منصف تھے۔ اور اللہ نے اپنی توفیق سے ان کو ایمان و عمل صالح کے لئے چن لیا۔ ۳۳ھ ولقد نادٰنا الخ زجر و شکوٰی اور تبشیر و تخویف کے بعد سات انبیاء علیہم السلام کے قصے ذکر کئے گئے جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بھی خدا کے یہاں شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی عاجزی اور نیازمندی کا اعتراف کر رہے ہیں۔ اور مصائب و بلیات میں اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔ دیکھو! نوح (علیہ السلام) نے اپنی قوم کی ہلاکت اور اپنی نجات کے لئے ہمیں پکارا۔ ہم کیسے ہی اچھے قبول کرنے والے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اس کو اور اس کے متبعین کو بہت بڑی مصیبت (غرق) سے بچا لیا۔ اور تمام مشرکین کو طوفان میں غرق کر دیا۔ اور صرف نوح (علی نبینا و علیہ السلام) کی اولاد ہی سے آئندہ کے لئے سلسلۂ نسل باقی رکھا۔ کشتی میں جو دوسرے مومنین سوار تھے ان کی اولاد کا سلسلہ آگے نہیں بڑھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے جو تین بیٹے (حام، سام اور یافث) ساتھ تھے۔ انہی کی نسل سے دنیا پھر سے آباد ہوئی۔ والاکثرون علی ان الناس کلهم فی مشارق الارض ومغاربها من ذریة نوح علیه السلام۔ ولذا قیل له آدم الثانی (روح ج ۲۳ ص۹۹) ۳۴ھ وترکنا الخ ہم نے آئندہ نسلوں میں قیامت تک نوح (علیہ السلام) کی یادگار قائم کر دی۔ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ۔ یہ ماقبل کی تفصیل ہے۔ یعنی ہم نے آئندہ نسلوں میں نوح (علیہ السلام) کے لئے یہ کلام جاری کر دیا کہ نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ساتھ طوفان سے سلامت رکھا آئندہ بھی جہاں یہ آیت آئے گی وہاں بھی اس کا یہی مفہوم ہوگا۔ قاله الشیخ رحمه الله تعالیٰ۔ یا یہ جملہ دعائیہ ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے نوح (علیہ السلام) کے لئے جن و انس اور فرشتوں میں یہ دعا تا قیامت جاری کر دی۔ ای ثبت ھذہ التحیة فیهم جمیعا ولا یخلوا احد منهم منها کانه قیل ثبت الله التسلیم علی نوح وادامه فی الملائکة والثقلین یسلمون علیه عن آخرهم (مدارك ج ۴ ص۱۱)

٣٥ انا كذلك الخ ہم نیکو کار لوگوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے کامل الایمان بندوں میں سے تھے۔ ان کو اور ان کے متبعین کو ہم نے غرق ہونے سے بچا لیا۔ اور دوسروں یعنی کفار کو غرق کر کے ہلاک کر دیا۔ ٣٦ وان من الخ یہ دوسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے نہایت ہی مطیع اور فرمانبردار بندے تھے۔ ان پر زندگی میں ایک نہایت ہی کٹھن وقت آیا۔ جب وقت کے بادشاہ نے انہیں آگ میں ڈال دیا۔ اس نازک وقت میں انھوں نے اللہ ہی کے سامنے عاجزی کی۔ اور اللہ ہی سے اس مصیبت سے نجات کی دعا کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا۔ اور آگ کو ان پر سرد کر دیا۔ اس لئے وہ بھی خدا کے یہاں شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ من

عَلٰی نُوۡحٍ فِی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿٧٩﴾ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿٨٠﴾

نوح پر سارے جہان والوں میں ف١ ہم یوں بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو ٣٥

اِنَّہٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا الۡاٰخَرِیۡنَ ﴿٨٢﴾

وہ ہے ہمارے ایمان دار بندوں میں پھر ڈبو دیا ہم نے دوسروں کو

وَ اِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِہٖ لَاِبۡرٰہِیۡمَ ﴿٨٣﴾ اِذۡ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلۡبٍ

اور اسی کی راہ والوں میں ہے ابراہیم ٣٦ جب آیا اپنے رب کے پاس لیکر دل

سَلِیۡمٍ ﴿٨٤﴾ اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡہِ وَ قَوۡمِہٖ مَاذَا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿٨٥﴾

نردگا ف٢ جب کہا اپنے باپ کو ٣٧ اور اس کی قوم کو تم کیا پوجتے ہو

اَئِفۡکًا اٰلِـہَۃً دُوۡنَ اللّٰہِ تُرِیۡدُوۡنَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّکُمۡ

کیا جھوٹ بنائے ہوئے حاکموں کو اللہ کے سوائے چاہتے ہو پھر کیا خیال کیا ہے تم نے

بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ نَظۡرَۃً فِی النُّجُوۡمِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ

پروردگارِ عالم کو پھر نگاہ کی ایک بار تاروں میں ٣٩ ف٣ پھر کہا

اِنِّیۡ سَقِیۡمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوۡا عَنۡہُ مُدۡبِرِیۡنَ ﴿٩٠﴾ فَرَاغَ اِلٰۤی

میں بیمار ہونے والا ہوں پھر پھر گئے وہ اس سے پیٹھ دے کر ٣٩ پھر جا گھسا ان کے

اٰلِـہَتِہِمۡ فَقَالَ اَلَا تَاۡکُلُوۡنَ ﴿٩١﴾ مَا لَکُمۡ لَا

بتوں میں پھر بولا تم کیوں نہیں کھاتے ف٤ تم کو کیا ہے کہ نہیں

تَنۡطِقُوۡنَ ﴿٩٢﴾ فَرَاغَ عَلَیۡہِمۡ ضَرۡبًۢا بِالۡیَمِیۡنِ ﴿٩٣﴾

بولتے پھر گھسا ان پر ٤٠ مارتا ہوا داہنے ہاتھ سے ف٥

فَاَقۡبَلُوۡۤا اِلَیۡہِ یَزِفُّوۡنَ ﴿٩٤﴾ قَالَ اَتَعۡبُدُوۡنَ مَا

پھر لوگ آئے اس پر دوڑ کر گھبراتے ہوئے ٤١ ف٦ بولا کیوں پوجتے ہو ٤٢ جو آپ

تَنۡحِتُوۡنَ ﴿٩٥﴾ وَ اللّٰہُ خَلَقَکُمۡ وَ مَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا

تراشتے ہو اور اللہ نے بنایا تم کو اور جو تم بناتے ہو بولے

شیعتہ۔ یعنی وہ اصول دین میں حضرت نوح علیہ السلام کے ہمنوا اور تابع تھے۔ قال ابن عباس ای من اھل دینہ (قرطبی ج ١٥ ص٩١) ای ممن شایع نوحا و تابعہ فی اصول الدین (روح ج ٢٣ ص٩٩) درمیان میں ان کی فرمانبرداری کا قصہ بیان کیا کہ وہ اس قدر اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے کہ اس کی راہ میں بیٹے کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔ قلب سلیم۔ جو دل کے عقیدے اور اخلاق کی خرابی سے محفوظ ہو۔ اور اس کا اصل رشتہ دنیا کے بجائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو، وہ قلب سلیم ہے۔ سلیم ای مخلص من الشرك والشك (قرطبی) ای سالم من جمیع الآفات کفساد العقائد والنیات السیئۃ والصفات القبیحۃ کالحسد والغل وغیر ذلك (روح ج ٢٣ ص١٠٠) سلیم من الاشتغال بغیر اللہ تعالیٰ خالیا عن الغیر وحبہ کما یدل علیہ قصۃ ذبح ابنہ لامتثال امر ربہ (مظہری ج ٨ ص١٢١) ٣٧ اذ قال الخ یہ پہلے اِذۡ سے بدل ہے۔ اور یہ ان کے دل کی سلامتی کا بیان ہے کہ جب انھوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو شرک کرتے دیکھا تو فوراً اس پر انکار کیا۔ اور فرمایا سوچو تو سہی تم اللہ کے سوا کس کی عبادت کرتے اور کس کو پکارتے ہو؟ کیا وہ عبادت اور پکارے جانے کے لائق ہیں؟ افك بدترین جھوٹ والافك اسوأ الکذب (جلالین) اٰلھۃ۔ افکا سے بدل الکل ہے۔ کیا تم باطل یعنی معبودانِ غیر اللہ کے خواہشمند اور طلبگار ہو؟ پھر اس رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو حقیقت میں عبادت کا مستحق ہے؟ کیا اس کی قدرت و عظمت میں اور اس کی ربوبیت عامہ میں تم کسی شک و شبہ میں پڑ گئے ہو کہ اس کے سوا اس کی عاجز مخلوق کو بھی کارساز، متصرف و مختار اور مستحق عبادت سمجھ بیٹھے ہو؟ یا مطلب یہ ہے کہ جب تم اللہ کے سوا اوروں کی بھی عبادت کرتے ہو، تو پھر جب تم اللہ کے سامنے حاضر ہو گے تو تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ کیا وہ تمہیں اس کی سزا نہیں دے گا؟ اس صورت میں یہ تخویف ہو گی۔ ای شیٔ ظنکم بمن ھو حقیق بالعبادۃ لکونہ ربا للعٰلمین۔ أشککتم فیہ حتی ترکتم عبادتہ الخ (روح ج ٢٣ ص١٠١) ای ماظنکم بہ اذا لقیتموہ وقد عبدتم غیرہ، فھو تحذیر (قرطبی ج ١٥ ص٩٢) ٣٨ فنظر نظرۃ الخ حضرت

موضح قرآن ف١ یعنی ہمیشہ خلق ان پر سلام بھیجتے ہیں سارا جہان ف٢ یعنی گمراہی اور عیب سے پاک۔ ف٣ وہ لوگ نجومی تھے۔ ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف دیکھ کر کہا۔ یا نجوم کی کتاب میں دیکھ کر کہا، میں بیمار ہوں یعنی ہوا چاہتا ہوں۔ وہ شہر سے باہر نکلتے تھے ایک عید کو اور بت پوجنے کو۔ ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ ایک جھوٹ ہے اللہ کی راہ میں عذاب نہیں ثواب ہے۔ ف٤ ان کے آگے کھانے رکھ گئے تھے۔ ف٥ یعنی زور سے مار مار کر توڑا۔ ف٦ یعنی الزام دینے لگے جب ثابت ہو چکا۔

ابراہیم علیہ السلام اس انتظار میں تھے کہ انہیں کبھی ایسا موقع ہاتھ آئے جس پر وہ معبودانِ باطلہ کی بے بسی اور بیچارگی کو مشرکین پر واضح کرسکیں۔ چنانچہ مشرکین کی عید کا دن آگیا جس میں وہ سب
شہر سے باہر چلے جاتے۔ اور ایک مخصوص جگہ میں عید مناتے مشرکین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی عید کی خوشی میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ وہ تو ایسے موقع کی تلاش میں تھے
کہ یہ مشرکین سب باہر چلے جائیں اور وہ اکیلے شہر میں رہ جائیں تاکہ ان کے ٹھاکروں کو توڑ پھوڑ سکیں۔ چنانچہ انھوں نے غور وفکر اور سوچ بچار کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ انہیں کسی بہانے
سے ٹال کر خود شہر ہی میں رہنا چاہیئے پھر شاید یہ موقع ہاتھ آئے۔ اس لئے آپ نے ان سے فرمادیا۔ انی سقیم۔ بھیا میں تو سقیم ہوں اس لئے تمہارے ساتھ عید کی خوشی میں شریک
ہونے سے معذور رہوں۔ لفظ سقیم دو معنوں کا حامل ہے
اول سقیم النفس یعنی بیزار۔ اراد انی سقیم النفس لکفرکم۔
(مدارک ج ۴ ص ۱۹) دوم مریض، بیمار۔ حضرت ابراہیم علیہ
السلام نے اس لفظ سے دوسرا معنی مراد لیا یعنی میں تمہارے
کفر وشرک کی وجہ سے تم سے بیزار ہوں اور تمہاری عید میں
شریک نہیں ہو سکتا لیکن مشرکین اس سے پہلا معنی سمجھے! اس
اسلوب کلام کو تعریض یا توریہ کہا جاتا ہے جو حقیقت میں صحیح
اور مطابق واقعہ ہوتا ہے۔ لیکن بظاہر جھوٹ معلوم ہوتا ہے
نظر نظرۃ فی النجوم۔ یہ محاورہ ہے جس کے معنی غور وفکر کرنے
کے ہیں۔ قال الحسن المعنی انھم لما کلفوہ الخروج
معھم تفکر فیما یعمل ...... الخلیل والمبرد، یقال
للرجل اذا فکر فی الشئ یدبرہ، نظر فی النجوم۔
(قرطبی ج ۱۵ ص ۹۲) یا اس سے حقیقۃً ستاروں میں غور وفکر کرنا
مراد ہے۔ یہ قوم چونکہ ستارہ پرست تھی اور ستاروں کے مختلف
احوال واوضاع کو نظامِ عالم میں مؤثر سمجھتی تھی اس لئے حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے بطور ایہام ستاروں میں دیکھ کر جواب
دیا تاکہ انھیں یہ گمان ہو کہ ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کا
حساب لگا کر جواب دیا ہے! ور انہیں جواب کی صحت کا یقین
ہو جائے کان قومہ نجامین اوھم بہا استدل لا لہ
علی مرضہ بعلم النجوم (جامع البیان ص ۳۸۵) ۳۹ فتولوا
عنہ الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر مشرکین نے ان
پر مزید اصرار نہ کیا۔ اور صبح اپنی عید میں شرکت کے لئے سب شہر
سے باہر چلے گئے۔ ابراہیم علیہ السلام جو ایسے ہی موقع کی تلاش
میں تھے ان کے ٹھاکر دوارے میں جا گھسے۔ دیکھا ٹھاکروں کے
آگے مختلف کھانے رکھے ہیں جو ان کے پجاریوں نے رکھے تھے
تاکہ وہ بابرکت ہو جائیں اور عید سے واپسی پر انہیں کھائیں
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور استہزاء ٹھاکروں سے خطاب
کرکے فرمایا: یہ کھانے جو رکھے ہیں کھاتے کیوں نہیں ہو؟ جب
انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو بطور استہزاء دوسرا سوال کر دیا

ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ﴿٩٧﴾ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا
بناؤ اس کے واسطے ایک عمارت ۳۱ پھر ڈالو اس کو آگ کے ڈھیر میں پھر چاہنے لگے اس پر بُرا داؤ
فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿٩٨﴾ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي
کرنا پھر ڈالا ہم نے انہی کو نیچے اور بولا میں ۳۲ جاتا ہوں اپنے رب کی طرف
سَيَهْدِينِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشَّرْنَاهُ
وہ مجھ کو راہ دے گا ف اے رب بخش مجھ کو ۳۳ کوئی نیک بیٹا پھر خوشخبری دی ہم نے اسکو
بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي
ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا ف پھر جب پہنچا ۳۴ اس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں
أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ
دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے بولا اے باپ ۳۵
افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ﴿١٠٢﴾
کر ڈال جو کچھ تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پائے گا اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا ف۳
فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ﴿١٠٣﴾ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ﴿١٠٤﴾
پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا اس کو ماتھے کے بل ۳۶ اور ہم نے اس کو پکارا یوں کہ اے ابراہیم
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾
تو نے سچ کر دکھایا خواب ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو ف
إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴿١٠٧﴾
بے شک یہی ہے ۳۸ صریح جانچنا اور اس کا بدلہ دیا ہم نے ایک جانور ذبح کو بڑا ف
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٠٨﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿١٠٩﴾
اور باقی رکھا ہم نے ۳۹ اس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے ابراہیم پر
كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٠﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١١﴾
ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو ۴۰ وہ ہے ہمارے ایماندار بندوں میں

موضح قرآن ف۱ یعنی جب باپ نے گھر سے نکالا بادشاہ کی خاطر سے ف۲ اس سے بڑا تحمل کیا کہ آپ کو ذبح کروایا ف۳ کہتے ہیں آٹھویں شب ذی الحجہ کی خواب دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہوں
کل کو فکر میں رہے کہ اس کی تعبیر کیا۔ پھر نویں شب دیکھا ذبح کرتے تو پہچانا کہ ذبح ہی کرنا ہے پھر رہے تدبیر میں۔ پھر دسویں شب دیکھا وہی خواب۔ تب بیٹے پاس گئے، کہا
انھوں نے بھی شتاب قبول کر لیا۔ ہزار رحمت اس باپ پر اور بیٹے پر ف۴ ماتھے کا منہ سامنے نظر نہ آوے کہ محبت جوش کرے۔ کہتے ہیں یہ بات بیٹے نے سکھائی۔ آگے اللہ نے نہیں فرمایا کہ کیا گذرا یعنی کہنے
میں نہیں آتا جو حال گذرا اس کے دل پر اور فرشتوں پر ف۵ یعنی ایسے مشکل حکم کر کر آزماتے ہیں پھر ان کو قائم رکھتے ہیں۔ تب درجے بلند دیتے ہیں۔ ف۶ یعنی بڑے درجے کا بہشت سے آیا۔ ایک دنبہ حضرت ابراہیم
نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری چلائی زور سے۔ اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا۔ حضرت جبرئیل نے بیٹے کو سرکا دیا۔ ایک دنبہ رکھ دیا۔ آنکھیں کھولیں تو ایک دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آنجا آتش بسیار جمع نمایند ۱۲ ف۲ یعنی بجائے کہ رضائے پروردگار ما باشد ۱۲۔

مالکم لاتنطقون تمہیں کیا ہے۔ تم بولتے کیوں نہیں۔ اور میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ [40] فراغ علیہم الخ اس کے بعد دونوں ہاتھوں کی پوری قوت سے کلہاڑے کے ساتھ ان پر چوٹیں لگانا اور انہیں توڑنا پھوڑنا شروع کردیا۔ الیمین قوت سے کنایہ ہے۔ بالیمین ای بالقوۃ علی ان الیمین مجاز عنہا روی انہ علیہ السلام کان یجمع یدیہ فی الالۃ التی یضرب بہا وھی الفأس فیضرب بہا بکمال قوتہ۔ (روح ج ۲۳ ص۱۲۳) [41] فاقبلوا الخ اس سے پہلے اندماج ہے۔ جب مشرکین عید منا کر واپس ٹھاکر دوارے میں آئے تو ٹھاکروں کو پاش پاش دیکھ کر آپس میں کہنے لگے یہ ناشائستہ حرکت کس نے کی ہے۔ انہی میں سے بعض نے شبہ ظاہر کیا کہ یہ کام ابراہیم ہی کا ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہ ان معبودوں کو ہمیشہ برائی سے یاد کرتا ہے؟ چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابراہیم! ہم تو ان ٹھاکروں کی پوجا پاٹ کرتے تھے تم نے یہ کیا حرکت کی کہ ان کو توڑ پھوڑ دیا۔ ثم قالوا باجمعھم نحن نعبدھا وانت تکسرھا (مدارک ج ۴ ص۱۹) [42] قال اتعبدون الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے، جن ٹھاکروں کو اپنے ہاتھوں سے تراش کر بناتے ہو۔ اور جن کی شکل وصورت تمہاری تراش خراش اور تمہارے اوزاروں کی محتاج ہے پھر انہی کی عبادت کرتے ہو۔ حالانکہ عبادت تو اپنے خالق کی کرنی چاہیئے۔ اور خالق سب کا (تمہارا اور تمہارے ٹھاکروں کا) اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے۔ ٹھاکروں کو تراشنے والے اگرچہ مشرکین ہیں، لیکن ان کے مادے کا خالق اللہ ہی ہے۔ اور ان کی اشکال واوضاع جو مشرکین کے فعل وقوت سے حاصل ہوئی ہیں۔ اس فعل و قوت کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے فان جوھرھا بخلقہ وشکلھا وان کان بفعلھم ولذلک جعل من اعمالھم فباقدارہ ایاھم علیہ وخلقہ ما یتوقف فعلھم من الدواعی والعدد (بیضاوی) [43] قالوا ابنوا لہ الخ جب مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو سے لاجواب ہوگئے تو انہوں نے انتقام لینے اور عوام پر اثر ڈالنے کے لئے انہیں آگ میں جلانے کا فیصلہ کیا۔ لما قھرھم بالحجۃ قصدوا تعذیبہ بذلک لئلا یظھر للعامۃ عجزھم (روح ج ۲۳ ص۱۲۶) چنانچہ انہوں نے ایک سو بیس گز (ذراع) مربع چار دیواری بنائی جس کی بلندی تیس گز تھی (مدارک) اور اسے ایندھن سے بھر کر آگ لگادی جب آگ سلگ کر خوب انگارے بن گئے۔ اور آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بھڑکتی آگ میں پھینکدیا۔ واراد وابہ کیدا الخ انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس تدبیر سے ہلاک کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ کو ان کے لئے سرد کرکے اور ان کو آگ سے صحیح سلامت بچا کر مشرکین کو اس مقصد میں ناکام، خائب وخاسر اور عوام کے سامنے ذلیل ورسوا کردیا۔ بلکہ یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سچائی پر ایک دلیلِ واضح اور برہانِ قاطع بن گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا اس وقت حسبِ ذیل کلمات ان کے وردِ زبان تھے۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل (قرطبی) اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود ایک مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ اور اس میں اللہ کو پکارا اور اس کی بارگاہ میں عاجزی کا اظہار کیا۔ اس لئے وہ کسی طرح شفیعِ غالب نہیں ہوسکتے۔ [44] وقال انی الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم کی طرف سے انتہائی ضد وعناد کا مشاہدہ کرلیا اور ان کے ایمان سے مایوس ہوگئے تو اللہ نے آپ کو ملک شام اور بیت المقدس کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔ اس ہجرت میں آپ کے ہمراہ صرف حضرت لوط اور حضرت بی بی سارہ تھے۔ الی ربی الی حیث امرنی (روح) [45] رب ھب لی الخ ملک شام میں پہنچنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی دعا کی۔ فبشرنٰہ الخ فرمایا ہم نے اسے ایک بلند حوصلہ فرزند کی خوشخبری دی۔ اس سے مراد حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام ہیں لیکن یہودی غلط بیانی اور تحریف سے کام لیتے ہوئے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح قرار دیتے ہیں۔ علماءِ اسلام میں بھی دونوں قول موجود ہیں لیکن راجح یہی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی ذبیح ہیں۔ کیونکہ ہجرت کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بشارت دی گئی۔ اور واقعہ ذبح ذکر کرنے کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت ہوئی تو اس سے معلوم ہوا حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہی اس واقعہ کے بعد ہوئی۔ والاظھر ان المخاطب اسمٰعیل علیہ السلام لانہ الذی وھب لہ اثر الھجرۃ ولان البشارۃ باسحاق بعد معطوفۃ علی البشارۃ بھذا الغلام (بیضاوی) [46] فلما بلغ الخ جب بیٹا ذرا بڑا ہو کر کاموں میں والد گرامی کا ہاتھ بٹانے لگا۔ اور سات آٹھ برس کا ہوگیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کررہے ہیں۔ متواتر تین دن انھوں نے یہ خواب دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ چنانچہ بیٹے سے فرمایا بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے، کہ میں تجھے ذبح کررہا ہوں۔ بتاؤ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ بیٹا فوراً سمجھ گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے مجھے ذبح کرنے کا حکم ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی کا حکم رکھتے ہیں۔ [47] قال یا بت الخ چنانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جواب میں عرض کیا: ابا جان! اللہ نے آپ کو جو حکم دیا ہے آپ اس کی تعمیل فرمائیں۔ میری طرف سے کسی پس وپیش یا جزع فزع کا اظہار نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے۔ فلما اسلما الخ جب دونوں باپ بیٹا اللہ کے حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوگئے اور حلیم باپ نے اپنے حلیم فرزند کو ذبح کرنے کی غرض سے پہلو کے بل زمین پر لٹا دیا تو اللہ کی طرف سے آواز آئی یا ابراھیم الخ اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ ہمارا مقصد اسمٰعیل کی جان لینا نہیں بلکہ تیرے جذبۂ اطاعت وتسلیم کا امتحان مقصود ہے جسے تو نے اپنے عمل سے ثابت کردیا ہے۔ ای حصل المقصود من تلک الرؤیا حیث ظھر منہ کمال الطاعۃ والانقیاد لامر اللہ تعالیٰ۔ وکذلک الولد (خازن ج ۶ ص۲۹) یہ نداحلق پر چھری چلانے سے پہلے ہی آئی۔ اخرج الامام احمد عن ابن عباس انہ علیہ السلام لما اخذ الشفرۃ واراد ان یذبحہ نودی من خلفہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا (روح ج ۲۳ ص۱۳۰) ذبح کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزندِ ارجمند کو پہلو کے بل لٹایا جس طرح عام طور پر جانور کو ذبح کرتے وقت لٹایا جاتا ہے۔ اس طرح لٹانے سے چونکہ جبین بھی زمین پر گرجاتی ہے۔ اس لئے تلہ للجبین فرمایا۔ یعنی اس کو جبین کے بل پچھاڑ دیا۔ صرعہ علی شقہ فوقع جبینہ علی الارض (روح) جبین پیشانی کے اس حصے کو کہا جاتا ہے جو دائیں اور بائیں جانبوں میں واقع ہے۔ اور سامنے والے حصہ کو جبھہ کہا جاتا ہے۔ صرعہ علی شقہ فوقع جبینہ علی الارض وھو احد جانبی الجبھۃ (بیضاوی) تلہ للجبین۔ صرعہ علیہ ولکل انسان جبینان بینھما الجبھۃ (جلالین)۔

واقعہ ذبح کے سلسلہ میں بہت سی تفصیلات ذکر کی جاتی ہیں جو روایت ودرایت کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔ مثلاً حضرت اسماعیل علیہ السلام کا والد گرامی سے کہنا کہ آپ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں۔ اور میرے ہاتھ پیر بھی رسی سے باندھ دیں اور مجھے پیشانی کے بل لٹا کر گردن کی طرف سے ذبح کریں۔ اسی طرح چھری کا بار بار تیز کرنا اور

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ

اور خوشخبری دی ۵۰ ہم نے اس کو اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں ف۱ اور برکت دی ہم نے اس پر

وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ

اور اسحٰق پر اور دونوں کی اولاد میں نیکی والے ہیں اور بدکار بھی ہیں اپنے حق میں

مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰي مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا

صریح ف۲ اور ہم نے احسان کیا ۵۱ موسٰی اور ہارون پر اور بچا دیا ہم نے ۵۲ ان کو

وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا

اور ان کی قوم کو اس بڑی گھبراہٹ سے اور ان کی ہم نے مدد کی تو رہے

هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ

وہی غالب اور ہم نے دی ان کو کتاب واضح اور

هَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي

سجھائی ان کو سیدھی راہ اور باقی رکھا ان پر

الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰي مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے موسٰی اور ہارون پر ہم یوں دیتے

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ

ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو تحقیق وہ دونوں ہیں ہمارے ایمان دار بندوں میں

اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا

اور تحقیق الیاس ہے رسولوں میں ف۳ جب اس نے کہا اپنی قوم کو کیا

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

تم کو ڈر نہیں کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو

اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ

جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ۵۳ پھر اس کو جھٹلایا ۵۴ سو وہ

ع ۳ / ۷

۵۱ یہ تیسرا اور چوتھا قصہ ہے

۵۲ یعنی الیاس کا قصہ ۱۲ نفع نہ ماعت تفسیری

بار بار حلق پر چلانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تفصیلات صحیح روایتوں سے ثابت نہیں ہیں۔ انا کذلک نجزی المحسنین ہم اپنے مخلص و فرمانبردار بندوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں۔ اور اس طرح ان کو شدائد و بلیات سے نجات دیتے ہیں۔ ای نجزیھم بالخلاص من الشدائد فی الدنیا والاخرۃ (قرطبی ج ۱۵ ص۱۰۶) ۴۸ ان ھذا الخ یہ ایک ایسا ابتلار و امتحان تھا کہ اس سے مخلص و غیر مخلص کا واضح طور سے امتیاز ہو سکتا تھا۔ جیساکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اخلاص و انقیاد ظاہر ہوا۔ وفدینٰہ الخ اسمٰعیل (علیہ السلام) کی جگہ ہم نے ایک عظیم الشان جانور بطور فدیہ دے دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ ندا سنی یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا تو سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو جبریل علیہ السلام مینڈھا لیکر آرہے تھے۔ بیٹے کی جگہ اس کی قربانی دی۔ روی انه لما سمع ابراھیم النداء نظر الی السماء فاذا ھو بجبریل ومعه کبش املح اقرن وقال ھذا فداء لابنك فاذبحه دونه (مظہری ج ۸ ص۱۳۲) ۴۹ وترکنا علیه الخ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ ۵۰ وبشرنٰه الخ سیاق و سباقِ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہجرت کر کے شام میں سکونت پذیر ہوئے تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی دعا کی۔ اس دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ایک غلام حلیم کی ولادت کی خوشخبری دی۔ جب یہ غلام حلیم بڑا ہوا تو اس کو ذبح کرنے کا حکم آگیا۔ پھر جب واقعۂ ذبح گذر گیا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوسرے فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری دی۔ قرآن کا یہ سیاق واضح دلیل ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہی اس واقعہ کے بعد ہوئی۔ بٰرکنا علیه الخ ابراہیم و اسحاق پر ہم نے دین و دنیا کی برکتیں نازل کیں۔ ان کی نسل کو دنیا میں پھیلایا۔ انکی اولاد میں انبیاء اور سلاطین پیدا کئے۔ ومن ذریتھما الخ۔ لیکن ان کی ساری نسل ان کے دین پر قائم نہ رہی۔ کچھ تو ان کے مسلک ایمان و احسان پر رہے۔ اور کچھ ظلم و اسراف کی راہ پر گامزن ہوئے۔ بہرحال خلاف کی بے راہ روی سے اسلاف پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ اور نہ نسب کو ہدایت و ضلالت میں کوئی دخل ہے۔ وفی ذلك تنبیه علی ان النسب لا اثر له فی الھدی والضلال وان الظلم فی اعقابھما لا یضرھما (مظہری ج ۸ ص۱۳۳) ۵۱ ولقد مننا الخ یہ تیسرا اور چوتھا قصہ ہے حضرت موسٰی و ہارون علیہما السلام کی قوم کو فرعون نے غلام بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی قوم کو فرعون کی غلامی سے نجات دی۔ اور پھر فرعون کے لشکر سے دریا میں معجزانہ راستے بنا کر ان کو بچایا۔ وہ تو خود مصائب میں خداوند تعالیٰ کے محتاج ہیں اس لئے شفیع غالب کس طرح ہو سکتے ہیں۔ مَنَنَّا میں احسان سے دینی اور دنیوی احسانات مراد ہیں انعمنا علیھما بالنبوۃ وغیرھا من المنافع الدینیة والدنیویة (روح ج ۲۳ ص۱۳۵) ۵۲ ونجینٰھما الخ یہ

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوا کہ وہ پہلے خوشخبری اسمٰعیلؑ کی اور سارا قصہ ذبح کا انھیں پر تھا۔ یہود کہتے ہیں ذبح کیا اسحٰق کو لیکن خلاف ہے۔ اسحاق کی خوشخبری کے ساتھ خبر تھی یعقوب کی بھی۔ سورۂ ہود میں ہو چکا۔ اور خبر ہے نبی ہونے کی۔ یہ سنکر حضرت ابراہیم پوچھتے کہ ابھی دونوں باتیں ظہور میں نہیں آئیں۔ ذبح کیونکر ہوگا۔ ف۲ یہ دونوں کہا دونوں بیٹوں کو۔ دونوں سے بہت اولاد پھیلی۔ اسحاق کی اولاد میں نبی گذرے بنی اسرائیل کے اور اسمٰعیل کی اولاد میں عرب جن میں ہمارے پیغمبرؐ ہوئے۔ ف۳ حضرت الیاس اولاد میں حضرت ہارون کے ہیں شہر بعلبک کی طرف ان کو اللہ نے بھیجا۔ وہ پوجتے تھے بت۔ اس کا نام بعل تھا۔ ۱۲

اوراس کا مابعد عطفِ خاص علی العام کے قبیل سے ہے کیونکہ ان آیتوں میں خاص انعامات کا ذکر ہے۔ یہ ایک دنیوی انعام تھا کہ اللہ نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام اوران کی قوم کو فرعون
اوراس کی قوم کے مظالم سے نجات دی۔ ونصرنٰھم الخ یہ بھی اللہ کا ایک انعام ہے ہم نے ان کی مدد کی اور قومِ فرعون پران کو غلبہ عطا فرمایا۔ و اٰتینٰھما الکتاب المستبین
الخ یہ دینی انعامات کا ذکر ہے۔ ہم نے ان کو ایک واضح اور مفصل کتاب (تورات) عطا فرمائی۔ اور اس کتاب کے ذریعے سے صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کی۔ وترکنا علیہما الخ تا۔
من عبادنا المومنین۔ اس کی تفسیر گذر چکی۔ ۵۳ وان الیاس الخ یہ پانچواں قصہ ہے جو نفیٔ شفاعتِ قہری پر دلالت کرتا ہے۔ قوم نے حضرت الیاس علیہ السلام کی تبلیغ
توحید سے چڑ کر انھیں شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ
نے ان کو کفار کے ہاتھوں قتل اور رسوائی سے بچالیا۔ اس
لئے وہ شفیعِ غالب نہیں ہوسکتے۔ اتدعون بعلا الخ بعل
قومِ الیاس ع کے معبود کا نام ہے جس کا انہوں نے بت بنا
رکھا تھا اور اس کی عبادت کرتے اور اس سے حاجات مانگتے
تھے۔ ھو علم لصنم لھم قالہ الضحاک والحسن
وابن زید (بحر ج ۷ ص ۳۷۳) اتعبدونہ وتطلبون
الخیر (ابوالسعود ج ۷ ص ۱۶۱) یہ بت سونے کا تھا جس کی
لمبائی چوبیس گز تھی۔ چارسو خدام اس پر مقرر تھے شیطان
اس بت کے اندر داخل ہوکر باتیں کرتا اور گمراہی کی تعلیم
دیتا تھا اور اس کے مجاور اس گمراہی کی لوگوں کو تعلیم دیتے۔
فکان الشیطٰن یدخل فی جوف بعل ویتکلم
بشریعۃ الضلالۃ والسدنۃ یحفظونھا ویعلمونھا
الناس (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۱۶) حضرت الیاس علیہ السلام ان
کو اس کی عبادت اور پکار سے روکتے اور فرماتے: کچھ عقل و
ہوش سے کام لو یہ کیا بے عقلی ہے کہ بے بس اور عاجز بعل کو
پکارتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے اور تمہارا اور
تمہارے باپ دادوں کا رب اور منعم ہے اس کی عبادت اور
پکار سے اعراض کرتے ہو۔ ۵۴ فکذبوہ الخ لیکن مشرکین
نے حضرت الیاس علیہ السلام کو جھٹلایا اوران کے قتل پر آمادہ
ہوگئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل سے بچالیا۔ اور جھٹلانے
والے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ الا عباد اللہ المخلصین
یہ کذبوہ کی ضمیر فاعل سے استثناء متصل ہے۔ یعنی ان کی
قوم کے مخلصین نے ان کو نہیں جھٹلایا۔ یا یہ محضرون سے
استثناء منقطع ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ قومِ الیاس علیہ السلام
جنہوں نے ان کو جھٹلایا، عذابِ جہنم میں حاضر کی جائے گی لیکن
جو اللہ کے مخلص اور برگزیدہ بندے ہوتے ہیں وہ عذاب سے
محفوظ رہتے ہیں۔ ۵۵ وان لوطا الخ یہ نفیٔ شفاعتِ قہری
پر چھٹا واقعہ ہے۔ لوط علیہ السلام اوران کے متبعین کو ہم نے

لَمُحْضَرُوْنَ (١٢٧) اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ (١٢٨) وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ
آنے والے ہیں پکڑے ہوئے ۔ مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے اور باقی رکھا ہم نے اس پر
فِى الْاٰخِرِيْنَ (١٢٩) سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ (١٣٠) اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى
پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے الیاس پر ف ہم یوں دیتے ہیں بدلہ
الْمُحْسِنِيْنَ (١٣١) اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ (١٣٢) وَاِنَّ
نیکی کرنے والوں کو وہ ہے ہمارے ایمان دار بندوں میں اور تحقیق
لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (١٣٣) اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ (١٣٤)
لوط ہے رسولوں میں سے ۵۵ جب بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے سارے گھر والوں کو
اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ (١٣٥) ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ (١٣٦) وَ
مگر ایک بڑھیا کہ رہ گئی رہ جانے والوں میں پھر جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہم نے دوسروں کو اور
اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ (١٣٧) وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا
تم گزرتے ہو ان پر صبح کے وقت اور رات کو بھی پھر کیا نہیں
تَعْقِلُوْنَ (١٣٨) وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (١٣٩) اِذْ اَبَقَ
سمجھتے ف۲ اور تحقیق یونس ہے رسولوں میں سے ۵۶ جب بھاگ کر
اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ (١٤٠) فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ (١٤١)
پہنچا اس بھری کشتی پر پھر قرعہ ڈلوایا تو نکلا خطا وار
فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ (١٤٢) فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ
پھر لقمہ کیا اس کو مچھلی نے اور وہ الزام کھایا ہوا تھا پھر اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ ۵۷
الْمُسَبِّحِيْنَ (١٤٣) لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (١٤٤) النصف
یاد کرتا تھا پاک ذات کو تو رہتا اسی کے پیٹ میں جس دن تک کہ مُردے زندہ ہوں
فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَاۗءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ (١٤٥) وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ
پھر ڈال دیا ہم نے اس کو چٹیل میدان میں ۵۸ اور وہ بیمار تھا اور اگایا ہم نے اس پر

چھٹا قصہ ۱۲
ساتواں قصہ ۱۲
ع ۵ / ۸
النصف

عذاب سے بچالیا۔ البتہ ان کی بیوی کو معذبین میں شامل کردیا۔ اور اس بدکردار قوم کا تختہ الٹ کر اسے نیست و نابود کردیا۔ لوط علیہ السلام کو عذاب سے ہم نے بچایا اور وہ عذاب سے نجات میں
ہمارے محتاج تھے۔ اس لئے وہ شفیعِ غالب نہیں ہوسکتے۔ وانکم لتمرون الخ یہ مشرکینِ عرب سے خطاب ہے کہ تم صبح و شام قومِ لوط کی تباہ شدہ بستی سے گذرتے ہو لیکن پھر بھی تمہیں عبرت نہیں

موضح قرآن ف۱ الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں۔ جیسے طور سینا اور طور سینین۔ اور آلِ یاسین بھی پڑھا ہے تو کہا یاسین ان کے باپ کا نام ہے ف۲ قومِ لوط کی بستیاں الٹی ہوئی
نظر آتی تھیں شام کی راہ میں۔ ف۳ کشتی دریا میں چکر کھانے لگی لوگوں نے کہا اس میں کوئی غلام ہے مالک سے بھاگا ہوا۔ ہر ایک کے نام پر قرعہ ڈالا۔ ان کا نام نکلا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در دوزخ ۱۲

ہوتی اور تم سمجھتے نہیں ہو کہ بدکردار اور سرکش قوموں کا انجام یہی ہوا کرتا ہے۔ ۵۶ وان یونس الخ یہ نفی شفاعت قہری کے لئے ساتواں قصہ ہے۔ یونس علیہ السلام کو مچھلی نے ہمارے حکم سے نگل لیا۔ یہ ایک تنبیہ تھا۔ انھوں نے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کو اس مصیبت سے نجات دی۔ اس لئے جو خود اس قدر محتاج و عاجز ہو وہ کسی طرح شفیع غالب نہیں ہو سکتا۔ اذ ابق الخ حضرت یونس علیہ السلام نے جب قوم پر تبلیغ حق سے حجت قائم کر دی۔ اور قوم تکذیب و انکار پر اڑی رہی تو انہوں نے اللہ کے حکم سے اعلان فرما دیا کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو تین دن تک تم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ حضرت یونس علیہ السلام قوم کے ایمان سے مایوس تھے اور تیسرے دن نزول عذاب کا بھی انھیں یقین تھا۔ اس لئے تیسرے دن اللہ کی طرف

شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿١٤٦﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ

ایک درخت بیل والا اور بھیجا اسکو ۵۹ لاکھ آدمیوں پر یا

يَزِيْدُوْنَ ﴿١٤٧﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١٤٨﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ

اس سے زیادہ پھر وہ یقین لائے پھر ہم نے فائدہ اٹھانے دیا ان کو ایک وقت تک اب ان سے

اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿١٤٩﴾ اَمْ خَلَقْنَا

پوچھ ۶۰ کیا تیرے رب کے یہاں بیٹیاں ہیں اور ان کے یہاں بیٹے یا ہم نے بنایا ۶۱

الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿١٥٠﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ

فرشتوں کو عورت اور وہ دیکھتے تھے سنتا ہے وہ اپنا

اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿١٥١﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٥٢﴾

جھوٹ بنایا کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہوئی اور وہ بے شک جھوٹے ہیں

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿١٥٣﴾ مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ

کیا اس نے پسند کیں بیٹیاں بمقابلہ بیٹوں سے کیا ہوگیا ہے تم کو کیسا

تَحْكُمُوْنَ ﴿١٥٤﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٥٥﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ

انصاف کرتے ہو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو یا تمہارے پاس کوئی سند ہے

مُّبِيْنٌ ﴿١٥٦﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٥٧﴾ وَ

کھلی تو لاؤ اپنی کتاب اگر ہو تم سچے اور

جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ

ٹھہرایا ہے انہوں نے ۶۲ خدا میں اور جنوں میں ناتا اور جنوں کو تو معلوم ہے ۶۳ کہ

اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٥٩﴾

تحقیق وہ پکڑے ہوئے آئیں گے ف۱ اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٦٠﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿١٦١﴾

مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے ف۲ سو تم اور جن کو تم پوجتے ہو ۶۴

ف۱ اعادہ زجر فاستفتهم اهم اشد خلقا الخ برائے تنویر و اعادہ حال ملائکہ و جنات بطریق لف و نشر مرتب

ف۲ اعادہ و حال جنات

سے اجازت کے بغیر ہی بستی سے نکل کھڑے ہوئے انھیں یقین تھا کہ یہ قوم آج عذاب سے ہلاک ہو جائے گی لیکن قوم نے جب عذاب کے آثار دیکھے تو گڑگڑا کر توبہ کی اور ایمان لے آئے۔ تو اللہ نے ان سے عذاب ہٹا لیا۔ ادھر یونس علیہ السلام دوران سفر میں دریا عبور کرنے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے کشتی ایک جگہ پہنچ کر رک گئی۔ ملاح نے کہا، مسافروں میں کوئی ایسا غلام ہے جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلا ہے۔ فساهم فكان من المدحضين۔ چنانچہ تمام مسافروں میں قرعہ اندازی کی گئی تو تین بار حضرت یونس علیہ السلام کے نام کا قرعہ نکلا۔ اس پر انھوں نے خود ہی دریا میں چھلانگ لگا دی۔ تو اللہ کے حکم سے ایک بہت بڑی مچھلی نمودار ہوئی جس نے پانی میں گرنے سے پہلے ہی ان کو نگل لیا۔ اخرجه احمد و غیرہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ (روح ج ۲۳ ص ۱۴۲) وهو مليم۔ اب حضرت یونس علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ یہ بلا اذن قوم کو چھوڑ آنے پر عتاب ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ هو مليم نفسه (ابو السعود، روح) ۵۷ فلولا انه الخ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں اللہ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مصروف ہو گئے۔ اور اپنی لغزش کا اعتراف کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائی۔ جیسا کہ سورۂ انبیاء (ع ۶) میں ہے۔ فنادى فى الظلمت ان لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين۔ اگر یونس علیہ السلام اللہ کو نہ پکارتے اور اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف نہ ہوتے تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے۔ ۵۸ فنبذناه الخ ہم نے اس کو ایک میدان میں ڈال دیا جہاں کوئی سایہ دار درخت نہ تھا۔ اس وقت وہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے نحیف اور مضمحل تھے تو ہم نے اس پر ایک بیلدار درخت پیدا کر دیا جس میں وہ اپنے بدن کو لپیٹ کر مکھیوں سے محفوظ رہیں۔ یقطین ہر اس درخت کو کہتے ہیں جو بے ساق اور بیلدار ہو۔ كل شجرة لا تقوم على ساق كالدباء والبطيخ والحنظل ونحو ذلك فهى عند العرب يقطين (ابن جرير) بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس سے مراد لوکی ہے۔ الجمهور على ان القرع وفائدته ان الذباب لا يجتمع عنده (مدارك) ۵۹ وارسلنه الخ حضرت یونس علیہ السلام کو جس قوم کی طرف مبعوث کیا گیا تھا اس کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ او بمعنی بل ہے۔ قال الفراء او بمعنى بل (قرطبی۔ مدارک) فامنوا الخ قوم یونس علیہ السلام نے آثار عذاب دیکھ کر توبہ کر لی تھی۔ اور وہ حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔ اس لئے اللہ نے ان کو عذاب سے بچا لیا۔ اور حین حیات میں انھیں دنیوی منافع سے متمتع ہونے کا موقع دیا۔ ۶۰ فاستفتهم الخ یہ فاستفتهم اهم اشد خلقا والے زجر کا اعادہ ہے برائے تنویر اور ابتدائے سورت سے متعلق ہے۔ یہاں سے لے کر الا من هو صال الجحيم تک فرشتوں اور جنوں کے حال کا اعادہ ہے بطور لف و نشر مرتب۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی برائے حساب و عذاب ۱۲ ف۲ یعنی بیان مخلصان موافق واقعہ است ۱۲

مشرکین فرشتوں کو تو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اور ان کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے لیکن اپنے لئے بیٹے پسند کرتے تھے۔ یہاں بطور زجر اس دعویٰ باطلہ پر ان سے دلیل طلب کی گئی۔ یہ دعویٰ چونکہ خلاف عقل اور سراسر باطل ہے اس لئے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی جا سکتی۔ فاستخبر ھؤلاء الکفرۃ عن وجہ کون البنات وھن اوضع الجنسین له تعالیٰ بزعمھم والبنین الذین ھم ارفعھما لھم فانھم لا یستطیعون ان یثبتوا له وجھا لانه فی غایة البطلان لا یقوله من له ادنیٰ شیٔ من العقل (روح ج ۲۳ ص ۱۴۹) ۶۱ ام خلقنا الخ کیا فرشتوں کو ہم نے ان کے سامنے مؤنث پیدا کیا ہے کہ وہ ان کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں؟ الا انھم الخ اصل بات یہ ہے کہ اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ وہ محض جھوٹ بولتے ہیں۔ اور اللہ کی طرف ولد کی نسبت کر کے اس کی ذاتِ پاک پر محض افترا کرتے ہیں۔ اور وہ اس دعوے میں سراسر جھوٹے ہیں اصطفی البنات الخ کیا اللہ نے اپنے لئے بیٹوں کے بجائے بیٹیوں کو منتخب کیا ہے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیسا بیہودہ حکم لگا رہے ہو؟ کیا تم سوچ سے ذرا کام نہیں لیتے؟ ام لکم سلطن الخ یا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل بھی موجود ہے۔ تو لاؤ اگر تم سچے ہو تو وہ دلیل ہی پیش کرو۔ ۶۲ وجعلوا الخ یہ جنوں کے حال کا اعادہ ہے بعض مشرکین نے اللہ تعالیٰ اور جنات کے درمیان بھی (عیاذاً باللہ) رشتہ قائم کر رکھا تھا ان کے خیال میں فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اور ان کی مائیں شاہانِ جنات کی شہزادیاں ہیں۔ قال مجاھد و السدی ومقاتل ایضا القائل بذلك کنانة وخزاعة قالوا ان اللہ خطب الی سادات الجن فزوجوہ من سروات بناتھم فالملائکة بنات اللہ من سروات بنات الجن (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۳۵) یا نسب سے مراد مناسبت ہے یعنی انہوں نے شیاطین کو اللہ کی عبادت میں شریک کر لیا۔ اور ان کو شفیعِ غالب سمجھنے لگے۔ او ارید جعلوا بینه سبحانه وبینھم مناسبة حیث اشرکوھم به تعالیٰ فی استحقاق العبادة (روح ج ۲۳ ص ۱۵۱) ۶۳ ولقد علمت الخ حالانکہ شیاطین کو یقین ہے کہ وہ سب جہنم کا ایندھن ہیں تو بتائیے پھر ان شیاطین کا اللہ تعالیٰ سے کیا رشتہ ہو سکتا ہے اور وہ کس طرح شفیعِ غالب ہو سکتے ہیں سبحٰن اللہ عما یصفون مشرکین جو کچھ کہتے ہیں یعنی فرشتوں اور جنوں کا خدا سے نسبی تعلق ہونا اور فرشتوں اور جنوں کا خدا کے یہاں شفیعِ غالب ہونا اللہ تعالیٰ ان افتراءات سے پاک ہے۔ لہٰذا اللہ کو پکارنے میں ان شرکیوں سے پاک سمجھو۔ الا عباد اللہ المخلصین۔ یہ محضرون سے استثناءِ منقطع ہے۔ کما مر تفسیرہ فی (رکوع ۵) ۶۴ فانکم الخ خطاب مشرکین سے ہے۔ اے مشرکین! تم اور تمہارے معبود از جنسِ جنات و شیاطین اپنے مکر و فریب سے اللہ کے مقابلے میں کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے۔ البتہ جس کا علم الٰہی میں جہنمی ہونا مقدر ہو چکا ہے وہی تمہارے دام فریب میں آئے گا۔ لعلمه تعالیٰ بانه یصبر علی الکفر بسوء اختیارہ ویصیر من اھل النار لا محالة (ابو السعود ج ۷ ص ۱۶۷) ۶۵ وما منا الخ یہاں سے لنحن المسبحون

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ (١٦٢) اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ

کسی کو اس کے ہاتھ سے بہکا کر نہیں لے سکتے مگر اسی کو جو پہنچنے والا ہے

الْجَحِيْمِ (١٦٣) وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (١٦٤) وَّ

دوزخ میں ف۱ اور ہم میں جو ہے ۶۵ اس کا ایک ٹھکانا ہے مقرر ف۲ اور

اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ (١٦٥) وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ (١٦٦)

ہم ہیں صف باندھنے والے ف۳ اور ہم ہی ہیں پاکی بیان کرنے والے ۶۶

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ (١٦٧) لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ

اور یہ تو کہا کرتے تھے ۶۷ اگر ہمارے پاس ہوتا کچھ احوال ہوتا

الْاَوَّلِيْنَ (١٦٨) لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ (١٦٩) فَكَفَرُوْا

پہلے لوگوں کا تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے ہوئے ف۴ سو اس سے منکر

بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (١٧٠) وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا

ہو گئے اب آگے جان لیں گے اور پہلے ہو چکا ۶۸ ہمارا حکم

لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ (١٧١) اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ (١٧٢)

اپنے بندوں کے حق میں جو کہ رسول ہیں بے شک انہی کو مدد دی جاتی ہے

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (١٧٣) فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى

اور ہمارا لشکر جو ہے بے شک وہی غالب ہے سو تو ان سے پھر آ ایک

حِيْنٍ (١٧٤) وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ (١٧٥) اَفَبِعَذَابِنَا

وقت تک اور ان کو دیکھتا رہ کہ وہ آگے دیکھ لیں گے کیا ہماری آفت کو

يَسْتَعْجِلُوْنَ (١٧٦) فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ

جلد مانگتے ہیں ۶۹ پھر جب اترے گی ان کے میدان میں تو بری صبح ہوگی

الْمُنْذَرِيْنَ (١٧٧) وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ (١٧٨) وَّاَبْصِرْ

ڈرائے ہوؤں کی ف۵ پھر آ ان سے ایک وقت تک اور دیکھتا رہ

منزل ۶

۱۵ اعادہ حال
۱۶ تکرار دوسری بار ۱۳
۱۷ شکوی مع تخویف ۳
۱۸ بشارت دنیوی ۲
۱۹ زجر مع تخویف دنیوی و تسلیہ ۲

موضح قرآن ف۱ یعنی تم انسان اور تمہارے شیطان بے مرضی اللہ کے گمراہ نہیں کر سکتے۔ گمراہ وہی ہوگا جس کو اس نے دوزخی لکھ دیا ۱۲ منہ ف۲ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی زبان سے فرمایا جیسے دعائیں فرمائی ہیں آدمیوں کی زبان سے۔ ٹھکانا مقرر یعنی اپنی حد ہے اس سے آگے بڑھنا نہیں۔ یہ اس پر فرمایا کہ کافر کہتے فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جنوں کی بیٹیوں سے پیدا ہوئیں۔ سو جنوں کو اپنا حال معلوم ہے اور فرشتے یوں کہتے ہیں ۱۲ منہ ف۳ یعنی اپنی اپنی حد پر ہر کوئی کھڑا رہتا ہے ۱۲ منہ ف۴ یہاں تک ہو چکا فرشتوں کا کلام ۱۲ منہ ف۵ عرب لوگ بنیاء کا نام سنتے تھے ان کے علم سے خبردار نہ تھے تو یہ کہتے تھے۔ اب جو اپنے اندر نبی پیدا ہوا تو پھر گئے ۱۲ منہ ف۶ یہ ہوا فتح مکہ کے دن۔ ۱۲ منہ رح

تک فرشتوں کے حال کا دوسری بار اعادہ ہے۔ فرشتے خود اپنی عبودیت کا اعتراف کر رہے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا اللہ کی بارگاہ میں ایک معین مقام ہے جس سے وہ ذرا آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ ہم سب اللہ کے سامنے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں اس کی عبادت میں مصروف یا اس کے احکام کے منتظر۔ اور ہم اللہ کی تنزیہہ و تقدیس کرتے اور مشرکین کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی برتری اور اس کی تنزیہہ کا اعلان کرتے ہیں۔ فرشتے خود اعلان کر رہے ہیں کہ وہ نہ معبود ہیں، نہ خدا کی بیٹیاں اور نہ اس کی بارگاہ میں شفیع غالب والمراد انهم یخبرون انهم یعبدون الله بالتسبیح والصلوٰة ولیسو معبودین ولا بنات الله (قرطبی ج ۵ اص ۱۳۵) ؎۶۶ وان کانوا الخ یہ شکویٰ مع تخویف دنیوی ہے۔ نزولِ قرآن سے

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا

اب آگے دیکھ لیں گے پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ پروردگار عزت والا پاک

يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر اور سب خوبی ہے اللہ کو جو

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ ۵ ع ۹

رب ہے سارے جہان کا ؎۶۹

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

؎ سورہ ص مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِى الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ

قسم ہے اس قرآن سمجھانے والے کی ؎ بلکہ جو لوگ منکر ہیں

عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ

غرور میں ہیں اور مقابلہ میں بہت غارت کردیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں ؎

فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

پھر لگے پکارنے اور وقت نہ رہا تھا خلاصی کا ؎ اور تعجب کرنے لگے اس بات پر کہ آیا

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۫ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾

ان کے پاس ایک ڈر سنانے والا انہی میں سے اور کہنے لگے منکر یہ ؎ جادوگر ہے جھوٹا

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ

کیا اس نے کر دی اتنوں کی بندگی کے بدلے ایک ہی کی بندگی ؎ یہ بھی ہے ایک بڑے

عُجَابٌ ﴿۵﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ

تعجب کی بات اور چل کھڑے ہوئے کئی پنچ ان میں سے ؎ کہ چلو اور

۱۔ سورت کا خلاصہ ۱۲

۲۔ صفات کارسازی ۱۲

۳۔ تمہید مع ترغیب ۱۲

۴۔ تخویف دنیوی ۱۲

۵۔ شکوی ۱۲

پہلے مشرکین قریش کہا کرتے تھے کہ جس طرح پہلے لوگوں (یہود و نصاریٰ) پر کتابیں اتریں۔ اگر اس طرح کی کوئی کتاب ہم پر نازل ہوتی تو ہم اللہ کے برگزیدہ بندے ہوتے۔ اور خالص اس کی عبادت کرتے۔ جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس آخری کتاب (قرآن) آگئی تو فوراً اس کا انکار کر دیا۔ اس کفر و انکار کا انجام عنقریب ہی دیکھ لیں گے۔ ؎۶۷ ولقد سبقت الخ یہ بشارتِ دنیوی ہے۔ ہمارا فیصلہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں صادر ہو چکا ہے کہ آخر الامر وہ اور ان کے متبعین غالب و منصور اور ان کے دشمن مغلوب و مقہور رہوں گے۔ فتول عنہم الخ یہ مشرکین پر زجر اور تخویفِ دنیوی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ کچھ دیر تک آپ ان سے تعرض نہ فرمائیں اور دیکھیں ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اس وقت وہ خود بھی اپنا انجام دیکھ لیں گے حین سے جنگِ بدر تک کا وقفہ اور انجام سے جنگِ بدر میں ان کا قتل اور قید ہونا مراد ہے۔ الی حین۔ المراد الی یوم بدر (کبیر) فسوف یبصرونها وما یحل بهم من العذاب والاسر و القتل (بحر ج ۷ ص ۳۸۰) ؎۶۸ افبعذ ابنا الخ یہ کیسے نادان ہیں کہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں۔ حالانکہ جس دن ہمارا عذاب ان پر آنازل ہوگا وہ دن ان کے لئے بہت برا دن ہوگا۔ وتول عنهم الخ اچھا آپ فی الحال ان سے تعرض نہ فرمائیں اور انتظار فرمائیں کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ وہ خود بھی اپنا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ ؎۶۹ سبحٰن ربك الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جو آپ کا مربی ہے۔ اور جس کے ہاتھ میں عزت و غلبہ ہے مشرکین کے شرک و افتراء سے پاک ہے۔ وسلام علی المرسلین انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نہایت برگزیدہ اور عاجز بندے ہیں۔ وہ خدائی اختیارات میں اس کے بالکل شریک نہیں۔ بلکہ مصائب و بلیات میں وہی ان کو نجات اور سلامتی عطا فرماتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ صفاتِ کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جو ساری کائنات کا رب ہے۔ ان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیعِ غالب ہے۔ لہٰذا ہر قسم کی عبادت اسی کی بجا لاؤ۔ اور مصائب و مشکلات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

موضح قرآن ف شاید پہلا وعدہ دنیا کے عذاب کا اور پچھلا آخرت کا۔ ۱۲ منہ رح

سُورۂ صٰٓفّٰت میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱- وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ــــ تا ــــ وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ٥ (ع ۱) نفی شفاعتِ قہری از ملائکہ

۲- وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ٥ ــــ تا ــــ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ٥ (ع ۱) نفی شفاعت از شیاطین

۳- اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ــــ تا ــــ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ٥ (ع ۱) نفی شفاعت از رہنمایانِ سوء وذکر انجام بد تابعان ومتبوعان

۴- سات پیغمبروں کے قصے برائے نفیٔ شفاعتِ قہری۔

۵- سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ــــ تا ــــ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ (ع ۵) نفی شرک ہمہ اقسام

(بحمداللہ تعالیٰ آج بتاریخ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ، مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۶۹ء، بروز اتوار صبح ۱۱ بجے مسجد پرانا قلعہ، راولپنڈی میں سورۃ الصافّات کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الرّسل وخاتم النّبیین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وعلیٰ سائر عباد اللہ الصّالحین۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سورۂ ص

ربط سورۂ صافات میں بتایا گیا کہ جن کو مشرکین کارساز اور خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے ہیں وہ تو خود عاجز ہیں اور اپنے عجز کا خدا کے سامنے اظہار کر رہے ہیں اور حاجات میں خدا کو پکار رہے ہیں، بھلا وہ خود کس طرح کارساز اور شفیع غالب ہو سکتے ہیں۔ اب سورۂ ص میں بطور ترقی مذکور ہوگا کہ مشرکین جن بندگانِ خدا کو شفیعِ غالب سمجھتے ہیں وہ اپنی عاجزی اور بیچارگی ظاہر کرنے کے علاوہ خود بعض جسمانی تکلیفوں اور آزمائشوں میں مبتلا ہیں، اس لئے وہ کسی طرح بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، تخویف، زجر، شکوٰی۔ دعوٰی پر پانچ نقلی دلیلیں۔ ایک عقلی دلیل اور ایک دلیل وحی۔ آخر میں فرشتوں اور جنات کے عجز کا بیان۔

تفصیلی خلاصہ

صٓ وَالْقُرْاٰنِ۔ تا۔ فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ تمہید مع ترغیب۔ یہ قرآن سراپا نصیحت ہے اسے مانو۔ عناد و استکبار کی وجہ سے اس سے اعراض نہ کرو۔ کم اھلکنا الخ تخویفِ دنیوی۔ ان سے پہلے منکرین کو ہم نے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ و عجبوا ان جاءھم الخ یہ شکوٰی ہے۔ مشرکین کو تعجب ہے کہ ایک بشر کو نبی بنایا گیا، اس لئے وہ نبی نہیں بلکہ جادوگر ہے۔ اور مسئلۂ توحید کا ایک نیا ڈھونگ رچائے ہوئے ہے۔ ام عندھم خزآئن ربك الخ یہ زجر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام خزانوں کا مالک ور زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ اسے معلوم ہے کون نبوت کا مستحق ہے۔ کذبت قبلھم الخ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ ان سے پہلے بڑی بڑی طاقتور قومیں انکارِ حق کے جرم میں تہس نہس کر دی گئیں۔ یہ مشرکین بھی اسی طرح کے انجام کے منتظر ہیں۔ وقالوا ربنا عجل لنا الخ (ع ۲) یہ شکوٰی ہے۔ یہ معاندین کس قدر بے باک ہیں کہ آخرت کا عذاب دنیا ہی میں مانگتے ہیں۔ اصبر علی مایقولون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

واذکر عبدنا داؤد الخ یہ پہلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کیسے عظیم المرتبت پیغمبر تھے۔ دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال تھے۔ مگر اس کے باوجود ایک لغزش پر ان کو بھی تنبیہ کی گئی۔ جس پر انھوں نے انتہائی عاجزی اور زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔ اس لئے وہ کارساز اور شفیعِ غالب ہرگز نہیں ہو سکتے۔

وماخلقنا السمآء الخ (ع ۳) یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور یہ ساری کائنات یونہی بیکار نہیں پیدا کی گئی۔ بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرتِ کاملہ کی دلیل ہے۔ فویلٌ للذین کفروا من النار۔ تخویفِ اخروی۔ ام نجعل الذین اٰمنوا الخ یہ زجر ہے۔

کتٰب انزلنٰه الیك الخ یہ دلیلِ وحی ہے۔ یہ سراپا برکت کتاب (قرآن) جس میں مسئلہ توحید اور دوسرے احکام کھول کر بیان کئے گئے ہیں، ہم نے اس لئے نازل کی ہے کہ سمجھنے والے اس میں غور کر سکیں۔ اور اسے سمجھیں۔

ووھبنا لداؤد سلیمٰن۔ تا۔ لزلفٰی وحسن ماٰب (ع ۳) دوسری نقلی دلیل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے مرتبے کے پیغمبر اور بادشاہ تھے۔ وہ بھی ایک ابتلاء میں گرفتار ہو گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ و زاری کی تو اس ابتلاء سے نجات پائی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کارساز اور شفیع غالب نہ تھے۔

واذکر عبدنا ایوب الخ (ع ۴) تیسری نقلی دلیل۔ حضرت ایوب علیہ السلام سخت جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ آخر اپنے مولائے مہربان کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا کی تو اس نے محض اپنی رحمت سے انہیں شفائے کامل عطا فرمائی۔ جو خود ایسی تکلیفوں میں مبتلا ہوں اور مصائب سے اپنی حفاظت نہ کر سکیں۔ بھلا وہ کس طرح شفیعِ غالب اور کارساز ہو سکتے ہیں۔

واذکر عبادنا ابراھیم الخ یہ چوتھی نقلی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام ہمارے مخلص اور برگزیدہ بندے تھے اور ہمیشہ آخرت کی تیاری میں مصروف رہتے تھے اس لئے وہ نہ کارساز ہو سکتے ہیں، نہ شفیعِ غالب۔

واذکر اسمٰعیل الخ یہ پانچویں نقلی دلیل ہے۔ حضرت اسمٰعیل، الیسع اور ذوالکفل علیہم السلام سب نیکوکار اور ہمارے فرمانبردار بندے تھے، وہ کارساز اور شفیع غالب نہ تھے۔

وان للمتقین لحسن ماٰب۔ تا۔ ماله من نفاد۔ بشارتِ اخروی ہے۔ وان للطٰغین لشر ماٰب۔ تا۔ ان ذلك لحق تخاصم اھل النار۔ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ قل انما انا منذر۔ تا۔ انتم عنه معرضون (ع ۵) دلائل عقلیہ و نقلیہ کے بعد دعوائے سورت کا ذکر ہے۔ جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کا تو یہ حال ہے کہ بطورِ امتحان و ابتلاء خود مصائب و بلیات میں ماخوذ ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں عاجزی کر رہے ہیں اس لئے خدائے واحد و قہار اور مولائے عزیز و غفار کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی اس کی بارگاہ میں شفیعِ غالب نہیں۔

ما کان لی من علم۔ تا۔ انما انا نذیر مبین۔ یہ سوالِ مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے تھے اگر تم سچے پیغمبر ہو تو ہمیں آئندہ حوادث کی قبل از وقوع اطلاع دو۔ نیز بتاؤ جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ کب آئے گا۔ فرمایا جواب دو کہ مجھے کچھ علم نہیں کہ ملأ اعلیٰ میں آئندہ حوادث کے بارے میں کیا طے ہو رہا ہے مجھے تو جو چیز بتائی جاتی ہے وہ وحی کے ذریعے سے بتائی جاتی ہے۔ اور وحی کا تعلق بھی اکثر انہی امور سے ہوتا ہے جن کی دین و شریعت میں ضرورت ہو۔

اذ قال ربك للملٰئکة۔ تا۔ فسجد الملٰئکة کلھم اجمعون۔ ان آیتوں میں فرشتوں کا حال مذکور ہے کہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے عاجز اور فرمانبردار بندے ہیں اور اس کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔ اس لئے وہ بھی کسی طرح شفیعِ غالب نہیں ہو سکتے۔ الا ابلیس ط استکبر وکان من الکٰفرین۔ تا۔ وممن تبعك منھم اجمعین۔

جنات کا یہ حال ہے کہ ان کے جد اعلیٰ کو حکم خداوندی سے بغاوت کی بنا پر ملعون و مردود کر دیا گیا! اور اس کو اور اس کی ذریت کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔ اس لئے ایسی ملعون ومطرود جماعت بھی عند اللہ شفیع غالب نہیں ہو سکتی۔ قل ما اسئلکم — تا۔ آخر سورت، میں اس ناصحانہ تبلیغ اور ان واضح بیانات کا تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا اور نہ تکلف سے اپنے دل سے باتیں بناتا ہوں۔ بلکہ اللہ کی وحی تم کو سناتا ہوں۔ اب تم نہیں مانتے قیامت کے دن غیر اللہ کو کارساز اور شفیع غالب سمجھنے کا انجام بدخود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے ۲ والقراٰن — تا۔ وشقاق یہ تمہید مع ترغیب ہے والقراٰن الخ قسم ہے اور جواب قسم محذوف ہے ای مابقی موضع شبہۃ یعنی یہ پند و نصیحت سے لبریز قرآن اس پر شاہد ہے کہ مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی کفار کے نہ ماننے کی وجہ یہ نہیں کہ مسئلہ میں کوئی شبہ باقی ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ کفار و مشرکین کبر و غرور اور عناد و عداوت میں پڑے ہیں۔ اس لئے انکار و جحود پر کمر بستہ ہیں اور ان کے غرور و استکبار کا سبب دنیوی سامان عیش کی فراوانی ہے۔ بل متعت ھٰؤلاء وآباءھم حتی نسوا الذکر وکانوا قوم بورا (الفرقان ۲۶) جب سورۂ صافات میں بیان ہو چکا کہ تمام انبیاء علیہم السلام فرشتے اور جن سب اللہ کی بارگاہ میں عاجز ہیں اور سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کے یہاں شفیع غالب نہیں ہیں اور اس توضیح و تفصیل سے شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔ لیکن اس کے باوجود کفار غرور و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ ہذا ما افادہ الشیخ قدس سرہٗ۔ بعض مفسرین نے انک لمن المرسلین (بیشک تو البتہ رسولوں میں سے ہے) بعض نے ما الامر کما قال کفار مکۃ من تعدد الآلھۃ (بات یوں نہیں جس طرح کفار مکہ کہتے ہیں کہ معبود ایک سے زیادہ ہیں) بعض نے ما الامر کما یقولون انک ساحر کذاب (بات یوں نہیں جس طرح مشرکین کہتے ہیں کہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے) وغیرہ جواب قسم مقدر مانا ہے (روح۔ قرطبی۔ جلالین) اس ذکر و نصیحت والے قرآن کو تو ماننا چاہیئے تھا۔ لیکن کفار ضد میں آ کر اس کا انکار کر بیٹھے ۳ کم اھلکنا الخ یہ تخویف دنیوی ہے لات یہ لا مشبہ بلیس ہے۔ تائے تانیث تاکید کیلئے زیادہ کی گئی ہے حین مناص اس کی خبر ہے مناص۔ خلاص ھی لا المشبھۃ بلیس عند سیبویہ زیدت علیہا تاء التانیث للتاکید معناھا وھو النفی (روح ج ۲۳ ص ۱۶۳) ای لیس الحین حین مناص (بیضاوی) ان سے پہلے ہم نے کئی قوموں کو ہلاک کر دیا۔ جب ہمارا عذاب آ پہنچا تو پکارنے لگے۔ حالانکہ یہ وقت عذاب سے بچنے اور خلاصی پانے کا نہیں ہوتا مشرکین مکہ بھی ایسے عذاب کے لئے تیار ہیں یعنی انھم یھلکون کما ھلک من قبلھم (مظہری ج ۸ ص ۱۵۴) ۴ وعجبوا الخ یہ زجر ہے یہاں سے بل ھم فی شک من ذکری تک کفار مکہ کے استکبار و عناد کا ذکر ہے منہ

ز زجر برائے مشرکین ۱۲

۳ تخویف دنیوی ۱۲

اصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ (٦) مَا سَمِعْنَا

جمے رہو اپنے معبودوں پر بے شک اس بات میں کوئی غرض ہے یہ نہیں سنا ہم نے

بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ (٧)

نے اس کو پچھلے دین میں اور کچھ نہیں یہ بات بنائی ہوئی ہے

أَأُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ

کیا اسی پر اتری نصیحت ہم سب میں سے کوئی نہیں ان کو دھوکا ہے

مِنْ ذِكْرِي ۖ بَلْ لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ (٨) أَمْ عِنْدَهُمْ

میری نصیحت میں کوئی نہیں ابھی انہوں نے چکھی نہیں میری مار کیا ان کے پاس ہیں

خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ (٩) أَمْ لَهُمْ

خزانے تیرے رب کی مہربانی کے جو کہ زبردست ہے بخشنے والا یا ان کی

مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا

حکومت ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے تو ان کو چاہیئے کہ چڑھ

فِي الْأَسْبَابِ (١٠) جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ

جائیں رسیاں تان کر ایک لشکر یہ بھی وہاں تباہ ہوا ان سب

الْأَحْزَابِ (١١) كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ

لشکروں میں جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور فرعون

ذُو الْأَوْتَادِ (١٢) وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ۚ

میخوں والا اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ کے لوگ

أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ (١٣) إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ

وہ بڑی بڑی فوجیں یہ جتنے تھے سب نے یہی کیا کہ جھٹلایا رسولوں کو پھر ثابت

عِقَابِ (١٤) ع ۱ ۱۰ وَمَا يَنْظُرُ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَا لَهَا

ہوئی میری طرف سے سزا اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ مگر ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں

موضح قرآن ف۱ پچھلا دین کہتے تھے اپنے باپ دادوں کو یعنی آگے تو سنتے ہیں کہ اگلے لوگ ایسی باتیں کہتے تھے پر ہمارے بزرگ تو یوں نہیں کہہ گئے۔ ف۲ وہ جو کہتے تھے کہ ہم پر کیوں نہ اترا ف۳ یعنی اگلی قومیں برباد ہوئیں اگر چڑھ جاویں تو ان میں ایک یہ بھی برباد ہوں ف۴ وہ ظالم آدمی جو میخا کر کر مارتا تھا اس کا یہ نام پڑ گیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ لشکر کے گھوڑوں کی میخیں رکھتا تھا سونے اور روپے کی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قرآن کہ آخر ما آمد در یافتیم ۱۲ ف۲ یعنی بر ریسمان ہم آویختہ ہم نمی توانند کہ بآسمان روند فکیف پادشاہی ۱۲ ف۳ یعنی از جنس گروہہا کہ بانبیاء مخالفت کردند ۲ ف۴ یعنی بچہار میخ بستہ تعذیب می کردند۔ ۱۲

منھم انہیں اس پر بھی حیرت اور تعجب ہے کہ انہی میں سے ایک بشر کو رسول بنا کر ان کی طرف بھیج دیا گیا ہے۔ (منذر منھم) رسول لبشر من انفسھم (جامع البیان ص۳۸۹) ۵ۓ وقال الکفرون الخ یہ شکوی ہے کفار کے عناد کا۔ کافروں نے کہا یہ تو کوئی جادوگر ہے۔ اس کے ہاتھ پر جادوگروں کی طرح شعبدے ظاہر ہوتے ہیں اور وحی و نبوت کے دعوے میں جھوٹا ہے۔ خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ (العیاذ باللہ) معجزات کو جادو کے شعبدات قرار دینا اور ایک ایسے راست گو انسان کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا جس نے ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ سراسر ضد و عناد پر مبنی ہے ۶ۓ اجعل الخ تمام معبودوں کی الوہیت کی یکسر نفی کرکے اس نے الوہیت کو صرف ایک ذات پاک کے ساتھ مختص قرار دے دیا ہے اور کہتا ہے کہ ایک خدا کے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں اور نہ ہی کوئی کارساز ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ یہ بات تو نہایت ہی حیرت انگیز اور تعجب افزا ہے۔ عجاب صیغہ مبالغہ ہے۔ والعجاب الذی قد تجاوز حد العجب (قرطبی ج ۱۵ ص۱۵۰) جن لوگوں نے خدا کے علاوہ سینکڑوں ہزاروں معبود اور کارساز بنا رکھے ہوں ان کے لئے مسئلہ توحید واقعی نہایت ہی تعجب انگیز ہے ۷ۓ وانطلق الخ ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ۔ امیہ بن خلف عقبہ بن ابی معیط۔ عاص بن وائل وغیرہ صنادید قریش کا ایک وفد ابوطالب کے پاس آیا تاکہ وہ اپنے بھتیجے کو ان کے معبودان باطلہ کی توہین سے روکیں یعنی وہ ہمارے معبودوں کے بارے میں یہ نہ کہا کرے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دے اور ہم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ ابوطالب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا کہ میرے بھتیجے یہ اشراف قریش اس مقصد کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ان سے صرف ایک بات مان لینے کا مطالبہ کرتا ہوں، اگر یہ اس کو مان لیں تو سارا عرب ان کا مطیع ہو جائے ابوجہل فوراً بول اٹھا ایسی تو ہم دس باتیں بھی ماننے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ ایک بات یہ ہے لا الہ الا اللہ یہ سن کر بول اٹھے اجعل الالھۃ الھا واحدا اور اٹھ کر چل دیئے اور آپس میں کہنے لگے چلو اور اپنے معبودوں کی عبادت پر قائم رہو۔ ان آیتوں میں اسی طرف اشارہ ہے (روح، قرطبی، خازن، معالم) ۸ۓ ان ھذا الخ یہ بھی کافروں ہی کا مقولہ ہے۔ اسے چھوڑ دو یہ تمہاری کوئی بات نہیں مانے گا۔ یہ ریاست اور بڑائی چیز ہی ایسی ہے جس کی ہر شخص کو تمنا ہے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی اسی آرزو کی تکمیل کے لئے توحید وغیرہ کا نعرہ بلند کر رہا ہے ان ھذا الذی یدعیہ محمد من التوحید او الذی یقصد من الریاسۃ والترفع علی العرب والعجم لشیئ یتمنی او یریدہ کل احد (مظہری ج ۸ ص۱۵۶) ۹ۓ ما سمعنا الخ ھذا سے مسئلہ توحید کی طرف اشارہ ہے اور الملۃ الآخرۃ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دین یا آباء و اجداد کا دین مراد ہے۔ ہم نے آج تک یہ مسئلہ توحید نہ تو دین عیسوی کے عالموں سے سنا ہے بلکہ اس کے برعکس تمام پوپ اور پادری تثلیث کے قائل ہیں اور نہ اپنے باپ دادا ہی سے ہم نے مسئلہ توحید سنا ہے۔ اس لئے لامحالہ یہ مسئلہ توحید خدا کی طرف سے نہیں بلکہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا اپنا ساختہ پرداختہ ہے۔ فی ملۃ عیسٰے التی ھی اخر الملل لان النصاری مثلثۃ غیر موحدۃ او فی ملۃ قریش التی ادرکنا علیھا اباءنا (مدارک ج ۴ ص۲۷) ۱۰ۓ ءانزل الخ یہ بھی ان کے بغض و حسد اور عناد پر مبنی ہے۔ کیا ہم سب میں سے یہی اس لائق تھا کہ اس کو نبوت دی جاتی اور اس پر قرآن نازل کیا جاتا۔ ہم ایسے اشراف اور عظماء میں سے کوئی بھی اس مرتبے کے لائق نہ تھا؟ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا انکار محض حسد اور عناد کی وجہ سے تھا۔ وامثال ھذہ المقالات الباطلۃ دلیل علی ان مناط تکذیبھم لیس الا الحسد و قصر النظر علی حطام الدنیا (روح ج ۲۳ ص۱۶۸) ۱۱ۓ بل ھم الخ یہ ماقبل مذکورہ امور سے اضراب ہے یعنی ان کی تکذیب کے اصل وجوہ وہ نہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ وہ تو محض تکذیب کے لئے جھوٹے بہانے ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ اس قرآن ہی کے بارے میں شک میں سرگرداں ہیں جو دلائل توحید سے لبریز ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی اسے جادو کہتے ہیں اور کبھی شعر سے تعبیر کرتے ہیں۔ (روح) بل لما یذوقوا عذاب یہ دونوں سے اضراب ہے یعنی ان کو نہ حسد مانع ہے نہ شک، بلکہ ابھی تک انھوں نے میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا۔ جب عذاب کا مزہ چکھ لیں گے تو نہ حسد رہے گا نہ شک بلکہ پورا پورا یقین آجائے گا۔ لیکن بے سود ای لم یذوقوا عذابی بعد فاذا ذاقوہ زال عنھم ما بھم من الحسد والشک حینئذ (روح) ۱۲ۓ ام عندھم الخ یہ مشرکین کے قول ءانزل علیہ الذکر الخ کا جواب ہے یہ لوگ ایسے بلند بانگ دعوے کرتے اور اپنے سے بڑا کسی کو نہیں سمجھتے کیا اللہ کی رحمت کے خزانے ان کے قبضہ میں ہیں اور کیا اللہ کی رحمت کی تقسیم ان کے اختیار میں ہے کہ وہ جسے مستحق سمجھیں اسے نبوت عطا کریں۔ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہے ۱۳ۓ ام لھم الخ یا زمین و آسمان کی حکومت ان کے قبضہ میں ہے جس کی وجہ سے وہ خدا کے کاموں میں دخل دیتے ہیں۔ تو پھر تمام ممکنہ اسباب کو بروئے کار لا کر ساری کائنات کا نظم و نسق چلائیں اور جسے چاہیں نبوت کے مقام پر فائز کر کے اس پر وحی نازل کریں یہ مشرکین کی خرافات پر تہکم و استہزاء ہے۔ نہ تو اللہ کی رحمت کے خزانے ان کے ہاتھ میں ہیں۔ نہ زمین و آسمان کی حکومت ان کے قبضے میں لیکن باتیں ایسی تعلی سے کرتے ہیں گویا سب کچھ ان کے اختیار میں ہے وایا ما کان ففی امرھم بذلک تھکم بھم لا یخفی (روح جلد ۲۳ ص۱۶۹) یا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کا کوئی اختیار چل سکتا ہے تو وہ آسمان پر چڑھ جائیں اور وحی کو رک لیں ای فلیصعدوا الی السموات ولیمنعوا الملائکۃ من انزال الوحی علی محمد (قرطبی ج ۱۵ ص۱۵۳) ۱۴ۓ جند ما الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور مشرکین مکہ کے مہزوم و مغلوب ہونے کی پیشگوئی ہے یہ مشرکین کا ایک نہایت ہی حقیر سا لشکر ہے جو عنقریب مغلوب و مقہور ہونے والا ہے۔ یہ بھی ان جماعتوں میں سے ایک ہے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کے خلاف نبرد آزمائی کی اور آخر ذلیل و رسوا ہوئے یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا اور ھنالک سے مشرکین کے قتل ہو کر گرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی ان قریشا من جملۃ الاجناد الذین تجمعوا وتحزبوا علی الانبیاء بالتکذیب فقھروا واھلکوا۔ اخبر اللہ سبحانہ وتعالی نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو بمکۃ انہ سیھزم جند المشرکین فجاء تاویلھا یوم بدر وھنالک اشارۃ الی مصارعھم ببدر (خازن ج ۶ ص۴۲) ۱۵ۓ کذبت الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ قوم نوح، عاد، فرعون ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ یہ وہ احزاب ہیں جنہوں نے انبیاء علیہم السلام سے ٹکر لی اور ان کی تکذیب کی تو ان سب پر ہمارا عذاب نازل ہوا۔ اور ہم نے ان کو تہس نہس کر کے رکھ دیا اور ان پر اپنے پیغمبروں کو غلبہ عطا فرمایا۔ فرعون کو ذو الاوتاد اس لئے کہا کہ اس کا ملک نہایت مضبوط اور مستحکم تھا گویا اس کی حکومت کو اس گھر سے تشبیہ دی گئی جس کے ستون نہایت مضبوط ہوں۔ ذو الاوتاد ذو الملک الثابت (جامع البیان ص۳۹)، شبہ ھنا فرعون فی ثبات ملکہ ورسوخ سلطنتہ ببیت ثابت اقیم عمادہ وثبتت اوتادہ (روح ج ۲۳ ص۱۷۰) اور اصحاب الایکہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے ۱۶ۓ وما ینظر الخ فواق۔ اونٹنی کو ایک بار دوہنے کے بعد کچھ دیر کے لئے چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ مزید دودھ اپنے تھنوں میں اتار دے اس درمیانی وقفے کو فواق کہا جاتا ہے۔

والفواق والفُواق ما بين الحلبتين من الوقت ۔ لانها تحلب ثم تترك سويعة يرضعها الفصيل لتدر ثم تحلب (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۵۶) یہ کفار مکہ قیامت کے انتظار میں ہیں۔ جب قیامت بپا ہوگی یہ اس وقت ایمان لائیں گے صیحۃ واحدۃ سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے جو خاصا طویل و مسلسل ہوگا اور اس کے درمیان معمولی سا وقفہ بھی نہیں ہوگا۔ ؏۱۲ وقالوا الخ یہ شکویٰ ہے اور ابتدائے سورت سے متعلق ہے۔ بل الذین کفروا الخ کفار و مشرکین غرور و استکبار میں مست ہیں۔ اور از راہِ تعنت و استہزاء کہتے ہیں قیامت کے دن ہمارے لئے جو عذاب تیار ہے وہ ہمیں دنیا ہی میں دیدو۔ قطنا ای قسطنا من العذاب الذی توعدنا به (بیضاوی) ؏۱۳ اصبر الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اور نفیٔ شفاعت قہری پر پہلی نقلی دلیل ہے۔ آپ صبر و تحمل سے کام لیں۔ ہم ان کو ان کی گستاخانہ روش کی سخت سزا دینگے۔ اور ان کو داؤد علیہ السلام کا قصہ سنائیں کہ اس قدر جلالت شان کے باوجود ایک خلافِ اولیٰ فعل پر ان کو بھی تنبیہ کی گئی۔ بھلا یہ سرکش اور گستاخ کس طرح چھوڑے جاسکتے ہیں (واذکر عبدنا داؤد) وکرامته علی الله کیف زل تلك الزلة الیسیرة فلقی من عتاب الله ما لقی (مدارک ج ۴ ص ۲۵) ساتھ ہی نفیِ شفاعت قہری پر یہ دلیل نقلی بھی ہے یعنی داؤد علیہ السلام ایسے جلیل القدر پیغمبر جو نہایت ہی عابد و زاہد اور ساتھ ہی ایک عظیم بادشاہ بھی تھے لیکن بایں ہمہ ان سے ایک لغزش ہوگئی جس کی بنا پر انہیں تنبیہ کی گئی۔ اس لئے وہ کسی طرح بھی خدا کی بارگاہ میں شفیعِ غالب نہیں ہوسکتے۔

دلیلِ نقلی از انبیاء دو قسم کی ہوتی ہے۔ اوّل یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے اقوال و ران کی تعلیمات کو نقل کیا جائے۔ دوم یہ کہ ان کے احوال نقل کئے جائیں اور ان سے استشہاد کیا جائے۔ اس سورت میں دلیلِ نقلی کی قسم ثانی مراد ہے ؏۱۴ ذا الاید الخ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی صفت ہے اید بمعنی قوت و طاقت۔ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی عبادت میں نہایت مضبوط اور چاک و چوبند رہتے تھے۔ ہر

مِنۡ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَ قَالُوۡا رَبَّنَا عَجِّلۡ لَّنَا قِطَّنَا قَبۡلَ یَوۡمِ

دم نہ لے گی اور کہتے ہیں اے رب جلد دے ہم کو ؏۱۲ چٹھی ہماری پہلے حساب

الۡحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَ اذۡکُرۡ عَبۡدَنَا

دن سے تو تحمل کرتا رہ اس پر جو وہ کہتے ہیں ؏۱۳ اور یاد کر ہمارے بندے

دَاوٗدَ ذَا الۡاَیۡدِ ۚ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرۡنَا الۡجِبَالَ

داؤد قوت والے کو ؏۱۴ وہ تھا رجوع رہنے والا ہم نے تابع کئے پہاڑ ؏۱۵

مَعَہٗ یُسَبِّحۡنَ بِالۡعَشِیِّ وَ الۡاِشۡرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَ الطَّیۡرَ

اس کے ساتھ پاکی بولتے تھے شام کو اور صبح کو اور اڑتے جانور

مَحۡشُوۡرَۃً ؕ کُلٌّ لَّہٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَ شَدَدۡنَا مُلۡکَہٗ وَ اٰتَیۡنٰہُ

جمع ہو کر ؏۱۶ سب تھے اس کے آگے رجوع رہتے اور قوت دی ہم نے اس کی سلطنت کو ؏۱۷ اور دی اس کو

الۡحِکۡمَۃَ وَ فَصۡلَ الۡخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَ ہَلۡ اَتٰىکَ نَبَؤُا الۡخَصۡمِ

تدبیر اور فیصلہ کرنا بات کا اور پہنچی ہے تجھ کو خبر دعوے والوں کی ؏۱۸

اِذۡ تَسَوَّرُوا الۡمِحۡرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذۡ دَخَلُوۡا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنۡہُمۡ

جب دیوار کود کر آئے عبادت خانہ میں جب گھس آئے داؤد کے پاس تو ان سے گھبرایا ؏۱۹

قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ۚ خَصۡمٰنِ بَغٰی بَعۡضُنَا عَلٰی بَعۡضٍ فَاحۡکُمۡ

وہ بولے مت گھبرا ہم دو جھگڑتے ہیں زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سو فیصلہ

بَیۡنَنَا بِالۡحَقِّ وَ لَا تُشۡطِطۡ وَ اہۡدِنَاۤ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾

کردے ہم میں انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور بتلادے ہم کو سیدھی راہ

اِنَّ ہٰذَاۤ اَخِیۡ ۟ لَہٗ تِسۡعٌ وَّ تِسۡعُوۡنَ نَعۡجَۃً وَّ لِیَ نَعۡجَۃٌ

یہ جو ہے بھائی ہے میرا اس کے یہاں ہیں ننانوے دنبیاں اور میرے یہاں ایک

وَّاحِدَۃٌ ۟ فَقَالَ اَکۡفِلۡنِیۡہَا وَ عَزَّنِیۡ فِی الۡخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ

دنبی پھر کہتا ہے حوالے کردے میرے وہ بھی اور زبردستی کرتا ہے مجھ سے بات میں بولا

وقف لازم

منزل ۶

؏۱ شکویٰ ؏۲ تسلی ؏۳ پہلی نقلی دلیل برائے نفی شفاعت قہری

موضحِ قرآن ف۱ یعنی صور کی آواز۔ ف۲ جب وعدہ قیامت کا سنتے تو کہتے ہمارا حصہ ابھی ہم کو دے۔ یہ ٹھٹھے تھے ان کے۔ ف۳ اس جگہ ان کو یاد دلوایا، کہ انھوں نے بھی طالوت کی حکومت میں بہت صبر کیا۔ آخر حکومت ان کو ملی اور مخالفوں کو جہاد سے زیر کیا۔ یہی نقشہ ہوا ہمارے پیغمبر کا ہاتھ کے بل والا یعنی قوت سلطنت یا لوہا نرم کرنے والا یا ہاتھ کا بل یہ کہ سلطنت کا مال نہ کھاتے تھے، اپنے ہاتھ کا کسب کھاتے۔ ف۴ حضرت داؤد نے باری رکھی تھی تین دن کی۔ ایک دن دربار کا۔ ایک دن اپنی عورتوں پاس۔ ایک دن خلوت کا۔ اس دن خلوت میں رہتے تھے۔ دربان کسی کو آنے نہ دیتے۔ کئی شخص دیوار کود کر ان کے پاس آئے۔

فتح الرحمٰن م۱ یعنی بسوئے خدا ۱۲ ف۲ مترجم گوید که داؤد علیہ السلام نود و نه زن داشت۔ معہذا زنِ دیگر که در خطبۂ شخصے یا در نکاحِ او بود، درخواست کرد۔ خدائے تعالیٰ فرشتگان را بجہتِ تنبیہ داؤد بشکلِ خصوم متمثل ساخت اشارت بایں قصہ است دریں آیات۔ واللہ اعلم ۔۱۲

رات نصف شب اللہ کی عبادت میں گذارتے اور ہر دوسرے دن روزہ رکھتے تھے۔ یہ ان کی ساری زندگی کا معمول تھا۔ اَوّاب اللہ کی طرف بہت زیادہ رجوع رکھنے والا اور اس کی عبادت وطاعت میں لگا رہنے والا (روح) ۲۰ انا سخرنا الخ پہاڑوں کو ہم نے اپنے حکم سے اس کے مطیع بنا دیا کہ جب وہ صبح وشام اللہ کی تسبیح وتقدیس میں مصروف ہوتے تو پہاڑ بھی زبانِ قال سے ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح وتقدیس میں شامل ہوجاتے۔ پہاڑوں کی تسبیح زبان قال سے مراد ہے نہ کہ زبانِ حال سے۔ کیونکہ تسبیح حالی ان دو وقتوں سے مخصوص نہیں۔ وتسبیحھن تقدیس بلسان قال لائق بھن الخ (روح ج ۲۳ ص۱۷۴) وان ذلک تسبیح مقال علی الصحیح من الاقوال (قرطبی ج ۱۵ ص۱۵۹) ۲۱ والطیر الخ یہ الجبال پر معطوف ہے۔ یہ آیت قرینہ ہے کہ سورۂ سبا میں الطیر سے پہلے سخّرنا مقدر ہے۔ محشورۃ، الطیر سے حال ہے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح وتقدیس میں مصروف ہوتے تو پہاڑوں کی شمولیت کے علاوہ پرندے بھی ان کے گرد جمع ہوجاتے اور اللہ کی تسبیح کرتے۔ ای مجتمعۃ الیہ من کل جانب تسبح معہ (مظہری ج ۸ ص۱۶۰) کل لہ اواب۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی تسبیح کی وجہ سے سب اللہ کی تسبیح کرتے۔ اللام تعلیلیۃ والضمیر لداؤد ای کل واحد من الجبال والطیر لاجل تسبیحہ رجاع الی التسبیح (روح ج ۲۳ ص۱۷۶) ۲۲ وشددنا الخ ہم نے اس کے ملک کو ذاتی ہیبت ووجاہت، غیبی مدد ونصرت، کثرت عساکر اور گوناگوں نعمتوں کی فراوانی سے مضبوط ومستحکم کردیا۔ اور اس کو نبوت اور کمالِ علم وعمل سے سرفراز فرمایا۔ اور اسے فیصلہ کن اندازِ گفتگو کا ملکہ عطا کیا (خازن، روح وغیرہما) ۲۳ وھل الخ تسوروا دیوار پھاند کر داخل ہوئے۔ ولا تشطط حق سے تجاوز نہ کرنا۔ نعجۃ، ولد الضأن۔ دنبے کا بچہ، اکفلنیھا۔ وہ مجھے دیدے۔ عزّنی۔ مجھ پر غالب آگیا۔ یہاں سے لے کر وقلیل ماھم تک ایک واقعہ کا ذکر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن عبادت خانے میں محو عبادت تھے۔ اور عبادت خانے کے دروازے اندر سے بند تھے کہ اچانک دو آدمی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ان کے بلا اجازت اور پھر اس انداز سے داخل ہونے سے گھبرا گئے کہ شاید قتل کے ارادے سے آئے ہیں۔ آنے والوں نے کہا، گھبراؤ نہیں، ہم ایک جھگڑے کا فیصلہ لینے آئے ہیں۔ آپ صحیح فیصلہ صادر فرما کر ہماری راہنمائی فرمائیں۔ بات یہ ہے کہ یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہے۔ اور یہ میرا بھائی وہ ایک دنبی بھی مجھ سے زبردستی لینا چاہتا ہے۔ اور گفتگو میں مجھ پر غالب آچکا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک فریق کی بات سنکر فرمایا بیشک اس شخص نے تم پر ظلم کیا ہے۔ اور لوگوں کا دستور ہی یہ ہے کہ اکثر لوگ اپنے ساتھیوں پر ظلم وزیادتی کرتے ہی رہتے ہیں البتہ مومنینِ صالحین ایسا نہیں کرتے لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے وظن داؤد الخ داؤد علیہ السلام کو خیال آیا کہ یہ تو میرا امتحان تھا لیکن مجھ سے لغزش ہوگئی۔ اس لئے فوراً سجدے میں گر پڑے۔ اور اللہ سے معافی مانگی۔

اس واقعہ میں چونکہ دیوار پھاندنے والوں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش کا بالتعیین ذکر نہیں اس لئے ان دونوں کی تعیین میں مفسرین کے درمیان خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں دشمنانِ اسلام یہودیوں نے بھی اپنی خودساختہ خرافات کو مسلمانوں میں رائج کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض مفسرین نے یہودیوں کی ان خرافات کو اپنی تفسیروں میں بلا نکیر ذکر کردیا ہے لیکن اکثر محقق مفسرین نے اس اسرائیلی قصے کو بالکلیہ رد کردیا ہے۔ اس اسرائیلی جھوٹے قصے کی رُو سے حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ اور ایک دن اپنے ایک امتی کی بیوی پر اتفاقاً نظر پڑگئی۔ اور اس کے حسن وجمال کی بنا پر وہ اسے چاہنے لگے۔ چنانچہ اس کے خاوند کو جہاد میں بھیج کر مروادیا۔ اور اس کی بیوی سے شادی کرلی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج کر انہیں اس پر متنبہ فرمایا۔ یہ قصہ سراسر جھوٹا اور حضرت داؤد علیہ السلام پر افترا اور ان کی شانِ بلند کے قطعاً منافی ہے۔ یہ حرکت تو ایک کامل مومن سے بھی سرزد نہیں ہوسکتی۔ چہ جائیکہ ایک جلیل القدر پیغمبر اس کا ارتکاب کرے۔ چونکہ یہ واقعہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام کے خلاف ہے۔ اس لئے تمام محققین نے اسے باطل ومردود قرار دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں یہ واقعہ بیان کرے گا میں اس کو ایک سو ساٹھ دُرّے ماروں گا جو انبیاء علیہم السلام پر بہتان باندھنے کی سزا ہے۔ قال علی رضی اللہ عنہ من حدثکم بحدیث داؤد علیہ السلام علی ما یرویہ القصاص جلدتہ مائۃ وستین وھو حد الفریۃ علی الانبیاء (مدارک ج ۴ ص۲۹، خازن ج ۶ ص۴۹، بیضاوی ج ۲ ص۲۴۵، روح ج ۲۳ ص۱۸۵، قرطبی ج ۱۵ ص۱۸۱، جامع البیان ص۳۹۱) مفسر ابن کثیر فرماتے ہیں۔ قد ذکر المفسرون ھھنا قصۃ اکثرھا ماخوذ من الاسرائیلیات ولم یثبت فیھا عن المعصوم حدیث یجب اتباعہ (ابن کثیر ج ۴ ص۳۱) امام قاضی عیاض رح فرماتے ہیں۔ لا یجوز ان یلتفت الی ما سطرہ الاخباریون من اھل الکتاب الذین بدلوا وغیروا ونقلہ بعض المفسرین ولم ینص اللہ تعالیٰ علی شیء من ذلک ولا ورد فی حدیث صحیح والذی نص علیہ اللہ فی قصۃ داؤد وظن داؤد انما فتناہ ولیس فی قصۃ داؤد واوریا خبر ثابت (خازن ج ۶ ص۴۹) علامہ معین الدین بن صفی رقمطراز ہیں۔ وما یذکرہ القصاص لیس لہ اصل یعتمد علیہ (جامع البیان ص۳۹۱) امام بیضاوی تحریر فرماتے ہیں وما قیل انہ ارسل اوریا الی الجہاد مراراً وامر ان یقدم حتی قتل فتزوجھا، ھراء وافتراء (بیضاوی) امام ابوحیان فرماتے ہیں۔ ونعلم قطعاً ان الانبیاء علیہم السلام معصومون من الخطایا لا یمکن وقوعھم فی شیء منھا، ضرورۃ اذ لو جوزنا علیھم شیئاً من ذلک بطلت الشرائع ولم نثق بشیء مما یذکرون انہ اوحی اللہ بہ الیھم۔ فما حکی اللہ تعالیٰ فی کتابہ یمر علی ما ارادہ تعالیٰ۔ وما حکی القصاص مما فیہ غض من منصب النبوۃ طرحناہ (بحر ج ۷ ص۳۹۳)

اب سوال یہ ہے کہ اصل لغزش کیا تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصل لغزش جو بھی ہو، وہ ترکِ اولیٰ کے قبیل سے ہوسکتی ہے، از قبیلِ گناہ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ باجماعِ اہلِ سنت حضرات انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ البتہ اپنے منصبِ جلیل کے پیشِ نظر وہ ترکِ اولیٰ کو بھی اپنے حق میں گناہ سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اس طرح الحاح وتضرع سے اس کی معافی مانگتے ہیں جس طرح ہمیں کبیرہ گناہوں پر مانگنی چاہیئے ولابد من القول بانہ لم یکن منہ علیہ السلام الا ترک ما ھو الاولیٰ بعلی شانہ والاستغفار منہ وھو لا یخل بالعصمۃ (روح ج ۲۳ ص۱۸۶) اصل لغزش کی تعیین میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔ بعض کے نزدیک لغزش یہ تھی کہ ان کے پڑوس میں ایک عورت عریاں نہا رہی تھی وہ کھڑکی کی طرف بڑھے تو اچانک بلا قصد وارادہ ان کی نگاہ اس پر پڑگئی۔ لیکن انہوں نے فوراً نگاہ پھیر لی (قرطبی) یہ فعل اگرچہ گناہ نہیں لیکن یہاں یہ مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ اس صورت میں دنبیوں کے ذکر کا

کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک مسلمان سے کہا تھا کہ تم اپنی بیوی کو میری خاطر طلاق دے دو۔ اور ایسا کرنا ان کے یہاں جائز اور مروج تھا لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کی شانِ رفیع کے خلاف تھا اس لئے تنبیہ کی گئی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک مسلمان کے خطبہ پر خطبہ کیا تھا وغیرہ (روح)
لیکن سب سے زیادہ موزوں اور مناسب توجیہہ وہ ہے جو بعض مفسرین نے لکھی ہے۔ اور رئیس المفسرین حضرت الشیخ قدس سرہٗ نے جسے ترجیح دی ہے۔ اس توجیہہ میں نہ اسرائیلیات کا سہارا لینے کی ضرورت ہے۔ نہ ظواہر نظم کو ظاہر سے پھیرنے کی حاجت اور لغزش بھی خود سیاق نظم ہی سے متعین ہو رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیوار پھاند کر اندر داخل ہونے والے انسان نہیں تھے بلکہ فرشتے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے امتحان کے لئے بھیجا تھا۔ روی ان اللہ تعالیٰ بعث الیہ ملکین فی صورۃ انسانین فطلبا ان یدخلا علیہ فوجداہ فی یوم عبادتہ فمنعہما الحرس فتسوروا المحراب (مدارک ج ۴ ص ۲۹) اور پھر انہوں نے جو صورتِ قضیہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے پیش کی، وہ نفس الامر میں واقع نہیں تھی، بلکہ ایک مفروضہ صورت تھی۔ گویا وہ یوں کہہ رہے ہیں کہ اگر ہمارے درمیان یہ صورت پیش آجائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ جس طرح اہل نحو فاعل و مفعول کی تمثیل میں کہتے ہیں۔ ضرب زید عمرا۔ حالانکہ فی الواقعہ وہاں ضرب نہیں ہوتی۔ قال الحسین بن الفضل: ھذا من الملکین تعریض وتنبیہ کقولھم ضرب زید عمرا۔ وما کان ضرب ولا نعاج علی التحقیق۔ کانہ قال نحن خصمین ھذہ حالنا۔ قال ابو جعفر النحاس واحسن ما قیل فی ھذا ان المعنی یقول خصمان بغی بعضنا علیٰ بعض علیٰ جھۃ المسئلۃ۔ کما تقول: رجل یقول لامرأتہ کذا ما یجب علیہ (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۷۳) اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعیٰ علیہ کو صفائی کا موقع دیئے بغیر ہی اپنا فیصلہ صادر فرمایا۔ یہی لغزش تھی قال النحاس: فیقال ان ھذہ کانت خطیئۃ داؤد علیہ السلام، لانہ قال، لقد ظلمک من غیر تثبت ببینۃ ولا اقرار من الخصم (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۷۵) وقیل ان ذنب داؤد الذی استغفر منہ لیس ھو بسبب وریا والمرأۃ وانما ھو بسبب الخصمین وکونہ قضیٰ لاحدھما قبل سماع کلام الآخر (خازن ج ۶ ص ۵۰) حضرت داؤد علیہ السلام پہلے تو یہی سمجھے تھے کہ فریقین انسان ہیں۔ اور قضیۂ واقعیہ کے بارے میں فیصلہ لینے آئے ہیں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ فیصلہ سننے کے بعد دونوں سائل ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور پھر ان کے سامنے ہی آسمان کی طرف چڑھ گئے تو سمجھے کہ یہ تو اللہ کی طرف سے ابتلا تھا جس میں مجھ سے لغزش سرزد ہوگئی اس لئے فوراً سربسجود ہوگئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی وقیل لما قضی بینھما نظر احدھما الی صاحبہ فضحک ثم صعدا الی السماء حیال وجھہ فعلم بذلک ان ہ تعالیٰ ابتلاہ (روح ج ۲۳ ص ۱۸۲) ۲۴ ؎ فغفرنا الخ ہم نے ان کی لغزش معاف کردی وہ ہمارے نہایت ہی مقرب اور برگزیدہ بندے ہیں اور آخرت میں ہمارے یہاں ان کا انجام بہت عمدہ اور ان کا مقام بہت بلند ہے۔ ۲۵ ؎ یٰداؤد الخ حضرت داؤد علیہ السلام کو دنیا میں جو شان و منزلت عطا کی گئی اس کا ذکر ہے اور ساتھ ہی ہدایات بھی ہیں۔ ہم نے آپ کو زمین میں حکومت عطا کی اور آپ کو لوگوں کے معاملات کا متولی بنایا ہے۔ اس لئے لوگوں کے باہمی تنازعات کا تصفیہ پوری چھان بین اور تحقیق سے کیا کریں اور عدل و انصاف کو اپنا شعار بنائیں۔ محاکمات میں اور دیگر تمام امور میں خواہشِ نفس دخل انداز نہ ہونے پائے ورنہ وہ راہِ حق اور جادۂ عدل سے منحرف

لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ
وہ بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ملانے کو اپنی دنبیوں میں اور اکثر
الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَ
شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہیں اور
عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ
کام کئے نیک اور تھوڑے لوگ ہیں ایسے اور خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اس کو جانچا
فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ (۲۴) فَغَفَرْنَا لَهُ
پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور گر پڑا جھک کر اور رجوع ہوا پھر ہم نے معاف کر دیا اس کو
ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ (۲۵) يَا دَاوُودُ
وہ کام کے اور اس کے لئے ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا اے داؤد
إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ
ہم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں
بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ
انصاف سے اور نہ چل جی کی خواہش پر پھر وہ تجھ کو بچلا دے اللہ کی راہ سے
إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ
مقرر جو لوگ بچلتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے
بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ (۲۶) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ
اس بات پر کہ بھلا دیا انہوں نے دن حساب کا اور ہم نے نہیں بنایا آسمان اور زمین
وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ
اور جو ان کے بیچ میں ہے نکما یہ خیال ہے ان کا جو منکر ہیں سو خرابی ہے
لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ (۲۷) أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ
منکروں کے لئے آگ سے کیا ہم کر دیں گے ایمان والوں کو جو

السجدۃ ۹
ع ۲ / ۱۱
ربط آیات: توجیہہ بعض بعد وعظ ۱۲
تحقیق نفاذ نحوی ۱۲

موضحِ قرآن
داؤد کے لشکر میں اوریا نام ایک شخص تھا ایک عورت سے اس کے نکاح کا پیغام تھا قریب تھا کہ نکاح ہو جائے اس عورت کے وارثوں کو اوریا سے کچھ خلش تھی۔ اس واسطے اس عورت کو اسکے نکاح میں نہ دیا تب حضرت داؤدؑ نے اس عورت کے نکاح کا پیغام دیا۔ اور ان کے ننانوے بی بی موجود تھیں اگرچہ اس میں کچھ خلافِ شرع نہ ہوا مگر اتنا بھی پیغمبروں کی شان کے خلاف ہے کہ شاید کوئی شبہ کرے اس پر یہ جانچ ہوئی یہ تفسیر حسینی میں لکھا

کریں گی۔ جو لوگ خواہشِ نفس کے تابع ہو کر راہِ حق سے بھٹک جائیں گے، ان کے لئے سخت ترین عذاب ہے۔ کیونکہ انھوں نے قیامت کے دن کو بھلا دیا ہے
ت۵ وما خلقنا الخ یہ عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کو اور ساری کائنات کو ہم نے یوں ہی بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ بلکہ یہ ساری کائنات اللہ تعالےٰ
کی وحدانیت اور اس کے تفرد بالالوہیت پر دلالت کرتی ہے۔ کائنات کے نظم و نسق کو برقرار رکھنا اور نہایت ہی حکیمانہ تدبیر سے نظامِ کائنات کو
چلانا معبودِ برحق کے سوا کسی اور کا کام نہیں۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنے ارادے سے کرتا ہے۔ اس لئے کوئی ایسا شفیعِ غالب نہیں جو اس کے کاموں میں دخل

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ
کرتے ہیں نیکیاں برابر ان کے جو خرابی ڈالیں ملک میں کیا ہم کر دیں گے

الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ
ڈرنے والوں کو برابر ڈھیٹھ لوگوں کے ایک کتاب ہے ت۵ جو اتاری ہم نے تیری طرف برکت کی

لِّيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا
تا دھیان کریں لوگ اس کی باتیں اور تا سمجھیں عقل والے اور دیا ہم نے

لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ ۭ اِذْ عُرِضَ
داؤد کو سلیمان ت۶ بہت خوب بندہ وہ ہے رجوع رہنے والا جب دکھلانے کو لائے

عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ
اس کے سامنے ت۷ شام کو گھوڑے بہت خاصے تو بولا میں نے دوست رکھا

حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾
مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا اوٹ میں ف۱

رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَ
پھیر لاؤ ان کو میرے پاس پھر لگا جھاڑنے ان کی پنڈلیاں اور گردنیں ف۲ اور

لَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾
ہم نے جانچا سلیمان کو ت۱ اور ڈال دیا اس کے تخت پر ایک دھڑ پھر وہ رجوع ہوا

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ
بولا اے رب میرے معاف کر ت۲ مجھ کو اور بخش مجھ کو وہ بادشاہی کہ مناسب نہ ہو کسی کو میرے

بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ
پیچھے بے شک تو ہے سب کچھ بخشنے والا ف۳ پھر ہم نے تابع کر دیا اس کے ہوا کو ت۳

تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ
چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا اور تابع کر دیئے شیطان سارے

ت۵ خبر ۱۲
ت۶ دلیل وحی ۱۲
ت۷ دوسری نقلی دلیل

دے سکے۔ کافروں کا یہ گمان کہ یہ کارخانۂ کائنات محض بے
مقصد ہے۔ یا یہ کہ ان کے معبودانِ باطلہ خدا کے کاموں
میں دخل دے سکتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں شفیعِ غالب
ہیں، سراسر باطل ہے۔ فویل للذین کفروا الخ یہ
ایسے کافروں کے لئے تخویفِ اخروی ہے۔ ت۵ ام
نجعل الخ یہ زجر ہے۔ قیامت کا انکار دراصل جزاء و
سزا کا انکار ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ایمان والے
جن کی زندگی صلاح و تقویٰ میں بسر ہو وہ ان فساق و
فجار کے برابر ہو جائیں جن کی زندگیوں کا مشن ہی شر و فساد
بپا کرنا ہے اگر جزاء و سزا نہیں تو متقین جزاءِ اعمال سے
محروم اور مفسدین بدعملی کی سزا سے محفوظ رہیں گے
حالانکہ یہ سراسر بے انصافی اور خلافِ عقل ہے۔ و
المراد انہ لو بطل الجزاء کما یقول الکفار
لاستوت احوال من اصلح وافسد واتقی وفجر
ومن سوّی بینھم کان سفیھا ولم یکن حکیما (مدارک)

ت۳ تسخیرِ ہوا و جن ۱۲

موضح قرآن

ف۱ حضرت سلیمانؑ نے سنا کہ سمندر کے کنارے پر دریائی گھوڑے نکلتے ہیں۔
خاصی گھوڑیاں وہاں باندھ رکھیں وہ ان سے جفت ہوئے
بچے ہوئے تحفہ ان کے قدم جیسے پرندہ وہ تیار ہو کر آئے دیکھنے
میں بے خبر ہو گئے۔ وظیفے کا وقت جاتا رہا عصر کا سورج
اوٹ میں آ گیا پھر غصہ ہوئے۔ ان گھوڑوں کو منگا کر کاٹ ڈالا
یہ اللہ کی محبت کا جوش تھا ان کی تعریف فرمائی۔ ف۲ حضرت
سلیمانؑ استنجے کو جاتے تو انگشتری ایک خادمہ کو سپرد کرتے۔
اس میں لکھا تھا اسمِ اعظم، ایک جن تھا صخر نام۔ اس خادمہ کو بہکا کر
انگشتری لے گیا اپنی صورت بنائی سلیمانؑ کی سی۔ تخت پر بیٹھ کر
لگا حکم کرنے حضرت سلیمان یہ معلوم کر کر نکل گئے کہ مجھ کو مروا نہ ڈالے
ایک گاؤں میں چھپ کر رہے چھ مہینے کے بعد صخر تھا شراب کی مستی
میں انگشتری دریا میں گر پڑی۔ ایک مچھلی نگل گئی۔ وہ شکار ہوئی
حضرت سلیمان کے ہاتھ۔ پیٹ میں سے انگشتری نکلی لیکر پھر آئے
اپنے تختِ سلطنت پر۔ یہ جانچ ہوئی اس پر کہ ان کے گھر میں ایک عورت تھی اپنے باپ مر گئے کو یاد کر کر رویا کرتی۔ اس کو بنا دی جنوں نے تصویر اس کے باپ کی کہ جبین پکڑے وہ لگی پوجنے انھوں
نے خبر نہ لی۔ یا خبر پا کر تغافل کیا۔ بعضے کہتے ہیں جانچ یہ کہ اپنے امیروں سے خفا ہوئے کہ جہاد میں کمی کرتے تھے۔ چاہا ایک رات جاویں اپنی ستر عورتوں پاس۔ ہر ایک سے ایک ایک بیٹا ہو۔ وہ خاطر خواہ
جہاد کریں۔ فرشتے نے دل میں ڈالا انشاء اللہ کہنے سے انھوں نے تغافل کیا۔ ستر عورتوں میں ایک کو حمل ہوا۔ وقت پر ہوا آدھا آدمی وہ لا کر رکھ دیا انکے تخت پر یہ نادم ہوئے انشاء اللہ نہ کہنے پر ف۳ یعنی کسی کا حوصلہ نہ ہوگا کہ وہ سکے ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نمازِ عصر فوت شد ۱۲ ف۲ یعنی ذبح کرد و ساق آنہا را بر برید از جہت غیرت بر ذکر خدا تعالیٰ ۱۲ ف۳ سلیمانؑ از امرائے خود منغض شد و بخاطر آورد کہ امشب با صد زن صحبت دارم و ہر زنی
پسری زاید۔ و ہر یکے شہسوارے باشد جہاد کنندہ۔ و مرا احتیاج متعلق امرا نماند۔ فرشتہ گفت انشاء اللہ تعالیٰ بگو سلیمانؑ سہو کرد پس ہیچ زن حاملہ نہ شد۔ الا یک زن طفل
ناقص الخلقت را زاد۔ و آں طفل را بر تخت سلیمان انداختند۔ سلیمانؑ متنبہ شد و رجوع برب العزت کرد ۱۲

۲۸ھ کتٰب الخ یہ دلیل وحی ہے۔ یہ کتاب جو دین و دنیا کی برکات کی حامل ہے۔ ہم نے اس لئے نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل سلیم اور فہم مستقیم رکھنے والے لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں اور سمجھیں کہ اللہ کے سوا کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس وحی الٰہی نے پوری صراحت سے شفاعت قہری کی نفی کی ہے ۲۹ھ ووھبنا الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے پائے کے پیغمبر اور بادشاہ تھے۔ ان پر بھی اللہ کی طرف سے ابتلاء آگیا آخر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور توبہ کی۔ وہ تو خود اللہ کے سامنے ایسے عاجز تھے اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہوسکتے داؤد (علیہ السلام) کو ہم نے سلیمان (علیہ السلام) ایسا نیک اور لائق فرزند عطا کیا جو اللہ تعالیٰ کا نہایت فرمانبردار بندہ تھا ۳۰ھ اذ عرض الخ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جہاد کی ضرورت پیش آئی تو پچھلے پہر کے وقت اصطبل سے گھوڑے پیش کرنے کا حکم دیا جن کی تعداد کم و بیش ایک ہزار تھی چنانچہ گھوڑے ان کے سامنے پیش کئے گئے۔ چونکہ وہ گھوڑوں کے اوصاف سے بخوبی واقف تھے جب انھوں نے دیکھا کہ تمام گھوڑے عمدہ نسل کے، اصیل اور سبک رفتار ہیں تو بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔ یہ مال (گھوڑوں) کی محبت بھی یاد الٰہی کی وجہ سے ہے یہ دنیوی محبت نہیں۔ اسی دوران میں گھوڑے آنکھوں سے اوجھل ہوچکے تھے۔ اس لئے دوبارہ حکم دیا کہ ان کو دوبارہ واپس لاؤ جب وہ واپس لائے گئے تو ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر پیار سے تھپکی دینے لگے۔ (ابن جریر، کبیر، خازن) الصافنات صافن کی جمع ہے۔ صافن اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو ایک پاؤں کو اوپر اٹھا کر اس کے کھر پر کھڑا ہو۔ یہ گھوڑوں کی عمدہ صفات میں شمار ہوتی ہے۔ الجیاد، جواد کی جمع ہے جواد تیز اور سبک رفتار کو کہتے ہیں۔ الخیر سے مال مراد ہے۔ عن ذکر ربی میں عن بمعنی من ہے عن ذکر ربی من ذکر ربی (صحیح بخاری ج ۱ ص۴۸۶) توارت کی ضمیر الصافنات الجیاد کی طرف راجع ہے آیت کا مذکورہ بالا مفہوم امام ابن جریر طبری، امام رازی، خطیب شربینی اور خازن نے ذکر کیا ہے اور یہ مفہوم حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند متصل امام طبری نے روایت کیا ہے، رازی اور طبری نے اسی مفہوم کو ترجیح دی ہے امام رازی نے اس کو امام زہری اور ابن کیسان کی طرف بھی منسوب کیا ہے والذی ذھبنا الیہ قول الزھری و ابن کیسان (السراج المنیر للخطیب الشربینی ج ۳ ص۳۹۰)[1] لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر مفسرین کے نزدیک آیت کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑوں کی دیکھ بھال میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز عصر جاتی رہی جو ان پر فرض تھی۔ نماز عصر قضا ہونے کا سبب گھوڑے تھے اس لئے گھوڑوں کو واپس منگا کر ذبح کر دیا (بحر۔ روح۔ معالم۔ مدارک ابن جریر۔ ابن کثیر) اس صورت میں توارت کی ضمیر الشمس (سورج) کی طرف راجع ہوگی جو العشی سے مفہوم ہے اور عن اپنے اصل معنی پر ہی ہوگا۔ لیکن امام رازی نے اس پر کئی اعتراضات وارد کئے ہیں۔ اول یہ کہ الصافنات کا ذکر آیت میں صریح ہے اور الشمس کا کوئی ذکر نہیں اس لئے الصافنات کی طرف ضمیر لوٹانا بہتر ہے دوم مسح بالسوق کو ذبح پر محمول کرنا صحیح نہیں ورنہ فامسحوا برؤوسکم کے معنے بھی قطع کرنے کے ہوتے البتہ مسح بالسیف قطع کے معنوں میں آتا ہے لوکان مسح السوق والاعناق قطعھا لکان معنی قولہ وامسحوا برؤوسکم واقطعوھا وھذا مما لا یقولہ عاقل بل لو قیل مسح راسہ بالسیف فربما فھم منہ ضرب العنق (کبیر ج ۷ ص۲۰۶) سوم سینکڑوں گھوڑوں کو بے مقصد ذبح کر دینا جبکہ وہ ہوں بھی بے قصور ایک پیغمبر کی شان سے بعید ہے ۳۱ھ ولقد فتنا الخ سلیمان علیہ السلام کو ہم نے آزمائش میں ڈالا اور ان کے تخت پر ایک جسد ڈالدیا اس آیت میں جسد اور آزمائش کی تعیین نہیں کی گئی اس لئے اس کی تعیین میں بھی اختلاف ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی کہ آج رات میں اپنی تمام بیویوں سے مقاربت کروں گا تو ہر ایک کے بچہ پیدا ہوگا۔ اور ہر بچہ مجاہد ہوگا لیکن انشاء اللہ نہ کہا چنانچہ ایک بیوی کے سوا کسی کے بچہ پیدا نہ ہوا اور وہ بھی ناقص الخلقت۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہہ لیتے تو تمام بیویوں کے بچے پیدا ہوتے اور سب مجاہد و شہسوار ہوتے۔ حدیث کے الفاظ صرف یہاں تک ہیں۔ اس حدیث کو نقل کرکے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ دایہ نے اس کو لاکر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے تخت پر ڈال دیا اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام متنبہ ہوئے کہ یہ انشاء اللہ نہ کہنے کا نتیجہ ہے چنانچہ فوراً توبہ و استغفار کیا یہ حدیث صحیح ہے جو صحیح بخاری (ج ۱ ص۳۹۵، ج ۲ ص۹۹۴) کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن اس حدیث کے کسی بھی طریق میں بھی ادنیٰ سا اشارہ بھی ایسا نہیں ملتا جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے وہ اپنی جگہ ہے لیکن وہ واقعہ اس آیت کی تفسیر نہیں۔ البتہ مفسرین نے اس کو اس آیت کی تفسیر میں ذکر کر دیا ہے بعض مفسرین نے جسد سے خود حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسد مراد لیا ہے وہ بیماری سے اس قدر بے ہوش اور لاغر ہوگئے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جسد بلا روح ہیں وقال قوم مرض سلیمان مرضا کالاغماء حتی صار علی کرسیہ جسدا کانہ بلا روح (بحر ج ۷ ص۳۹۷) ولقد فتنا سلیمان بسبب مرض شدید القاہ اللہ علیہ والقینا علی کرسیہ منہ جسدا وذلک لشدۃ المرض والعرب تقول فی الضعیف انہ لحم علی وضم وجسم بلا روح ثم اناب ای رجع الی حال الصحۃ (کبیر ج ۷ ص۲۰۳) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جہاد کے گھوڑوں کی دیکھ بھال میں اس قدر محو ہوگئے کہ نماز عصر اپنے اصل وقت سے مؤخر ہوگئی (اگرچہ سورج غروب نہیں ہوا تھا) اللہ تعالیٰ نے اس ادنیٰ تغافل پر بطور تنبیہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے حکومت لے کر ان کی جگہ ایک بیکار شخص کو تخت نشین کر دیا۔ جب انھوں نے استغفار کیا تو انہیں ان کا ملک واپس کر دیا اور گھوڑوں کے عوض ہوا کو ان کے تابع کر دیا۔ جسد سے وہی بیکار شخص مراد ہے۔

اس کے علاوہ بعض مفسرین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کو ایک جن (شیطان) کے قبضے میں لے لینے اور ان کی حکومت پر مسلط ہونے کا قصہ ذکر کیا ہے وہ سراسر جھوٹا اور یہود و زنادقہ کا افتراء ہے۔ اس کا ذکر کرنا بھی جائز نہیں۔ قال ابوحیان وغیرہ ان ھذہ المقالۃ من اوضاع الزنادقۃ السوفسطائیۃ ولا ینبغی لعاقل ان یعتقد صحۃ ما فیھا (روح ج ۲۳ ص۱۹۹) قال القاضی عیاض وغیرہ من المحققین لا یصح ما نقلہ الاخباریون من تشبیہ الشیطان بہ وتسلیطہ علی ملکہ وتصرفہ فی امتہ بالجور فی حکمہ وان الشیاطین لا یسلطون علی مثلہ وقد عصم اللہ تعالیٰ الانبیاء من مثل ھذا (خازن جلد ۶ ص۴۹)

---

[1] یہ عبارت علامہ خطیب شربینی المتوفی ۹۷۷ھ نے امام رازی سے اپنی تفسیر میں نقل کی ہے لیکن تفسیر کبیر کے مطبوعہ نسخہ میں یہ عبارت موجود نہیں۔ یہ نسخوں کا اختلاف ہے یا طباعت کی غلطی ہے واللہ اعلم ۱۲ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔

واماما یروی من حدیث الخاتم والشیطان وعبادۃ الوثن فی بیت سلیمان علیہ السلام فمن اباطیل الیھود (مدارک) ۳۲ قال رب الخ حضرت
سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کی۔ انبیاء علیہم السلام کا شیوہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ سے استغفار کرتے رہتے ہیں جس سے درجات کی بلندی اور گناہوں
سے حفاظت کی طلب مقصود ہوتی ہے اس لئے استغفار کیلئے تقدم ذنب ضروری نہیں وھب لی ملکا الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی کہ مجھے ایسی حکومت
عطا فرما جو میرے سوا کسی اور کو نہ ملے۔ والصحیح انہ سائل من اللہ تعالیٰ ملکا لا یکون لاحد من بعدہ من البشر مثلہ وھذا ھو ظاھر السیاق من

الآیۃ (ابن کثیر) ۳۳ فسخرنا الخ چنانچہ ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کی دعا قبول کر لی اور ہوا کو اور جنات کو ان کے تابع کر دیا۔ اصاب ای اراد (روح) حضرت سلیمان علیہ السلام جہاں چاہتے ہوا سبک رفتاری سے ان کا تخت اٹھا کر لے جاتی۔ اور جنات کو بھی ان کا مطیع بنا دیا ان میں سے کچھ تو تعمیرات کے کام پر لگا دیئے اور کچھ غوطہ زن تھے جو سمندر کی تہ سے جواہر اور دیگر قیمتی اشیاء نکال کر دیتے۔ اور جو شیاطین زیادہ سرکش اور طاغی تھے ان کو زنجیروں میں جکڑ کر قید میں ڈال رکھا تھا ۳۴ ھذا الخ یہ اللہ کی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام سے خطاب ہے، یہ ملک عظیم اور انعامات بے پایاں ہم نے تجھے دیئے ہیں اب تجھے اختیار ہے کہ اس میں سے اوروں کو بھی دے یا نہ دے قال ابن عباس رضی اللہ عنہما اعط من شئت وامنع من شئت بغیر حساب ای لیس علیک حرج فیما اعطیت وفیما امسکت (کبیر ج ۷ ص ۲۰۵) وان لہ عندنا الخ اس دنیوی سلطنت تسخیر ریح و شیاطین کے علاوہ سلیمان علیہ السلام کا ہمارے یہاں مرتبہ بہت بلند ہے اور ان کی عاقبت بھی محمودہ ہے اور وہ ہمارے مقبول اور برگزیدہ بندے ہیں ۳۵ واذکر الخ یہ تیسری نقلی دلیل ہے حضرت ایوب علیہ السلام کی قوم مسئلہ توحید کی وجہ سے ان کی مخالف ہو گئی اور اللہ کی طرف سے ایک شدید بیماری کی شکل میں ان پر ابتلا آیا جس کی وجہ سے شہر والوں نے ان کو شہر سے نکال دیا آخر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ نے ان کو اس بیماری سے شفا عطا فرمائی جس کا اپنا یہ حال ہو وہ کسی طرح شفیع غالب نہیں بن سکتا۔ انی مسنی الشیطن الخ نصب، شدت تکلیف حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری طول پکڑ گئی اور وہ اٹھارہ سال اس میں مبتلا رہے اس بیماری کی وجہ سے انھوں نے سخت تکلیف اٹھائی۔ ایک دن ان کی بیوی کسی کام سے جا رہی تھیں۔ راستے میں ایک طبیب دیکھا جو

بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾
عمارت کرنے والے اور غوطے لگانے والے اور بہت سے اور جو باہم جکڑے ہوئے ہیں بیڑیوں میں ف
هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ
یہ ہے بخشش ۳۴ ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا اور اس
لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ م
کا ہمارے یہاں مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا ف اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو ۳۵
اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾
جب اس نے پکارا اپنے رب کو کہ مجھ کو لگا دی شیطان نے ایذا اور تکلیف
اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَ
لات مار اپنے پاؤں سے ۳۶ یہ چشمہ نکلا نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو اور
وَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى
بخشے ہم نے اس کو اس کے گھر والے اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی طرف کی مہربانی سے اور یاد رکھنے
لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا
کو عقل والوں کے ف اور پکڑ اپنے ہاتھ میں ۳۷ سینکوں کا مٹھا پھر اس سے مار لے ۳۸ اور
تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾
قسم میں جھوٹا نہ ہو ہم نے اس کو پایا جھیلنے والا بہت خوب بندہ تحقیق وہ ہے رجوع رہنے والا
وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ
اور یاد کر ہمارے بندوں کو ۳۹ ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب ہاتھوں والے اور
وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ
اور آنکھوں والے ف ہم نے امتیاز دیا ان کو ایک چنی ہوئی بات کا وہ یاد اس گھر کی اور وہ سب
عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَ
ہمارے نزدیک ہیں چنے ہوئے نیک لوگوں میں اور یاد کر اسمٰعیل کو ۴۰ اور

تیسری نقلی دلیل ۱۲
چوتھی نقلی دلیل
پانچویں نقلی دلیل

حقیقت میں شیطان تھا اور انسانی شکل میں متمثل ہو کر سامنے آیا۔ اس سے اپنے خاوند کی بیماری کا ذکر کیا تو شیطان (بصورت طبیب) نے کہا کہ میں اس شرط پر علاج کروں گا کہ جب تمہارا خاوند

موضح قرآن ف ساری دنیا میں جہاں معلوم کرتے کہ کوئی جن ستاتا ہے آدمیوں کو اس کو قید کر لیتے یا دریا میں بند کر کر ڈال دیا اور یا زمین میں گاڑ دیا بعضے اب تک بند ہیں ف۲ یہ اور مہربانی کہ اتنی دنیا دی اور مختار کر دیا حساب معاف کر کر لیکن وہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ ہی کی محنت ٹوکری بنا کر ف۳ جب اللہ نے چاہا کہ ان کو چنگا کرے ایک چشمہ نکالا ان کے لات مارنے سے اسی سے نہایا کرتے اور پیتے۔ وہی ان کی شفا ہوئی۔ اور ان کے بیٹے بیٹیاں چھت کے نیچے دب مرے تھے ان کو جلایا، اور اتنی ہی اولاد اور دی ف۴ مرض میں خفا ہو کر قسم کھائی تھی کہ اپنی عورت کو سو لکڑیاں ماریں اگر چنگے ہوں وہ بی بی اس حال کی رفیق تھی اور بے تقصیر اللہ تعالیٰ نے قسم اس طرح سچی کروادی ف۵ یعنی ہاتھوں سے بندگی کرتے اور آنکھوں سے قدرتیں دیکھ کر یقین لاتے۔ فتح الرحمٰن ف۱ یعنی زن خود را ۱۲ ف۲ یعنی ایوبؑ سوگند خوردہ بود کہ زن خود را صد چوب بزند خدا تعالیٰ بروی سہل ساخت ۱۲ ف۳ یعنی علم و عمل ہر دو بکمال داشتند ۱۲

میرے علاج سے تندرست ہو جائے تو تم غیر اللہ کے نام کی قربانی دو گی۔ بیوی صاحبہ چونکہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی وجہ سے نہایت غمزدہ اور دلگیر تھیں اس لئے ان کے دل میں شیطان کے قول کی طرف کچھ میلان ہو گیا انھوں نے یہ واقعہ حضرت ایوب علیہ السلام سے ذکر کیا تو وہ فوراً سمجھ گئے کہ وہ شیطان ہے اور اس سے انھیں نہایت ہی شدید روحانی تکلیف پہنچی اور نہایت عاجزی اور زاری سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی بارے الہا! میری طویل مصیبت کی وجہ سے اب تو شیطان کو بھی یہ توقع ہو چلی ہے کہ ہم شرک کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے میرے پروردگار! شیطان نے اپنے اس بول سے مجھے سخت اذیت دی ہے اب مجھ پر مہربانی فرما اور اس مصیبت سے نجات عطا کر۔ ان الشیطان تعرض لامرأته بصورة طبیب، فقالت له ان ههنا مبتلی فهل لك ان تداویه ...... ان الشیطان طلب منها ان تذبح لغیر اللہ تعالیٰ اذا عالجه وبرأ فمالت لذلك، فعظم علیه علیه السلام الامر فنادی الخ (روح ج ۲۳ ص۲۰۶) اشار بقوله مسنی الشیطن الی تعرضه لامرأته وطلبه ان تشرك باللہ وكانه یتشكی هذا الامر كان علیه اشد من مرضه (مجمع ج ۷ ص۴۷۸)

۳۶ ارکض الخ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مارو۔ فوراً ٹھنڈے پانی کا چشمہ نمودار ہو گا۔ اس سے غسل کرو اور اس سے پیو۔ چنانچہ انھوں نے زمین پر پاؤں مارا اس ٹھنڈے پانی کا چشمہ ابل پڑا اس میں غسل کیا اور اس میں سے پیا تو فوراً تندرست ہو گئے گویا بیمار تھے ہی نہیں۔ ووھبنا له اهله الخ ابتلا میں ان کی جو اولاد فوت ہو گئی تھی اس کو دوبارہ زندہ کر دیا اور اس کے علاوہ بھی اولاد عطا فرمائی یہ سب اللہ کی مہربانی تھی۔ نیز اس میں عقلمند لوگوں کے لئے عبرت ہے کہ مصائب و شدائد میں صبر کرنے کا یہ ثمرہ ہے **۳۷** وخذ الخ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی نے جب طبیب (شیطان) والا قصہ ان سے بیان کیا اور اپنی طبیعت کا رجحان ظاہر کیا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے ناراض ہو کر قسم کھالی کہ اللہ نے اگر مجھے صحت عطا فرمائی تو میں تجھے ایک سو چھڑی ماروں گا لیکن انکی بیوی کا جذبۂ ایثار و خدمت، اس کی وفاداری اور مصیبت میں پیغمبر علیہ السلام کی مخلصانہ خدمت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھی اس لئے اللہ نے محض اپنی مہربانی سے قسم کو پورا کرنے کا یہ حیلہ بتایا کہ پتلی پتلی سو شاخوں کا ایک مٹھا اٹھا کر اس کے مار دو تمہاری قسم پوری ہو جائے گی اور تم حانث نہیں ہو گے تمثل الشیطان لها فی صورة ناصح او مداو وعرض لها شفاء ایوب علی یدیه علی شرط لا یمكن وقوعه من مؤمن فذكرت ذلك له فعلم ان الذی عرض لها هو الشیطان وغضب لعرضها ذلك علیه فحلف ...... فحلل اللہ یمینه باهون شیءٍ علیه وعلیها لحسن خدمتها ایاه ورضاه عنها (بحر جلد ۷ ص۴۰۱) یہ حیلہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ مختص تھا۔ اس پر قیاس کر کے حیلۂ اسقاط وغیرہ کو جائز کہنا درست نہیں۔ ہر وہ حیلہ جس سے حکمت

بشارت اخروی ۱۲

الْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾ هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَ
الیسع کو اور ذاالکفل کو اور ہر ایک تھا خوبی والا۔ یہ ایک مذکور ہو چکا اور
إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٩﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً
تحقیق ڈر والوں کے لئے ہے اچھا ٹھکانا باغ ہیں سدا بسنے کے کھولے رکھے ہیں ان
لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿٥٠﴾ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَ
کے واسطے دروازے تکیہ لگائے بیٹھے ان میں منگواتے ہیں میوے بہت اور
شَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾
شراب اور ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں ایک عمر کی
هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ الثلثة إِنَّ هَٰذَا
یہ وہ ہے جو تم سے وعدہ کیا گیا حساب کے دن پر یہ ہے
لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ
روزی ہماری دی ہوئی اس کو نہیں نپٹنا یہ سن چکے اور تحقیق شریروں کے واسطے ہے ف۴۰
لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾
بُرا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں ان کو ڈالیں گے سو کیا بُری آرام کرنے کی جگہ ہے
هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَآخَرُ مِن
یہ ہے اب اس کو چکھیں گرم پانی اور پیپ اور کچھ اور اسی
شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هَٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا
شکل کی طرح طرح کی چیزیں ف۱ یہ ایک فوج ہے دھستی آرہی ہے تمہارے ساتھ ف۲ جگہ نہ
مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ
ملیو ان کو یہ ہیں گھسنے والے آگ میں وہ بولے بلکہ تم ہی ہو
لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾
کہ نہ جگہ ملیو تم کو تم ہی پیش لائے ہمارے یہ بلا سو کیا بُری ٹھہرنے کی جگہ ہے

تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ الیسع خلیفہ تھے حضرت الیاس کے نبی ہوئے (ف۲) جب بہشت میں داخل ہو چکے ہر کوئی بن بتائے اپنے گھر میں چلا جائے گا۔

فتح الرحمن ف۱ چوں تابعان خواہند کہ بدوزخ در آیند متبوعان را گفتہ شود ۱۲

ف۱ مروجہ حیلہ اسقاط کئی وجوہ سے ناجائز ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتب فقہ نیز رسالہ توثیق الکلام فی رد حیلۃ الاسقاط المروجۃ فیما بین الانام شائع کردہ کتبخانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

تشریع باطل ہو جائے ناجائز اور حرام ہے۔ مروجہ حیلۂ اسقاط سے بھی حکمت تشریع باطل ہو جاتی ہے اس لئے وہ بھی جائز نہیں۔ کل حیلۃ اوجبت ابطال حکمۃ شرعیۃ لاتقبل الخ (روح جلد ٢٣ ص ٢٠٩) انا وجدنٰہ صابرا الخ یہ اللہ کی طرف سے حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف وتحسین ہے بیشک ہم نے ایوب علیہ السلام کو صابر پایا۔ اتنی طویل مصیبت میں وہ ایک بار بھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ وہ ہمارے بہت ہی اچھے بندے اور ہماری طرف رجوع وانابت کرنے والے تھے۔ اپنی تکلیف ومصیبت میں انھوں نے ہمارے سوا کسی کو نہیں پکارا ٣٨ واذکر عبدنا الخ یہ چوتھی نقلی دلیل ہے ہمارے بندوں ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کا ذکر کرو جو ظاہری اعمال طاعت اور باطنی علوم اور دینی بصیرت میں کامل تھے۔ (اولی الایدی والابصار) اولی القوۃ فی الطاعۃ والبصیرۃ فی الدین او اولی الاعمال الجلیلۃ والعلوم الشریفۃ (ابوالسعود جلد ٧ ص ٢٠٩) ہم نے ان کو یاد آخرت کے لئے خاص کر دیا اور ان کی تمام تر توجہ اللہ کی طاعت اور عبادت اور اس کی رضا جوئی پر مرکوز تھی گویا وہ ہر وقت آخرت کی تیاری میں مصروف رہتے تو جن کا اپنا یہ حال ہو بھلا وہ شفیع غالب کس طرح ہو سکتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے مقبول برگزیدہ اور نیک بندے تھے لیکن شفیع غالب نہ تھے ٣٩ واذکر اسمٰعیل الخ یہ پانچویں نقلی دلیل ہے۔ ہمارے بندوں اسمٰعیل۔ الیسع۔ اور ذوالکفل کا ذکر بھی کرو یہ سب نیک اور برگزیدہ بندے تھے ھذا ذکر انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر سراپا عبرت ونصیحت ہے دنیا میں اگر ان پر کوئی تکلیف آتی ہے تو محض آزمائش کے لئے ورنہ آخرت میں تو ان کا مرتبہ بہت بلند ہوگا۔

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾
وہ بولے اے رب ہمارے ٢٢ جو کوئی لایا ہمارے پیش یہ سو بڑھا دے اس کو دونا عذاب آگ میں
وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿٦٢﴾
اور کہیں گے کیا ہوا کہ ہم نہیں دیکھتے ان مردوں کو کہ ہم ان کو شمار کرتے تھے برے لوگوں میں ف١
اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ اِنَّ ذٰلِكَ
کیا ہم نے ان کو ٹھٹھے میں پکڑا تھا یا چوک گئیں ان سے ہماری آنکھیں ف٢ یہ بات ٹھیک
لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا
ٹھیک ہونی ہے جھگڑا کرنا آپس میں دوزخیوں کا تو کہہ میں تو یہی ہوں ڈر سنانے والا اور کوئی
مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ
حاکم نہیں مگر اللہ اکیلا دباؤ والا رب آسمانوں کا اور
الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا
زمین کا اور جو ان کے بیچ میں ہے زبردست گناہ بخشنے والا تو کہہ یہ ایک بڑی
عَظِيْمٌ ﴿٦٧﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿٦٨﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ
خبر ہے ف٣ کہ تم اس کو دھیان میں نہیں لاتے مجھ کو کچھ خبر نہ تھی ف٤
بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٦٩﴾ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ
اوپر کی مجلس کی جب وہ آپس میں تکرار کرتے ہیں مجھ کو تو یہی حکم آتا ہے کہ اور کچھ نہیں
اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٠﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ
میں تو ڈر سنانے والا ہوں کھول کر جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناتا ہوں
بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿٧١﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ
ایک انسان مٹی کا پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں ایک
رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ
اپنی جان سو تم گر پڑو اس کے آگے سجدہ میں پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے

ع ٤ / ١٣

ف١ ذکر دعوی سورت ١٢
ف٢ جواب سوال مقدر ١٢
ف٣ بیان حال ملائکہ ١٢

موضح قرآن ف١ دوزخ کے کنارے پر یہ دوزخیوں کو فرشتے لا لا کر جمع کرتے ہیں اس تنگی اور بے قراری میں اگلے پیچھے پچھلوں کو کوسنے لگے اور اگلے وہ تھے جو دنیا میں سردار تھے پچھلے وہ جو ادنیٰ تھے۔ آپس میں پھٹکار بولیں گے ف٢ وہاں دیکھیں گے سب پہچانے لوگ ادنیٰ اعلیٰ دوزخ کے واسطے جمع ہوتے ہیں اور جن مسلمانوں کو پہچانتے تھے اور سب سے تُرا جانتے تھے۔ وہ نظر نہیں آتے تو حیران ہو کر کہیں گے کہ ہم نے ان کو غلط پکڑا تھا ٹھٹھے میں وہ اس قابل نہ تھے کہ آج دوزخ کے نزدیک نہیں یا اسی جگہ کہیں ہیں پر ہماری آنکھیں چوک گئیں ہمارے دیکھنے میں نہیں آتے ف٣ یعنی قیامت کے احوال یا اس دین کا نازل ہونا۔

فتح الرحمٰن ف١ یعنی فقراء مسلمین ١٢

وان للمتقین ۔ تا ۔ مالہ من نفاد ۔ یہ بشارتِ اخروی ہے عام متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے۔ اس سے انبیاء علیہم السلام کی شان کا اندازہ لگا لینا چاہیئے کہ ان کو تو اس سے بھی زیادہ نعمتیں میسر ہونگی ۔ اللہ کے احکام کی اطاعت کرنے والوں اور اس کی نافرمانی سے بچنے والوں کا انجام اچھا ہوگا۔ آخرت میں ان کو دائمی نعمتوں کے باغات (جنات عدن) عطا ہونگے جن کے دروازے ان کی آمد سے پہلے ہی کھول دئے جائیں گے ۔ وہ ان میں کوچوں پر تکیہ لگائے آرام کرینگے ۔ اور قسم قسم کے میوے اور مشروبات سے ان کی تواضع ہوگی ۔ وہاں انہیں پاکدامن، عفیف اور ہم عمر بیویاں ملیں گی ۔ اور ان سے کہا جائے گا، یہ تمام نعمتیں وہی ہیں جن کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا گیا تھا۔ ۴۰ وان للطغین ۔ تا ۔ تخاصم اهل النار ۔ یہ تخویفِ اخروی ہے ۔ فرمانبردار مومنین کے مقابلے میں سرکشوں کا انجام نہایت برا ہوگا۔ "طاغین" سے سرکش کفار و مشرکین کے سردار و رؤسا مراد ہیں جو ان کو شرک کی دعوت دیتے تھے ۔ وہ جہنم میں داخل ہوں گے ۔ اور ان سے کہا جائے گا ۔ یہ دنیا میں تمہاری سرکشی کی سزا ہے ۔ اب اس کا مزہ چکھو ۔ کھولتا ہوا پانی اور دوزخیوں کے زخموں سے بہتے والی پیپ انہیں پینے کے لئے دی جائے گی ۔ اور ان کے لئے اس سے ملتے جلتے عذاب اور مشروبات کی اور بھی کئی قسمیں تیار ہوں گی ۔ الغساق ما یغسق من صدید اهل النار (مدارك) ولهم مذوقات او انواع عذاب اُخر (روح ج ۲۳ ص ۲۱۵) ۴۱ هذا فوج الخ جب رؤسائے مشرکین اور داعیانِ شرک جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو ان کے بعد ان کے اتباع واذناب کی فوج جہنم میں داخل کیجائیگی اور ان کے متبوعین سے کہا جائے گا یہ فوج بھی تمہارے ساتھ جہنم میں داخل ہوگی تو وہ کہیں گے ان پر خدا کی مار وہ بھی دوزخ میں داخل ہو رہے ہیں ۔ قالوا بل انتم الخ اس کے جواب میں اتباع اپنے سرداروں سے کہیں گے بلکہ تم پر خدا کی مار ہو تم ہی نے ہمیں گمراہ کیا اور تمہاری وجہ ہی سے ہم اس برے انجام کو پہنچے ہیں۔ "هذا فوج مقتحم" کلام الخزنة لرؤساء الکفرة فی اتباعهم و "لا مرحبا بهم انهم صالوا النار" کلام الرؤساء (مدارك) انتم قدمتموه لنا یعنی و تقول الاتباع للقادة انتم بدأتم بالکفر قبلنا و شرعتموه لنا وقیل معناه انتم قدمتم لنا هذا العذاب بدعائکم ایانا الی الکفر (خازن ومعالم ج ۶ ص ۵۲) ۴۲ قالوا ربنا الخ رؤسائے شرک کے پیرو کہیں گے اے ہمارے پروردگار، جن کی وجہ سے ہم اس انجام کو پہنچے ہیں یعنی کفر و شرک کی تعلیم دینے والوں کو جہنم کی آگ میں ہم سے دوگنا عذاب دے ۔ وقالوا ما لنا الخ دنیا میں مشرکین اہلِ توحید کو برا سمجھتے ہیں اور توحید بیان کرنیوالوں کو شر و فساد بپا کرنے والے تصور کرتے ہیں ۔ قیامت کے دن مشرکین جہنم میں اور اہل توحید جنت میں ہوں گے ۔ اس وقت مشرکین اہلِ توحید کے بارے میں آپس میں گفتگو کریں گے اور کہیں گے کیا بات ہے آج جہنم میں ہمیں وہ لوگ نظر نہیں آرہے جن کو ہم دنیا میں شرارتی اور فسادی کہا کرتے تھے ۔ اتخذنهم سخریا الخ کیا دنیا میں ہم نے غلطی سے انکو شرارتی

بیان حال جنات

أَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ إِلَّآ إِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾
اکٹھے ہوکر مگر ابلیس نے ۴۳ غرور کیا اور تھا وہ منکروں میں ف۱
قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ
فرمایا اے ابلیس ۴۴ کس چیز نے روک دیا تجھ کو کہ سجدہ کرے اس کو جس کو میں نے بنایا اپنے دونوں
اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ
ہاتھوں سے یہ تو نے غرور کیا یا تو بڑا تھا درجہ میں ف۲ بولا میں بہتر ہوں اس سے
خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ
مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے ف۳ فرمایا تو تو نکل
مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ ښ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ
یہاں سے کہ تو مردود ہوا اور تجھ پر میری پھٹکار ہے اس جزا کے
الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾
دن تک ف۴ بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک کہ مردے جی اٹھیں
قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ ۙ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ
فرمایا تو تجھ کو ڈھیل ہے اسی وقت کے دن تک جو
الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾
معلوم ہے بولا تو قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو
اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾
مگر جو بندے ہیں تیرے ان میں چنے ہوئے فرمایا تو ٹھیک بات یہ ہے اور میں ٹھیک
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾
ہی کہتا ہوں مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور جو ان میں تیری راہ چلے ان سب سے
قُلْ مَآ اَسْــَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾
تو کہہ میں مانگتا نہیں تم سے ۴۵ اس پر کچھ بدلہ اور میں نہیں اپنے آپ کو بنانے والا

موضح القرآن ف۱ یہ جن تھا ۔ وہ اکثر خدا کے حکم کے منکر تھے لیکن رہنے لگا فرشتوں میں ۔ ف۲ دو ہاتھوں سے یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتھ سے اور روح کو غیب کے ہاتھ سے ۔ اللہ غیب کی چیزیں بناتا ہے ایک طرح کی قدرت سے اور ظاہر کی چیزیں ایک طرح کی قدرت سے ۔ اس انسان میں دونوں طرح کی قدرت خرچ کی ۔ ف۳ آگ گرم ہے پرجوش اور مٹی سرد اور خاموش ۔ اس نے اس کو خوب سمجھا ۔ اور اللہ نے اس کو پسند رکھا ۔ ف۴ یعنی تب تک پھٹکار پڑتی جاوے گی تیرے اعمال سے ۔ یہاں سے نکل یعنی بہشت سے فرشتوں کی صحبت میں جاتا تھا ۔ اب نکالا گیا ۔

سمجھ کران کا مذاق اڑایا لیکن حقیقت میں نیک لوگ تھے۔ اور آج وہ جنت میں ہیں۔ یا وہ ہیں تو کہیں دوزخ ہی میں لیکن ہمیں نظر نہیں آرہے۔ و المعنی مالنا لانراہم فی النار الیسوا فیھا فلذلک لانراھم۔ بل ازاغت عنھم ابصارنا فلانراھم۔ وھم فیھا (روح ج ۲۳ ص ۲۱۰) ۴۳ ان ذلک الخ اہل جہنم کی یہ گفتگو، امامان شرک اور ان کے پیروؤں کا باہمی جھگڑا اور دوزخیوں کا موحدین اور مبلغین توحید کے بارے میں سوال وجواب یہ سب برحق ہے اور ضرور ہوگا۔ ۴۴ قل انما۔ تا۔ العزیز الغفار۔ دلائل عقلی ونقلی اور وحی کے بعد دعویٰ سورت کا بصراحت ذکر ہے۔ دلائل سابقہ سے ثابت ہوگیا کہ انبیاء علیہم السلام تو بوقت مصائب خود اللہ کو پکارتے اور اس کے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق، کارساز، اپنی صفات میں یگانہ اور سب پر غالب ہے۔ ساری کائنات کا مالک اور سارے جہاں میں متصرف ومختار وہی ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع قاہر نہیں ۴۵ قل ھو الخ ضمیر ہو آیات سابقہ کے مضمون یعنی دعوت توحید سے کنایہ ہے یعنی مسئلہ توحید ایک نہایت اہم اور عظیم الشان امر ہے جس کی میں تمہیں بامر الٰہی خبر دے رہا ہوں اور وہ اس لائق ہے کہ اسے دل وجان سے قبول کیا جائے۔ اور اس سے تغافل نہ کیا جائے لیکن تم اپنی کم عقلی اور بدبختی سے اس کو پس پشت ڈال رہے ہو (ھو) ای ھذا الذی انبأتکم به من کونی رسولا منذرا وان الله واحد لاشریك له (روح، مدارك) ۴۶ ما کان لی الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے مشرکین کہتے اگر تو واقعی خدا کا پیغمبر ہے اور تمہارے پاس وحی آتی ہے تو ہمیں بتاؤ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ کب آئے گا۔ جواب دیا گیا کہ بے شک میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے لیکن ملاء اعلیٰ میں جو کچھ ہو رہا ہے مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ اس لئے میں نہیں بتا سکتا کہ عذاب کب آئے گا۔ اور اللہ کی طرف سے مجھ پر وحی اسی لئے نازل ہوتی ہے کہ میں اس کا پیغمبر وبشیر ونذیر ہوں ۴۷ اذ قال الخ یہاں سے فرشتوں کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ بھی اللہ کے حکم کے بندے ہیں۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہوسکتے۔ فقعوا۔ قعوا، وقع یقع (فتح) سے جمع مذکر امر حاضر کا صیغہ ہے۔ ای فاسقطوا له (روح) اللہ نے تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے بشر کو پیدا کرنے والا ہوں اور خلافت ارضی کو اس کے سپرد کرنے والا ہوں۔ لہٰذا جب میں اس کی شکل وصورت کو مکمل کرکے اس میں روح پھونک دوں اور وہ ایک کامل انسان کی صورت میں ظاہر ہو جائے تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا۔ سجود لغیر اللہ کی پوری تحقیق سورۂ یوسف کی تفسیر حاشیہ نمبر (۸۳) میں گذر چکی ہے۔ فسجد الملٰئکة الخ چنانچہ جب آدم علیہ السلام کی پیدائش مکمل ہوگئی تو تمام فرشتے یکبارگی سربسجود ہوگئے۔ ۴۸ الا ابلیس الخ یہ جنات کا حال ہے کہ ابلیس جو بہت بڑے اور اونچے رتبے کا مالک تھا۔ بڑا عبادت گذار اور مقرب تھا۔ صد ہزاراں سال ابلیس لعیں۔ بود از ابدال امیر المؤمنین۔ لیکن اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ملعون ومطرود ہوا۔ اس لئے وہ بھی شفیع غالب نہیں بن سکتا۔ یا اس کا ربط یہ ہے کہ

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿٨٨﴾ ع ٥ ١٤

یہ تو ایک نصیحت ہے سارے جہان والوں کو اور معلوم کر لو گے اس کا احوال تھوڑی دیر کے پیچھے ۴۹

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانِيَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ زمر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچھتر آیتیں ہیں اور آٹھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ إِنَّآ أَنْزَلْنَآ

اتارنا ہے کتاب کا اللہ سے جو زبردست ہے حکمتوں والا ہم نے اتاری ہے ۱

إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿٢﴾

تیری طرف کتاب ٹھیک ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی خالص کر کر اس کے واسطے بندگی ف

أَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

سنتا ہے اللہ ہی کے لئے ہے بندگی خالص ۳ ۲ اور جنہوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے ۴

أَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۗ

حمایتی کہ ہم تو ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف

إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۗ إِنَّ

قریب کے درجے میں بے شک اللہ فیصلہ کر دے گا ۵ ان میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے ہیں البتہ

اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣﴾ لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ

اللہ راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا اگر اللہ چاہتا کہ ۶

أَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ

کہ اولاد کر لے تو چن لیتا اپنی خلقت میں سے جو کچھ چاہتا

سُبْحٰنَهٗ ۖ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٤﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وہ پاک ہے وہی ہے اکیلا دباؤ والا ف بنائے آسمان ۵

موضح قرآن ف بیٹیاں کیوں لیتا چنی چیز لیتا بیٹے ۱۲

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی مقبول نزدیک وست ۱۲ ف ۲ یعنی بغیر شرک ۱۲

دکھو شیطان کی پیروی نہ کرو اور دعویٰ توحید کو مان لو۔ استکبر۔ ابلیس نے تکبر کیا۔ اور آدم خاکی کو اپنے مرتبے سے کم جان کر حقیر سمجھا۔ وکان۔ ای وصار منہ باستکبارہ وتعاظمہ علی امر اللہ تعالیٰ (روح ج ۲۳ ص ۲۲۵) اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں غرور و استکبار کی وجہ سے کافر ہوگیا یا کانَ اپنے اصل ہی پر ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابلیس علم الٰہی میں تھا ہی کافر۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس سے استکبار کا صدور ہوگا۔ ویجوز ان یکون المعنی وکان من الکافرین فی علم اللہ تعالیٰ لعلمہ عزوجل انہ سیعصیہ و یصدر عنہ مایصدر باختیارہ وخبث طویتہ واستعدادہ (روح) ۷۵ قال یا ابلیس الخ فرمایا۔ اے ابلیس! جس آدم کو میں نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا ہے تو نے اس کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ کیا تو نے اس سے بڑا بننے کی کوشش کی ہے۔ یا تو واقعی اس سے فائق ہے اس لئے اس کو سجدہ نہیں کیا؟ تکبرت من غیر استحقاق او کنت ممن علا واستحق التفوق (بیضاوی) قال انا خیر منہ الخ ابلیس نے جواب دیا کہ میں واقعی آدم سے افضل ہوں کیونکہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔ اور ظاہر ہے کہ آگ مٹی سے افضل ہے۔ قال فاخرج الخ فرمایا۔ یہاں (جنت یا آسمان) سے نکل جا۔ تو رحمت و کرامت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اور قیامت تک کیلئے لعنت و ملامت کا مورد قرار دیدیا گیا ہے۔ قال رب الخ ابلیس نے عرض کی۔ بارِ الٰہا! قیامت تک مجھے مہلت دیدے اور مجھے طویل زندگی عطا فرمادے۔ فرمایا، قیامت تک نہیں بلکہ فنائے عالم یعنی نفخہ اولیٰ تک تجھے مہلت ہے۔ کہنے لگا مجھے تیرے غلبہ و سلطان کی قسم میں بھی اس آدم کی اولاد کو گمراہ کرکے چھوڑوں گا، البتہ تیرے مخلص بندے میری دسترس سے باہر ہوں گے۔ قال فالحق الخ فالحق مبتدا ہے اور یمینی اس کی خبر مقدر ہے۔ فرمایا میری قسم بھی سراپا حق ہے۔ اور میں حق ہی کہتا ہوں۔ لاملئن جھنم الخ یہ قسم مقدر کا جواب ہے۔ ای واللہ لاملئن۔ فالحق قسمی قسم ہے اور لاملئن اس کا جواب ہے۔ اور والحق اقول جملہ معترضہ ہے (روح، بیضاوی، قرطبی، جلالین) منک، من جنسک وھم الشیاطین (وممن تبعک منھم) من ذریۃ آدم (مدارک ج ۴ ص ۳۵) مجھے اپنی ذات کی قسم میں بھی جہنم تیری ذریت اور اولادِ آدم میں سے تیری پیروی کرنے والوں ہی سے بھروں گا۔ ۸۶ قل ما اسئلکم الخ اس ناصحانہ وعظ و تبلیغ پر میں تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا اور نہ بتکلف اپنے پاس سے باتیں بنا کر تمہیں سناتا ہوں۔ بلکہ یہ تو اللہ کی طرف سے تمام انسانوں کے لئے ایک نصیحت نامہ ہے۔ جیسا کہ ابتداءِ سورت میں فرمایا۔ والقرآن ذی الذکر۔ سورت کی انتہاء، ابتداء سے متعلق ہے۔ ۸۸ ولتعلمن الخ حین سے موت یا قیامت مراد ہے یعنی اب دنیا میں تو نہیں مانتے ہو لیکن ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم اپنے کفر و انکار کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ اور قرآن میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کی سچائی کا بچشم خود مشاہدہ کرلوگے لیکن اس وقت تلافی کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ صٓ میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا (ع ۱) نفیٔ شرک فی التصرف۔

۲۔ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ ــــــ تا ــــــ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝ نفیٔ شرک فی التصرف

۳۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ ــــــــــ تا ــــــ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ (ع ۵) نفیٔ شرک فی التصرف و نفیٔ شفاعتِ قہری۔

سورۂ زمر

ربط سورۂ زمر کا سورۂ صٓ کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ صٓ میں واضح کیا گیا کہ جن کو تم شفعاء سمجھتے ہو وہ تو خود بطورِ امتحان و ابتلاء بعض جسمانی تکالیف میں ماخوذ ہیں اسلئے اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیعِ غالب نہیں۔ اب سورۂ زمر میں بیان کیا جائے گا کہ اہلِ توحید اور اہلِ شرک (غیر اللہ کو شفیعِ غالب ماننے والے وغیرہ) مختلف گروہوں (زُمر) میں بٹ جائیں گے۔ اہلِ توحید جنت میں اور اہلِ شرک جہنم میں جائیں گے۔ سورۂ زمر کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ سبا میں نفیِ شفاعتِ قہری کا مضمون مذکور تھا اور سورۂ فاطر میں بطورِ تفریع مذکور تھا کہ کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ اس کے بعد سورۂ یٰسین، صافات اور صٓ سورۂ سبا پر مرتب ہیں۔ کیونکہ ان تینوں سورتوں میں علی سبیل الترقی نفی شفاعتِ قہری کا ذکر ہے۔ اور سورۂ زمر سورۂ فاطر پر مرتب ہے۔ اور اس کا کچھ حصہ سورۂ سبا پر بھی مرتب ہے یعنی والذین اتخذوا من دونہٖ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (ع ۱) اور ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء (ع ۵) جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیعِ غالب ہے تو ہر قسم کی عبادت صرف اسی کی بجالاؤ اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، ذکرِ دعوٰی تین بار، تفریع بر دعوٰی۔ دلائل عقلیہ علی سبیل الترقی سات۔ بیان ثمرہ دلائل چار بار۔ چھ دلائل وحی۔ ایک دلیل نقلی ضمناً۔ بیان زجر چار بار تقابل مومنین و کافرین تین بار۔ ترغیب الی الہجرت۔

تفصیل

تنزیل الکتٰب الخ تمہید مع ترغیب۔ یہ بہت بڑے غالب و حکیم کا حکمنامہ ہے اسے مانو۔ اس سورت کو مضمون کے اعتبار سے چھ سلسلہائے مضامین میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (۱) سلسلہ مضمون ذکر دعوٰی (۲) سلسلہ دلائلِ عقلیہ (۳) سلسلہ دلائل وحی (۴) سلسلہ بیان ثمرات (۵) سلسلہ ذکر زجرات اور (۶) سلسلہ تقابل بین المومنین و المشرکین۔

۱۔ سلسلہ مضمون ذکر دعوٰی

دعوٰی سورت کو تین بار ذکر کیا گیا ہے۔ اول فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین (ع ۱) یہ دعوٰی سور سابقہ پر متفرع ہے۔ جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب و کارساز نہیں۔ اور کوئی اس کی بارگاہ میں شفیع قاہر نہیں تو صرف اسی کی عبادت کرو۔ الا للہ الدین الخالص۔ یہ تنبیہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ھو اللہ الواحد القہار۔ یہ دعوٰی پر تفریع ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور سب پر غالب ہے۔ ذکر دعوٰی دوسری بار۔ قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی (ع ۲) میں تو صرف اللہ ہی کی عبادت کروں گا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرونگا۔ ذکر دعوٰی تیسری بار۔ قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایھا الجاھلون (ع ۷) یہ اعادۂ دعوٰی بطور زجر ہے۔ اے نادانو! اتنے واضح دلائل کے باوجود تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

۲۔ سلسلہ دلائل عقلیہ علی سبیل الترقی۔

پہلی عقلی دلیل۔ خلق السمٰوٰت والارض۔ تا۔ الا ھو العزیز الغفار (ع ۱) زمین و آسمان کو اللہ نے پیدا فرمایا۔ یہ دن رات کی آمد و رفت اور سورج اور چاند کا میعاد معین تک چلنا یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس کائنات میں غور و فکر کرو۔ یہ سب اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کے دلائل ہیں۔

دوسری عقلی دلیل۔ خلقکم من نفس واحدۃ۔ تا۔ فی ظلمٰت ثلٰث (ع ۱) یہ دلیل اول سے بطور ترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف نظامِ شمسی کو پیدا فرمایا بلکہ خود تمہیں بھی اسی نے پیدا فرمایا۔ رحم مادر میں مختلف حالات سے گذار کر تمہاری پیدائش کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

تیسری عقلی دلیل۔ الم تر ان اللہ انزل۔ تا۔ لذکری لاولی الالباب (ع ۲) یہ دوسری دلیل سے بطور ترقی ہے۔ اللہ نے تمہیں پیدا کر کے ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ تمہاری زندگی کی تمام ضروریات خصوصاً خوراک بھی مہیا فرما دی۔ اس لئے صرف اسی کی عبادت بجالاؤ۔ ضرب اللہ مثلا رجلا الخ (ع ۳) تمثیل برائے مومن و مشرک۔

چوتھی عقلی دلیل۔ ولئن سالتھم۔ تا۔ لیقولن اللہ ط (ع ۴) یہ دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ جب تم مانتے ہو کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو لامحالہ اس کے سوا کوئی معبود اور پکار کے لائق بھی نہیں ہوگا۔

پانچویں عقلی دلیل۔ اللہ یتوفی الانفس۔ تا۔ یتفکرون ٥ (ع ۵) پہلی اور دوسری دلیل میں ابتدائی حالات کا ذکر تھا۔ اب اس دلیل میں انسان کی انتہائی حالت کا ذکر ہے حاصل یہ کہ انسان کی ابتداء و انتہاء اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں ہے اس لئے وہی معبود برحق ہے۔

چھٹی عقلی دلیل۔ اولم یعلموا۔ تا۔ یؤمنون ٥ (ع ۵) انسان کے ابتدائی اور انتہائی حالات کے بعد اس دلیل میں اس کے درمیانی حالات کا ذکر کیا گیا ہے کہ زندگی میں انسان کو روزی دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور جو خالق و رازق ہو وہی معبود ہو سکتا ہے۔

ساتویں عقلی دلیل۔ اللہ خالق کل شیء۔ تا۔ لہ مقالید السمٰوٰت والارض ط (ع ۶) ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے اور ہر چیز کا محافظ و نگران بھی وہی ہے۔ لہذا

سب کا معبود بھی وہی ہے۔

۳۔ سلسلۂ دلائل وحی

پہلی دلیل وحی۔ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق الخ (ع ۱) ہم نے آپ پر ایک عظیم الشان کتاب نازل فرمائی جس کا سب سے اہم اور اولین پیغام یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ یہ مسئلہ کسی کا خود ساختہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔

دوسری دلیل وحی۔ قل انی امرت ان اعبد اللہ ۔ تا ۔ اول المسلمین ۵ (ع ۲) مجھے وحی کے ذریعے سے حکم دیا گیا ہے کہ میں خالصۃً خدائے واحد کی عبادت کروں اس سے معلوم ہوا کہ تخصیص عبادت کا مسئلہ میرا من گھڑت نہیں، بلکہ من عند اللہ ہے۔

تیسری دلیل وحی۔ اللہ نزل احسن الحدیث ۔ تا ۔ فماله من هاد ۵ (ع ۳) یہ عمدہ اور پر تاثیر کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے۔ ایمان والے اس کی آیتیں سنکر کانپ اٹھتے ہیں۔ یہ کتاب میں نے اپنے پاس سے نہیں بنائی۔

چوتھی دلیل وحی۔ انا انزلنا الیک الکتٰب للناس بالحق (ع ۴) ہم نے آپ پر پیغام حق کے ساتھ یہ عمدہ اور پر تاثیر کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ اس کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ تو ہمارا پیغام سناتے ہیں اپنی طرف سے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔

پانچویں دلیل وحی علی سبیل الترقی۔ واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم (ع ۶) یہ ترقی من الادنیٰ الی الاعلیٰ ہے۔ پہلے فرمایا اعلان کرو کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کہتا ہوں اللہ کی وحی سے کہتا ہوں۔ پھر فرمایا یہ کیسی عمدہ اور پر تاثیر کتاب ہے (دلیل وحی سوم) یہاں فرمایا اس احسن و اعلیٰ کتاب کی دل و جان سے پیروی کرو۔

چھٹی دلیل وحی۔ ولقد اوحی الیک ۔ تا ۔ وکن من الشاکرین ۵ (ع ۷) اللہ کی جانب سے میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ شرک سے تمام اعمالِ صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں جس طرح توحید کی طرف اللہ کے حکم سے دعوت دیتا ہوں۔ اسی طرح شرک کا رد بھی اسی کے حکم ہی سے کرتا ہوں۔ اس دلیل وحی کے ضمن میں دلیلِ نقلی بھی آگئی والی الذین من قبلک انبیاء سابقین علیہم السلام پر بھی یہ وحی نازل کی گئی کہ شرک سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

۴۔ سلسلہ بیان ثمراتِ دلائل

ثمرات چار ہیں۔ پہلے دو چھوٹے اور آخری دو بڑے۔

پہلا چھوٹا ثمرہ لا الہ الا ھو (ع ۱) یہ پہلی دو عقلی دلیلوں کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔ ان دونوں دلیلوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

دوسرا چھوٹا ثمرہ۔ الحمد للہ (ع ۳) تیسری عقلی دلیل اور تمثیل مومن و کافر کے بعد دلیل اور تمثیل کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے کہ ان سے معلوم ہو گیا کہ تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔

پہلا بڑا ثمرہ قل افرأیتم ما تدعون ۔ تا ۔ یتوکل المتوکلون ۵ (ع ۴) گذشتہ دلائل سے واضح اور روشن ہو گیا کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اللہ کے سوا مشرکین جن کو پکارتے ہیں وہ تکلیف کو دور کرنے اور نفع پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے۔

دوسرا بڑا ثمرہ قل اللّٰهم فاطر السمٰوٰت والارض ۔ تا ۔ یختلفون ۵ (ع ۵) یہ لوگ ایسے روشن اور واضح دلائل سے بھی نہیں مانتے اور انکار و جحود پر مصر ہیں۔ اس لئے آپ اللہ سے عرض کریں کہ اے اللہ! ہمارے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ قیامت کے دن تو ہی فرمائے گا۔

۵۔ سلسلہ بیانِ زجرات

زجر اول والذین اتخذوا من دونه اولیاء ۔ تا ۔ من ھو کاذب کفار ۵ (ع ۱) مشرکین جو خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ وہ ان معبودوں کو بالاستقلال مستحقِ عبادت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کی عبادت و تعظیم کو قربِ خداوندی کا ذریعہ و وسیلہ اور ان کو عند اللہ شفیع سمجھتے ہیں۔ فرمایا دنیا میں دلائل سے انہوں نے تسلیم نہیں کیا۔ آخرت میں ان کو جہنم میں ڈال کر اس اختلاف کا قطعی فیصلہ کروں گا۔

زجر دوم واذا مس الانسان ضر ۔ تا ۔ عن سبیله ط (ع ۱) جب مشرک آدمی پر مصیبت آتی ہے تو وہ خود ساختہ شفعاء سے مایوس ہو کر معبودِ حق کو پکارتا ہے لیکن اللہ اس کو اپنی مہربانی سے مصیبتوں سے نجات عطا فرما دیتا ہے تو وہ خدا کو بھول جاتا ہے۔ اور خدا کے انعامات کو معبودانِ باطل کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔

زجر سوم ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء ۔ تا ۔ اذا ھم یستبشرون ۵ (ع ۵) یہ زجر اول کی تشریح ہے۔ مشرکین اپنے معبودانِ خود ساختہ کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ سراپا عاجز ہیں اور کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے۔

زجر چہارم فاذا مس الانسان ضر ۔ تا ۔ ولکن اکثرھم لا یعلمون ۵ (ع ۵) یہ زجر بطورِ شکویٰ ہے۔ مشرک انسان جب معبودانِ باطلہ سے مایوس ہو کر اپنی مصیبت میں اللہ کو پکارتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی فرما کر اس کو مصیبت سے نجات عطا فرماتا ہے تو وہ اس کامیابی کو اپنے علم و فہم کا کمال قرار دیتا ہے اور کہتا ہے میں نے فلاں حیلہ کیا۔ اور فلاں بزرگ کو سفارشی بنایا جس کی وجہ سے مصیبت ٹل گئی۔

٦۔ سلسلہ تقابل بین المؤمن و الکافر

اوّل۔ امن ھو قانت۔ تا۔ انما یتذکر اولوا الالباب ٥ (ع ۱) دلیل کے بعد مؤمن و کافر کی صفات میں تقابل کا ذکر کیا گیا۔ ایک وہ (مؤمن) ہے جو راتوں کو اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہوتا اور عبادت کرتا ہے اور آخرت کے عذاب سے ڈرتا اور رحمتِ خداوندی کی امید رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے میں کافر ہے جو ان صفات سے عاری ہے۔

دوّم۔ افمن شرح اللہ صدرہ۔ تا۔ ضلٰل مبین ٥ (ع ۳) ایک وہ مؤمن ہے جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے۔ اور اس کا سینہ نورِ اسلام سے منور ہو چکا ہے۔ اور ایک وہ کافر ہے جس کا دل پتھر کی مانند سخت ہے۔ اور اس میں قبولِ اسلام کی صلاحیت ہی موجود نہیں۔ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

سوم۔ افمن یتقی بوجھہ سوٓء العذاب یوم القیمۃ ط (ع ۳) ایک وہ کافر ہے جس کے دونوں ہاتھ قیامت کے دن اس کی گردن کے ساتھ جکڑے ہونگے اور جہنم کی آگ سے وہ اپنے چہرے کی اوٹ سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس کے مقابلے میں مؤمن ہے جو عذابِ جہنم سے مامون و محفوظ رہے گا۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔؟

ابتدائے سورت میں دو دلیلوں کے بعد ثمرہ بیان کیا گیا اور سورت کے آخر میں تمام دلائل کے بعد بھی ثمرہ بیان کیا گیا۔ سبحٰنہ و تعالٰی عما یشرکون ٥ (ع ۷) تاکہ معلوم ہو جائے کہ تمام دلائل دعوٰی کو صراحت سے ثابت کر رہے ہے۔ اس سورت میں وارض اللہ واسعۃ (ع ۲) ہجرت کی ترغیب کی طرف اشارہ ہے۔ سورت میں جابجا تخویف و تبشیر کا بھی ذکر ہے

۱؎ تنزیل الخ تنزیل الکتٰب مبتدا۔ من اللہ خبر ہے۔ یا تنزیل مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ اور من اللہ الخ تنزیل کے متعلق ہے۔ قال الفراء والزجاج ھو مبتدأ و قولہ تعالی (من اللہ العزیز الحکیم) خبرہ۔ او خبر مبتدأ محذوف۔ ای ھذا المذکور تنزل، و (من اللہ) متعلق بتنزیل والوجہ الاول اوجہ (روح ج ۲۳ ص۲۳۳) یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ حکمنامہ اس بادشاہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب ور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اس نے اب تک اگر معاندین کو نہیں پکڑا تو اس میں حکمت ہے کہ منکرین کو مزید غور و فکر کا موقع مل جائے اور وہ راہِ راست پر آجائیں۔ اس لئے اس غالب و حکیم بادشاہ کے حکمنامے کو مان لو۔

۲؎ انا انزلنا الخ یہ پہلی دلیلِ وحی ہے۔ یہ کتاب جو سراپا حق ہے اور عقائد و احکامِ حقہ پر مشتمل ہے، ہم نے نازل فرمائی ہے۔ آپ جو کچھ بیان فرماتے ہیں ہمارے حکم سے بیان فرماتے ہیں اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتے۔ فاعبد اللہ مخلصًا لہ الدین۔ یہ دعوائے سورت ہے۔ سورت کا یہ دعوٰی پہلی سورتوں پر عمومًا اور سورۂ فاطر پر خصوصًا متفرع ہے۔ سورۂ سبا، یٰسین، صافات اور صٓ میں ثابت کیا گیا کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیعِ قاہر نہیں۔ اور سورۂ فاطر میں بیان کیا گیا، لہٰذا اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب و کارساز نہیں جب ثابت ہو گیا کہ اس کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں اور نہ کوئی اس کی بارگاہ میں شفیعِ غالب ہے تو خالصتہً صرف اسی کی عبادت کرو۔ اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ بناؤ اور لوگوں کو بھی اسی خالص توحید کی دعوت دو۔ ای فاعبد اللہ وحدہٗ لاشریک لہ وادع الخلق الی ذلک واعلمھم انہ لا تصلح العبادۃ الا لہ وحدہ وانہ لیس لہ شریک ولا عدیل ولا ندید (ابن کثیر ج ۴ ص۴۵)

۳؎ الا للہ الخ یہ تنبیہ ہے کہ عبادت خالصتہً اللہ تعالٰی ہی کا حق ہے۔ اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔

۴؎ والذین اتخذوا الخ یہ زجر اول ہے اور اس کے آخر میں تخویفِ اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ اسم موصول سے مشرکین اور اولیآء سے مشرکین کے مزعومہ کارساز مراد ہیں۔ خواہ فرشتے ہوں یا پیغمبر یا اولیاء کرام۔ فالموصول عبارۃ عنھم (ثلثۃ احیاء من المشرکین، عامر وکنانۃ وبنی سلمۃ) او عبارۃ عما یعمھم واضرابھم من عبدۃ غیر اللہ سبحانہ وھو الظاھر فیکون الاولیآء عبارۃ عن کل معبود باطل کالملئکۃ وعیسی علیھما السلام والاصنام (روح ج ۲۳ ص۲۳۵) امام قتادہ رح فرماتے ہیں جب مشرکین سے پوچھا جاتا کہ تمہارا خالق و مالک کون ہے؟ اور زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا۔ اور آسمان سے مینہ کون برساتا ہے؟ تو کہتے! اللہ! پھر ان سے کہا جاتا کہ پھر غیر اللہ کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ تو جواب دیتے، لیقربونا الی اللہ زلفٰی ویشفعوا لنا عندہٗ (قرطبی ج ۱۵ ص۲۳۳) ہم ان خود ساختہ معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ سفارش کر کے ہمیں بارگاہِ خداوندی میں مقرب بنا دیں اور ہمارے دنیوی کام اس سے کرا دیں۔ کیونکہ آخرت کے وہ قائل ہی نہ تھے۔ ای انما یحملھم علی عبادتھم لھم انھم عمدوا الی اصنام اتخذوھا علی صور الملائکۃ المقربین فی زعمھم فعبدوا تلک الصور تنزیلا لذلک منزلۃ عبادتھم الملئکۃ لیشفعوا لھم عند اللہ تعالی فی نصرھم ورزقھم وما ینوبھم من امور الدنیا فاما المعاد فکانوا جاحدین لہ کافرین بہ (ابن کثیر ج ۴ ص۴۵) زلفٰی، لیقربونا کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ۔

۵؎ ان اللہ الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ دنیا میں مشرکین دلائل سے تو مانتے نہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیعِ غالب نہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اس لئے محق و مبطل کے درمیان آخری اور قطعی فیصلہ قیامت کے دن ہوگا جب اہلِ حق کو جنت میں اور اہلِ باطل کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ ان اللہ یحکم بینھم وبین المسلمین فی ما ھم یختلفون فی امر الدین بادخال المحق الجنۃ والمبطل النار (مظہری۔ بیضاوی) ان اللہ لا یھدی الخ جو لوگ از راہِ ضد و عناد کفر و افترا (اللہ کے لئے نائب یا شفیعِ غالب ثابت کرنا) پر اڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اللہ تعالٰی ہدایت قبول کرنے کی توفیق نہیں دیتا۔

۶؎ لو اراد اللہ الخ اس میں مشرکین کے گذشتہ دعوے کا بطلان و امتناع کیا گیا ہے کہ اگر بفرضِ محال اللہ تعالٰی کو منظور ہوتا کہ کسی کو اپنا نائب بنائے تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا اپنی نیابت کے لئے منتخب فرما لیتا۔ آخر تمہارے خود ساختہ معبود ہی کیوں اس کے نائب بن گئے۔ سبحٰنہٗ الخ یہ مذکورہ دعوے پر تفریع ہے یعنی اللہ تعالٰی شریک اور نائب سے پاک ہے۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور قہار و بے نیاز ہے۔ اس کو نائب کی ضرورت ہی نہیں۔

۷؎ خلق السمٰوٰت الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ جو اللہ تعالٰی کے بلا شرکتِ غیرے استحقاقِ عبادت پر دلالت کرتی ہے۔ البتہ اس میں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ زمین و آسمان کو اس نے عبث اور بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس ساری کائنات کو اس نے ایک عظیم مقصد کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لوگ کائنات کے

ذرے ذرے سے صانع عالم کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں۔ بالحق ای متلبسا بالحق غیر عابث بل لیکون دلیلا علی الصانع (مظہری ج ۸ ص ۱۹۷) وہ دن کو رات میں اور رات کو دن میں چھپا دیتا ہے۔ سورج اور چاند بھی اس کے مطیع امر ہیں۔ اور اس کے حکم سے دونوں اپنے اپنے دورے کی تکمیل میں رواں دواں ہیں۔ یہ کارخانۂ عالم جس عزیز و غفار نے پیدا کیا ہے۔ اور جو اس میں متصرف و مختار ہے وہی ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہے۔ ۹ خلقکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اول سے علی سبیل الترقی یعنی اس نے نہ صرف زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ بلکہ تمہارا خالق بھی وہی ہے۔ اپنی پیدائش میں غور و فکر کرو کہ کس کمالِ قدرت اور حسنِ تدبیر سے اس نے تمہاری ابتداء ایک جان (حضرت آدم علیہ السلام) سے فرمائی۔ اور پھر بشری سلسلۂ نسل کو زوجین کے ذریعے سے آگے بڑھایا۔ پھر رحمِ مادر میں نطفہ سے لے کر کمالِ تخلیق تک جو مختلف احوال پیش آتے ہیں ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی کمالِ قدرت کی دلیل ہے۔ پھر اس نے تمہارے فائدے کی خاطر مختلف انواع و اقسام کے چوپائے پیدا فرمائے۔ جن کا تم گوشت کھاتے، دودھ پیتے اور بعض سے اس کے علاوہ سواری اور باربرداری کا کام بھی لیتے ہو۔ وہ اللہ جس نے محض اپنی مہربانی سے اور اپنی قدرت کاملہ سے یہ سب کچھ کیا ہے، وہی ساری کائنات کا مالک اور وہی تمہارا معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ من نفسٍ واحدةٍ حضرت آدم علیہ السلام منہا ضمیر نفس واحدة کی طرف راجع ہے اور اس کا مضاف مقدر ہے۔ ای من جنسہا یعنی جنسِ آدم و بشر ہی سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا۔ ۱ انزل قال سعید بن جبیر خلق (قرطبی) ثمٰنیة ازواج چوپایوں کی یہ آٹھ انواع سورۂ انعام ع میں مفصل گذر چکی ہیں۔ یعنی اِبِل (اونٹ، اونٹنی) بَقَر (گائے بیل، بھینس، بھینسا بھی بقر میں داخل ہیں) ضأن۔ (دنبی دنبہ اور بھیڑ مینڈھا) معز (بکری بکرا) خلقا من بعد خلق۔ نطفہ سے عَلَقہ (خون منجمد) عَلَقہ سے مُضغہ (بوٹی) مُضغہ سے عِظَام (ہڈیاں) اور پھر اس ڈھانچے سے انسان تام الخلقہ اس کی تفصیل سورۂ مؤمنون ع ۱ میں مذکور ہے فی ظلمٰت ثلٰث۔ تینوں اندھیروں سے پیٹ، رحم اور مشیمہ (وہ پردہ جس میں جنین محفوظ ہوتا ہے) کے اندھیرے مراد ہیں (روح، جامع وغیرہما) ۱۰ ذٰلکم اللہ الخ یہ تنبیہ ہے۔ اور دلائلِ مذکورہ کا اجمالاً استحضار ہے تاکہ اس پر آئندہ حکم اور ثمرہ مرتب ہو سکے۔ صفاتِ بالا سے متصف ذاتِ بابرکات ہی تمہارا رب اور مالک ہے اور اس کائنات میں اور خود تمہارے اندر وہی متصرف ہے

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ
اور زمین ٹھیک لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو
عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ
رات پر اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری
مُّسَمًّى ۗ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝٥ خَلَقَكُمْ مِّنْ
ہوئی مدت پر سنتا ہے وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا ف بنایا تم کو ۹
نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ
ایک جی سے پھر بنایا اسی سے اس کا جوڑا اور اتارے تمہارے واسطے
مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ
چوپاؤں سے آٹھ نر و مادہ ف۲ بناتا ہے تم کو ماں کے
اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ
پیٹ میں ایک طرح پر دوسری طرح کے پیچھے تین اندھیروں کے بیچ ف۲
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى
وہ اللہ ہے رب تمہارا اسی کا راج ہے ۱۰ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے پھر
تُصْرَفُوْنَ ۝٦ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ
کہاں سے پھرے جاتے ہو ف اگر تم منکر ہو گئے ۱۱ تو اللہ پروا نہیں رکھتا تمہاری
وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ
اور پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کا منکر ہونا اور اگر اس کا حق مانو گے تو اس کو تمہارے
لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ
لئے پسند کرے گا اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا ۱۲ پھر اپنے رب کی طرف تم کو
مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ
پھر جانا ہے تو وہ جتلائے گا تم کو جو تم کرتے تھے مقرر اس کو

لے دوسری عقلی دلیل
٣ ثمرہ دلائل سابقہ
٣ تخویف اخروی

لا الٰہ الا ھو۔ یہ دلائلِ سابقہ کا ثمرہ ہے۔ جب سب کا خالق و مالک اور سارے عالم میں متصرف و مختار وہی ہے اور کوئی نہیں تو عبادت کے لائق بھی اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ لہٰذا ہر قسم کی عبادت صرف اسی کے لئے بجا لاؤ۔ فانّٰی تؤفکون۔ پھر اس بیانِ شافی کے بعد کس دلیل سے اللہ کی خالص عبادت سے پھرے جاتے ہو۔ اور غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو؟ یعنی دلائلِ عقلیہ تو اللہ کی وحدانیت پر قائم ہیں۔ اس لئے تمہارا شرک کرنا محض بے دلیل ہے۔ ۱۱ ان تکفروا الخ یہ

موضح قرآن ف لپیٹتا ہے یعنی ایک پر دوسرا چلا آتا ہے۔ توڑا نہیں پڑتا۔ ف۲ ایک پیٹ ایک رحم ایک جھلی۔ وہ جھلی ساتھ نکلتی ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نر و مادہ از شتر و گاؤ و گوسفند و بز ۱۲۔ ف۲ یعنی مشیمہ و رحم و بطن ۱۲

تخویف اخروی ہے۔ ایسے دلائل واضحہ کے باوجود بھی اگر تم کفر پر قائم رہو تو سن لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان و شکر سے بے نیاز ہے۔ تمہارے کفر سے اس کا کچھ بگڑتا نہیں اور تمہارے ایمان و شکر سے اس کا کچھ سنورتا نہیں۔ ولا یرضی الخ البتہ محض بندوں کی خیرخواہی کے لئے وہ سامانِ ہدایت فراہم فرماتا ہے۔ اور کفر و ناشکر گذاری کو اپنے بندوں کے لئے پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اس میں بندوں کا سراسر دنیوی اور اخروی نقصان ہے۔ وان تشکروا الخ اور اگر تم اس کا شکر کرو اس کی توحید پر ایمان لاؤ اور پیغمبر علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق اعمال صالحہ بجالاؤ تو اس کو تمہارے لئے پسند فرماتا ہے۔ کیونکہ اس میں تمہارا دنیا اور آخرت کا فائدہ ہے (ولا یرضی لعبادہ الکفر) لما فیہ من الضرر علیھم (وان تشکروا یرضہ لکم) لما فیہ من نفعکم (روح ج ۲۳ ص ۲۴۴) ؎۱۲ ولا تزر الخ تمہارے کفر و انکار اور ناشکر گذاری کا نقصان صرف تمہیں ہی ہے اور قیامت کے دن اس کی سزا بھی تم ہی پاؤ گے دنیا میں تمہیں اپنی بد اعمالیوں کا انجام بد سمجھ میں نہیں آتا نہ نظر ہی آتا ہے۔ قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس وقت وہ تمہیں تمہارے اعمال سے باخبر کریگا۔ وہ چونکہ دلوں کے بھید بھی جانتا ہے اس لئے اس پر تمہارا کوئی ظاہر یا پوشیدہ عمل مخفی نہیں ؎۱۳ واذا مس الخ یہ زجر دوم ہے بصورت شکوی۔ الانسان سے انسانِ کافر مراد ہے (مدارک، قرطبی) انسانِ کافر و مشرک کا یہ حال ہے کہ اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اپنے مزعومہ کارسازوں سے ناامید ہو کر پوری توجہ اور یکسوئی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے انعام و احسان سے سرفراز فرما دیتا ہے تو اس منعمِ حقیقی کو بھول جاتا ہے۔ جسے پہلے مصیبت کے وقت پوری تضرع و عاجزی سے پکارتا رہا۔ یا اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس کی خاطر اللہ کو پکارتا رہا۔ اور پھر سے اللہ کے ساتھ عبادت اور پکار میں شرک کرنے لگتا ہے۔ اور اللہ کے انعامات کو معبودانِ باطلہ کا احسان قرار دیتا ہے۔ نسی ما کان یدعوا الیہ ای نسی ربہ الذی کان یتضرع الیہ ...... او نسی الضر الذی کان یدعوا اللہ الی کشفہ (مدارک ج ۴ ص ۴۷) وجعل للہ اندادا ای فی حال العافیۃ یشرک باللہ ویجعل لہ اندادا (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۶) لیضل عن سبیلہ تاکہ لوگوں کو یہ تاثر دے کر اللہ کی راہ (توحید) سے گمراہ کرے کہ اسکو مصیبت سے اسکے خودساختہ معبودوں نے نجات دی ہے (لیضل) الناس بذلک (عن سبیلہ) عن

عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑦ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ
خبر ہے دلوں کی بات کی اور جب آ لگے انسان کو ؎۱۳ سختی
دَعَا رَبَّهُۥ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُۥ نِعْمَةً مِّنْهُ
پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر اسی کی طرف پھر جب بخشے اس کو نعمت اپنی طرف سے
نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوٓا إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ
بھول جائے اس کو کہ جس کے لئے پکار رہا تھا پہلے سے اور ٹھہرائے اللہ کی
أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِۦ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ
برابر اوروں کو تاکہ بہکائے اس کی راہ سے تو کہہ برت لے ساتھ اپنے کفر کے تھوڑے دنوں ؎۱۴
إِنَّكَ مِنْ أَصْحَٰبِ النَّارِ ⑧ أَمَّنْ هُوَ قَٰنِتٌ ءَانَآءَ الَّيْلِ
تو ہے دوزخ والوں میں بھلا ایک جو بندگی میں ؎۱۵ لگا ہوا ہے رات کی
سَاجِدًا وَقَآئِمًا يَحْذَرُ الْءَاخِرَةَ وَيَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِۦ ۗ
گھڑیوں میں سجدے کرتا ہوا اور کھڑا ہوا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا
مہربانی کی تو کہہ کوئی برابر ؎۱۶ ہوتے ہیں سمجھ والے اور
يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَٰبِ ⑨ قُلْ يَٰعِبَادِ
بے سمجھ سوچتے وہی ہیں جن کو عقل ہے تو کہہ اے بندو میرے
الَّذِينَ ءَامَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ
جو یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے ؎۱۷ جنہوں نے نیکی کی اس
الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَٰسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى
دنیا میں ان کے لئے ہے بھلائی اور زمین اللہ کی کشادہ ہے ف۱ صبر کرنے والوں
الصَّٰبِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩ قُلْ إِنِّيٓ أُمِرْتُ
ہی کو ملتا ہے ان کا ثواب بے شمار تو کہہ مجھ کو حکم ہے ؎۱۸

ع ۱۵

زجر دوم بصورت شکوی

تقابل بین مومنین و مشرکین ۱۲

بشارت دنیوی و اخروی ۱۲

وجل الذی ھو التوحید (روح ج ۲۳ ص ۲۴۵) ؎۱۴ قل تمتع الخ یہ تہدید ہے۔ اچھا تو اگر ان واضح دلیلوں کے باوجود کفر پر ہی قائم رہنا چاہتے ہیں اور اسی میں اپنا فائدہ سمجھتا ہے تو چند دن اس سے فائدہ اٹھالے آخرکار تیرا ٹھکانا جہنم ہے ؎۱۵ امن ھو الخ یہ پہلی ۱ مومنین اور مشرکین کی صفات کے درمیان تقابل کا ذکر ہے ایک وہ مومن ہے جو راحت اور آرام کو چھوڑ کر رات کی گھڑیوں میں اٹھ اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے کبھی قیام میں ہاتھ باندھے کھڑا ہے اور کبھی اس کی بارگاہ میں جبین نیاز زمین پر رکھے سجدہ بجا لاتا ہے۔ آخرت کا خوف اس پر طاری رہتا ہے لیکن وہ مایوس نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے رحمۃ ربہ کے بعد کمن ھو لیس کذلک مقدر ہے یعنی کیا مذکورہ بالا صفات کا حامل مومن اس کافر کی مانند ہو سکتا ہے جو ان خوبیوں سے عاری ہو۔ قالہ الشیخ قدس سرہ امن ھو قانت کمن ھو غیر قانت (معالم و خازن ج ۶ ص ۶۹) ؎۱۶ قل ھل الخ یہ پہلی تقابل کیلئے مثال و نظیر کی صورت میں تائید ہے۔ یا عملی تفاوت کے بعد علمی تفاوت کا بیان ہے یعنی مومن و کافر عمل کی طرح علم میں بھی برابر نہیں یا مطلب

فتح الرحمن ف۱ دریں آیت تعریض است بہجرت حبشہ ۱۲

عالم اور ایک جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح مومن و کافر بھی باہم برابر نہیں۔ نفی لاستواء الفریقین باعتبار القوۃ العلمیۃ بعد نفیہ باعتبار القوۃ العملیۃ علی وجہ ابلغ لمزید فضل العلم وقیل تقریر للاول علی سبیل التشبیہ ای کما لایستوی العالمون والجاھلون لایستوی القانتون والعاصون (بیضاوی) انما یتذکر الخ ایسے واضح اور مدلل بیانات سے صرف عقل و فکر رکھنے والے ہی نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہیں ۱۲ قل یٰعباد الخ یہ ایمان والوں کے لئے دنیوی اور اخروی بشارت ہے۔ میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہیں اس کے احکام کی تعمیل اور اس کے منہیات سے احتراز کرتے رہیں۔ جو لوگ پورے

اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿١١﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ
کہ بندگی کروں اللہ کی خالص کر کر اس کیلئے بندگی اور حکم ہے کہ میں ہوں
اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٢﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ
سب سے پہلے فرمانبردار تو کہہ میں ۱۹ڈرتا ہوں اگر حکم نہ مانوں اپنے رب کا
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٣﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿١٤﴾
ایک بڑے دن کے عذاب سے تو کہہ میں تو اللہ کو پوجتا ہوں خالص کر کر اپنی بندگی اسی کے واسطے
فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ
اب تم پوجو جس کو چاہو اس کے سوائے تو کہہ بڑے ہارنے والے وہ جو
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ
ہار بیٹھے اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن ۱ سنتا ہے یہی ہے
الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿١٥﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ
صریح ٹوٹا ان کے واسطے اوپر ان سے بادل ہیں آگ کے
وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ
اور نیچے سے بادل اس چیز سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو
يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿١٦﴾ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ
اے بندو میرے تو مجھ سے ڈرو اور جو لوگ بچے شیطانوں ۲ سے کہ ان
يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾
کی عبادت کریں اور اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ مستحق خوشخبری سنانے کے ہیں سو آپ میرے ان بندوں
الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ
کو خوشخبری سنا دیجیے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔ یہی ہیں جن کو
الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿١٨﴾
اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں

اخلاص کے ساتھ ایمان و تقویٰ پر قائم رہیں گے دنیا میں بھی ان پر انعام و اکرام کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ فی ھذہ الدنیا، حسنۃ کے متعلق ہو۔ اور اگر فی الدنیا، احسنوا کے متعلق ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ دنیا میں اعمال صالحہ بجا لائیں گے وہ آخرت میں اس کا اجر و ثواب پائیں گے وارض اللہ واسعۃ یہ ہجرت کی ترغیب ہے اگر غلبۂ کفار کی وجہ سے تم اپنے وطن میں اللہ کے دین پر قائم نہیں رہ سکتے اور نہ کماحقہٗ اس کی عبادت کر سکتے ہو تو اللہ کی زمین فراخ ہے کسی دوسری جگہ چلے جاؤ۔ جہاں تم اطمینان سے اپنے دین کو قائم کر سکو۔ جو لوگ ہجرت کے مصائب و شدائد پر صبر کرتے اور خندہ پیشانی سے انہیں برداشت کرتے ہیں انہیں آخرت میں بے حساب اجر و ثواب ملے گا۔ انما یوفی الصابرون الذین صبروا علی الھجرۃ ومفارقۃ المحاب والافتداء بالانبیاء والصالحین اجرھم بغیر حساب (روح جلد ۲۳ ص ۲۴۸) قل یٰعباد الخ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے جسے بعینہٖ بندگان خدا تک پہنچانے کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے یٰعباد الخ حضور علیہ السلام کا مقولہ نہیں تاکہ اس سے یہ استدلال کیا جا سکے کہ تمام مومنین آپ کے بندے ہیں جیسا کہ اہل بدعت بیان کرتے ہیں۔ ای قل لھم قولی ھذا بعینہ وفیہ تشریف لھم باضافتھم الی ضمیر الجلالۃ (روح جلد ۲۳ ص ۲۴۸) ای قل یا محمد لعبادی المومنین۔ قرطبی ج ۱۵ ص ۲۴۰) ۱۸ قل انی امرت الخ یہ دلیل دلیل وحی ہے مجھے وحی کے ذریعے سے حکم دیا گیا ہے کہ میں خالصۃً اللہ کی عبادت کروں اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کروں اور یہ حکم مجھے اس لئے دیا گیا ہے تاکہ دنیا و آخرت میں میں تمام مسلمانوں پر مقدم و سابق رہوں۔ یا مطلب یہ ہے کہ میں اس امت میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا ہوں۔ ای امرت بالاخلاص لاجل ان اکون مقدمھم فی الدنیا والاٰخرۃ لان قصب السبق انما ھو بالاخلاص او لکونی اول من اسلم من قریش ومن دان بدینھم (مظھری، بیضاوی، روح) ۱۹ قل انی اخاف الخ تمہارے دل چونکہ خوفِ خدا سے خالی ہیں۔ اس لئے تم کفر و شرک اور دیگر بداعمالیوں کا بے محابا ارتکاب کر رہے لیکن میں تو خدا کے عذاب سے ڈرتا ہوں مجھے تو ڈر ہے کہ اگر میں اخلاص عبادت میں کوتاہی کروں اور تمہاری طرح شرک

سلے دوسری بار ذکر یعنی

سلے اہم تہدید و تخویف اخروی ۱۲

سلے بشارت اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ چلتے ہیں اس کے نیک پر یعنی حکم پر چلنا کہ اس کو کرتے ہیں منع پر چلنا کہ اس کو نہیں کرتے! اس کا کرنا نیک ہے! اس کا نہ کرنا نیک ہے ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از شرک ۱۲ ف۲ یعنی ہلاک کرد خود را و اہل خانہ خود را بضلال و اضلال ۱۲

کی طرف مائل ہوجاؤں تو مجھے وہ عذاب میں گرفتار کردے۔ اس سے مقصود مشرکین سے تعریض ہے۔ کیونکہ آپ معصوم ہیں اور آپ سے معصیت کا صدور محال ہے وھذا
شرط معناہ تعریض بغیرہ بطریق الاولی والاحری (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۸) ۲۰ قل اللہ اعبد الخ یہ دوسری بار دعوے کا ذکر ہے۔ فرمایا دوبارہ اعلان کردو
کہ میں تو صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں۔ اور ہمیشہ اسی پر قائم رہوں گا۔ اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کروں گا۔ فاعبدوا الخ یہ امر تہدید اور تخویف اخروی ہے۔
تمہیں اختیار ہے اللہ کے سوا جس کی چاہو عبادت کرتے رہو۔ لیکن ایک بات یاد رکھو۔ قیامت کے دن سخت خسارے اور ناقابل تلافی نقصان میں رہو گے۔ جب جرم شرک

أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۚ أَفَأَنْتَ
بھلا جس پر ٹھیک ہو چکا ۲۳ عذاب کا حکم بھلا تو
تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ⑲ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ
خلاص کر سکے گا اس کو جو آگ میں پڑ چکا لیکن جو ڈرتے ہیں ۲۴ اپنے رب سے
لَهُمْ غُرَفٌ مِنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِي مِنْ
ان کے واسطے ہیں جھروکے ان کے اوپر اور جھروکے چنے ہوئے ان کے نیچے
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ ⑳
بہتی ہیں ندیاں وعدہ ہو چکا اللہ کا اللہ نہیں خلاف کرتا اپنا وعدہ
أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ
تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ۲۵ اتارا آسمان سے پانی پھر چلایا وہ پانی
يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا
چشموں میں زمین کے پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کئی کئی
أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ
رنگ بدلتے اس پر پھر آئے تیاری پر تو تو دیکھے اس کا رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اس کو
حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ㉑
چورا چورا بیشک اس میں نصیحت ہے عقلمندوں کے واسطے
ع ۲
۱۶

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ
بھلا جس کا سینہ ۲۶ کھول دیا اللہ نے دین اسلام کے واسطے سو وہ
عَلَىٰ نُورٍ مِنْ رَبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ
روشنی میں ہے اپنے رب کی طرف سے سو خرابی ہے ان کو جن کے دل سخت ہیں
مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ㉒ اللَّهُ
اللہ کی یاد سے وہ پڑے پھرتے ہیں بھٹکتے صریح اللہ نے

کی پاداش میں بلاحساب وکتاب جہنم میں جھونک دیئے جاؤ گے۔ تم لوگ مال و دولت کے نقصان کو نقصان شمار کرتے ہو حالانکہ اصل نقصان یہ نہیں۔ اصل نقصان آخرت کا نقصان ہے اور درحقیقت خسارے میں وہ لوگ رہیں گے جو قیامت کے دن اپنی جانوں کو اور اپنے اتباع و اذناب کو تلف اور برباد کریں گے۔ کیونکہ انھوں نے خود بھی شرک وکفر اختیار کیا اور اپنے اتباع و مریدین کو بھی اس روش پر ڈالا اس لئے سب مل کر جہنم میں جائیں گے۔ (خسروا انفسھم و اھلیھم) باختیارھم الکفر لھما فالمراد بالاھل اتباعھم الذین اضلوھم ای اضاعوا انفسھم واضاعوا اھلیھم واتلفوھما (یوم القیٰمۃ) حین یدخلون النار الخ (روح جلد ۲۳ ص ۲۵۱) ۲۱ لھم من الخ یہ عذاب جہنم کی تفصیل ہے جہنم میں جہاں ان کا ٹھکانا ہوگا۔ ان کے نیچے اور اوپر آگ کے بے شمار طبقات ہوں گے جن میں محبوس و محصور ہوں گے۔ اور جہاں سے وہ کہیں نکل بھاگ نہیں سکیں گے ذلک یخوف اللہ الخ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو ڈرانے کے لئے عذاب جہنم کے یہ ہولناک مناظر بیان فرماتا ہے تاکہ ان سے بچنے کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ کی طرف مائل ہوں۔ میرے بندو! میرے عذاب سے میری اطاعت وعبادت سے بچنے کی کوشش کرو ۲۲ والذین الخ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے الطاغوت سے ہر معبود غیر اللہ مراد ہے قال الراغب: ھو عبارۃ عن کل متعد وکل معبود من دون اللہ تعالیٰ (روح جلد ۲۳ ص ۲۵۲) طاغوت کی مزید تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر حاشیہ (۵۰۴) میں ص ۱۲۶ پر گذر چکی ہے۔ نراجعہ۔ ان یعبدوھا۔ الطاغوت سے بدل الاشتمال ہے وانابوا الی اللہ میں واو تفسیریہ ہے یعنی جن لوگوں نے غیر اللہ کی عبادت سے اجتناب کیا اور اللہ کی خالص عبادت میں منہمک ہوگئے ان کے لئے آخرت میں
جنت کی بشارت ہے فبشر عباد الخ اس لئے آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادیں جو بات کو بغور سنتے اور حق و باطل میں امتیاز کرکے حق بات کو مان لیتے اور اس کی پیروی
کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ نے ہدایت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور حقیقت میں عقلمند لوگ یہی ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں احسن القول سے مسئلہ توحید مراد ہے۔
۲۳ افمن حق الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ جس شخص کے بارے میں اس کے مسلسل انکار وجحود اور تعنت وعناد کی وجہ سے عذاب جہنم کا فیصلہ ہوچکا ہو کیا تو اسے عذاب سے چھڑا
سکتا ہے؟ استفہام انکاری ہے یعنی تو اس کو عذاب سے نہیں چھڑا سکتا ۲۴ لکن الذین الخ یہ بشارت اخروی ہے۔ لیکن جو لوگ دنیا میں اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈر کر اس
کی عبادت و اطاعت میں سرگرم رہے ان کے لئے جنت میں منزل بر منزل بالاخانے ہوں گے۔ اور نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالےٰ وعدہ خلافی نہیں فرماتا ۲۵
الم تر ان اللہ الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ پہلی دو نوں دلیلوں سے بطور ترقی ہے ان دونوں میں زمین و آسمان اور خود حضرت انسان کی پیدائش کا ذکر تھا اور اس میں پیدائش کے بعد

انسان کی تربیت اور ضروریات زندگی مہیا کرنے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسا کر پانی کو ندی نالوں اور دریاؤں کی صورت میں زمین پر بہا دیا جس سے زمینیں سیراب
ہو کر مختلف الوان و اقسام کے غلے پیدا کرتی ہے۔ سرسبز و شاداب کھیت پکنے پر آتے ہیں تو زرد پڑ جاتے ہیں۔ اور جب بالکل تیار ہو جاتے ہیں تو خشک ہو کر ٹوٹنے لگتے ہیں۔
اصحاب عقل و بصیرت کے لئے اس میں بہت بڑی عبرت ہے۔ وہ اس سے ایک طرف اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت پر استدلال کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس حیاتِ
دنیا کی بے ثباتی کا سبق سیکھتے ہیں۔ الذین یتذکرون بھذا فیعتبرون الی ان الدنیا ھکذا تکون خضرۃ نضرۃ حسناء ثم تعود عجوزا شوھاء (ابن کثیر

نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖق
اتاری ۲۷ بہتر بات کتاب آپس میں ملتی دوہرائی ہوئی
تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ
بال کھڑے ہوتے ہیں اس سے ۱ کھال پر ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے
ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ
پھر نرم ہوتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر
ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ
یہ ہے راہ دینا اللہ کا اس طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے
وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ
اور جس کو راہ بھلائے اللہ اس کو کوئی نہیں سمجھانے والا ۱ بھلا ایک وہ جو
یَّتَّقِیْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ
روکتا ہے ۲۸ اپنے منہ پر برا عذاب دن قیامت کے ۲
وَ قِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾
اور کہے گا بے انصافوں کو ۲۹ چکھو جو تم کماتے تھے
كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ
جھٹلا چکے ہیں ان سے اگلے پھر پہنچا ان پر
الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ
عذاب ایسی جگہ سے کہ ان کو خیال بھی نہ تھا پھر چکھائی انکو
اللّٰهُ الْخِزْیَ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ لَعَذَابُ
اللہ نے رسوائی دنیا کی زندگی میں اور عذاب
الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾
آخرت کا تو بہت ہی بڑا ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی

وقف لازم

جلد ۴ صفحہ ۵۰) ۲۶ افمن شرح الخ یہ دوسری بار مومن و کافر کے اوصاف میں تقابل کا ذکر ہے۔ دلیل ثالث کے بعد یہ بیان مقصود ہی ہے۔ ایک وہ مومن ہے جس نے اسلام اور توحید کی حقانیت کے دلائل میں غور و فکر کیا تو اللہ نے قبول اسلام کے لئے اس کا سینہ کھول دیا۔ اور اسلام کی سچائی پر اس کا دل مطمئن ہو گیا اور اللہ کی مہربانی اور اس کی توفیق سے اس کا سینہ نور توحید اور ضیاء اسلام سے روشن اور مستنیر ہو گیا۔ کیا یہ اس سنگدل کافر کی مانند ہو سکتا ہے جس کے دل پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہو اور اسے قبول حق کی استعداد سے محروم کر دیا گیا ہو۔؟ ہرگز نہیں۔ یہاں بھی کمن ھو لیس کذالک مقدر ہے قال الشیخ قدس سرہٗ یا کمن لم یشرح صدرہ (معالم ج ۶ ص ۶۹) یا کمن طبع اللہ تعالیٰ علی قلبہ فلم یھتد (خازن ج ۶ ص ۷۲) یا کمن اقسی اللہ قلبہ (جامع البیان ص ۳۹۶) فویل للقاسیۃ الخ جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اور ان کے دل ایسے سخت ہو چکے ہیں کہ ہدایت کو قبول نہیں کر سکتے اور آیاتِ ربانی سن کر اور سخت ہو جاتے ہیں۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔ ہلاکت ہے ان کے لئے جو ایسے واضح اور کھلے دلائل کے باوجود نہیں سمجھتے۔ اذا ذکر اللہ عندھم او اٰیاتہ ازدادت قلوبھم قساوۃ (مدارک ج ۴ ص ۴۲) ۲۷ اللہ نزل الخ یہ تیسری دلیل وحی ہے یہ پہلی دونوں دلیلوں سے علی سبیل الترقی ہے یعنی میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتا اللہ کے حکم اور اس کی وحی سے کہتا ہوں۔ یہ کتاب جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے وہ ہر کلام سے بہتر اور محاسن کلام میں سب پر فائق اور برتر ہے مُتَشَابِهًا اس کے بعض حصے بعض سے حسن و خوبی میں ملتے جلتے ہیں اور ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کرتے ہیں۔ یشبہ بعضہ بعضا فی الحسن والحکمۃ ویصدق بعضہ بعضا (قرطبی جلد ۱۵ ص ۲۴۹) مثانی اس کی بعض آیتوں اور بعض

۲- تقابل اوصاف بین مومن و کافر
۳- ثمرہ تخویف ۱۲
۱- تخویف اخروی ۱۲ - ۲- تخویف دنیوی ۱۲

مضامین کو بار بار دہرایا گیا ہے تاکہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔ قال الضحاک مثانی تردید القول لیفھموا عن ربھم تبارک و تعالیٰ (ابن کثیر ج ۴ ص ۵۰)۔
تقشعر منہ الخ قرآن مجید چونکہ وعدہ و وعید اور بشارت و تخویف دونوں پر مشتمل ہے اس لئے جن لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف ہے جب وہ تہدید و تخویف اور وعید عذاب
پر مشتمل آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں تو خوف الٰہی سے کانپ اٹھتے ہیں۔ اور مارے خوف کے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر جب آیاتِ رحمت و مغفرت پر پہنچتے ہیں تو ان کے

موضح قرآن ف۱ کتاب آپس میں ملتی یعنی خوبی میں کوئی آیت کم نہیں۔ دوہرائی ہوئی یعنی ایک مدعا کئی کئی طرح تقریر کیا ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وعدہ یا وعید و انذار یا بشارت ۱۲ ف۲ یعنی بجز روئے چیزے نباید کہ عذاب را بآں نگاہ دارد مانند اہل نجات باشد ۱۲

بدن نرم ہوجاتے ہیں اور دلوں میں سکون وطمانیت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ذٰلك هدی الله الخ ذٰلك سے کتاب کی طرف اشارہ ہے یہ کتاب اللہ کی ہدایت، اس کی توحید
اور اس کے سچے دین کے احکام پر حادی ہے وہ جسے چاہتا ہے اس ہدایت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے یعنی ان لوگوں کو جو ضد نہیں کرتے اور نیک نیتی سے طلبِ حق کا
جذبہ رکھتے ہیں اور جنہیں وہ گمراہ کردے یعنی ان کے مسلسل عناد وتعنت کی وجہ سے انہیں قبولِ حق کی توفیق سے محروم کردے اسے کوئی بھی راہ راست پر نہیں لا سکتا ۲۵ افمن
یتقی الخ یہ تیسری بار مومن وکافر کے اوصاف میں تقابل کا ذکر ہے۔ انسان ہمیشہ اپنے چہرے کو آفات سے اپنے ہاتھوں کے ذریعے سے بچاتا ہے لیکن کافروں کو جب جہنم میں پھینکا
جائے گا۔ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ بندھے ہونگے اس لئے وہ اپنے چہروں کو آگ کے شعلوں سے ہاتھوں کی مدد سے نہیں بچا سکیں گے بلکہ آگ کے شعلوں کو وہ اپنے چہروں پر لینگے۔ والکافر حین یلقی فی النار تکون یداہ مغلولتین الی عنقہ فلا یستطیع ان یتقی الا بوجھہ (مظہری ج ۸ صلا) کیا جہنم کی بھڑکتی آگ کے شعلوں میں گھرا ہوا کافر اس مومن کی مانند ہو سکتا ہے جو عذاب جہنم سے محفوظ ومامون ہو۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہاں بھی کمن هولیس کذٰلك مقدر ہے۔ یا کمن هو امن من العذاب محذوف ہے (معالم، مظہری)، ۲۹ وقیل للظٰلمین الخ یہ تخویف اُخروی ہے۔ قیامت کے دن مشرکین سے کہا جائیگا کہ دنیا میں جو مشرکانہ افعال کرتے رہے ہو آج ان کی سزا کا مزہ بھی چکھ لو۔ کذب الذین الخ یہ تخویف دنیوی ہے امم سابقہ کے کفار ومشرکین نے توحید ورسالت اور دیگر امور حقہ دینی کی تکذیب کی تو اچانک ہی انہیں عذاب نے آلیا۔ اور ہمیشہ کے لئے ان کا نام ونشان ہی مٹا دیا۔ فاذاقهم الله الخ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلت ورسوائی کے عذاب کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت اور ہولناک ہوگا ۳۰ ولقد ضربنا الخ یہ آئندہ تمثیل کے لئے تمہید ہے۔ ہم نے قرآن میں ہر نوع کی مثالیں بیان کی ہیں جن کی موقع ومحل کے مطابق ضرورت تھی تاکہ لوگ خوب سمجھ لیں اور نصیحت حاصل کریں۔ جیسا کہ مومن اور مشرک کی ایک مثال آگے آرہی ہے قرانا عربیا الخ یہ هذا سے حال واقع ہے (روح) یہ قرآن خالص عربی میں ہے فصاحت وبلاغت، مضامین کی سنجیدگی، دلائل کی پختگی، واقعات کی صحت اور دیگر ہر پہلو سے وہ کامل ومکمل ہے اس میں کسی قسم کی کمی، کجی اور کوتاہی نہیں، یہ بلند پایہ کتاب اس لئے نازل کی گئی تاکہ لوگ اس کی تعلیمات کو مانیں اور ان پر عمل کریں اور اللہ کی نافرمانی اور معصیت سے بچیں ۳۱

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

اور ہم نے بیان کی ۳۰ لوگوں کے واسطے اس قرآن میں

مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾

سب چیز کی مثل تاکہ وہ دھیان کریں

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ

قرآن ہے عربی زبان کا جس میں کجی نہیں تاکہ وہ

يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا

بچ کر چلیں اللہ نے بتلائی ۳۱ ایک مثل ایک مرد ہے

فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا

کہ اس میں شریک ہیں کئی ضدی اور ایک مرد ہے

سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ

پورا ایک شخص کا کیا برابر ہوتی ہیں دونوں مثل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾

سب خوبی اللہ کے لئے ہے ۳۲ پر وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ

بے شک تو بھی مرتا ہے ۳۳ اور وہ بھی

مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ

مرتے ہیں پھر مقرر تم

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ

قیامت کے دن اپنے رب کے آگے

تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ ۳ ع ۱۰ ۱۷

جھگڑو گے ۲

ضرب الله الخ یہ مومن اور مشرک کی تمثیل ہے ایک وہ غلام ہے جس میں بہت سے آدمی شریک ہیں۔ جو نہایت بداخلاق، جھگڑالو اور انصاف ناپسند ہیں۔ ان میں سے ہر ایک
بوقتِ ضرورت اس کو اپنی خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ اب وہ پریشان حیران ہے کہ کس کے حکم کی تعمیل کرے۔ ایک کو خوش رکھتا ہے تو دوسرا ناخوش ہے۔ دوسرے کو راضی کرتا ہے

موضح قرآن ف ۱ ایک غلام جو کئی کا ہو۔ کوئی اس کو اپنا نہ سمجھے تو اس کی پوری خبر نہ لے اور ایک غلام جو سارا ایک کا ہو وہ اس کو اپنا سمجھے اور پوری خبر لے یہ مثال ہے جو ایک
رب کے بندے ہیں۔ اور جو کئی رب کے بندے ۱۲ ف ۲ کافر منکر ہوں گے کہ ہم کو کسی نے حکم نہیں پہنچایا پھر فرشتوں کی گواہی سے اور آسمان وزمین کی اور ہاتھ پاؤں کی
گواہی سے ثابت ہوگا ۱۲